CHECKED

CHECKED 198

۹۳۸۹
قصص

۲۱۱/
قصص

قصص ہند

حصہ دوم

مرتبہ مولوی محمد حسین صاحب پروفیسر عربی لاہور کالج

حسب الحکم

جناب میجر ہالرائڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر مدارس ممالک پنجاب وغیرہ

لاہور کے سرکاری مطبع میں باہتمام
ماسٹر پیارے لال قائم مقام کیوریٹر کے
چھپی
سنہ ۱۸۷۴ء

اس سررشتہ کی بے اجازت کوئی نہ چھاپے

۱۲

[illegible] تعداد جلد ۱۸۰۰ قیمت ۲ر

قصص ہند

HYDERABAD STATE LIBRARY
۹۲۸۹
قصص

غزنوی خاندان

لاطین سامانیہ جو توران اور ایران وغیرہ مین بڑے با اقتدار بادشاہ گزرے ہین ن مین سے عبد الملک ابن نوح پانچوین بادشاہ کی خدمت مین الپتگین نام ب غلام تھا کہ بادشاہ کو بہان متی کے تماشے دکھا کر اور نقلین سنا کر ش کیا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ مجلس عشرت سے نکلکر دربار سلطنت مین داخل ہوا ور پھر اپنی دانش اور دانائی کی بدولت حاکم خراسان ہوگیا۔ جب عبد الملک یا تو امرای دربار نے اُسے ہی خط لکھا کہ تخت نشین کسکو کرنا چاہئے ن تقدیر کے ماری نے منصور کے برخلاف رائے دی کہ وہ نوجوان ن تخت نشین ہوچکا تھا۔ منصور نے اُس کا خط دیکھکر بہت پیچتاب کھایا سکے درپے ہوگیا۔ دشمن اسکی ہی تاک مین لگے ہی تھے خود اور دربار

ہو جانے مین تو شبہہ ہی نہ تھا - ناچار سپاہیانہ پیچ کہیلا - اسکے پاس
خاصہ کے غلامون اور نوکرون کا جتھا خوب تھا انہی کی آڑ مین جان بچاکر
مقام غزنی مین کہ عین کوہ سلیمان کے بیچون بیچ مین ہے - جا پہنچا - غرض
اودہر کے بہادر اور قوی ہیکل خودسرون کو سمیٹ کر دشمنون کے قابو کا
نہ رہا مگر پھر بھی اپنے آقا کے گھرانے کی اطاعت ہی کرتا رہا - تین ہزار غلام
اسکے تن کا ہمراہ آیا تہا - اسکے علاوہ ادھر کے افغان اگر دل سے تابع
ہوئے تو وقت پر نوکر ہو گئے - غرض اس قطعہ پر قابض ہو گیا کہ جسمین بلخ
ہرات - سیستان وغیرہ شامل ہین - سبکتگین ایک فلک زدہ ایران کے
شاہی خاندان کا لڑکا تھا کہ الپتگین نے اسے ایک بخاری سوداگر سے
خریدا تہا اور ایسے مرتبہ پر پہنچایا تہا کہ بعد اسکے دربار مین رکن اعظم وہی
ٹھیرا - چنانچہ الپتگین کے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا اور اطراف کے لوگون نے
زور دیا تو سبکتگین اسے بخارا سے حکومت کی سند دلوا کر لایا - جسمین نیابت
سبکتگین کے نام پر تھی - ۲ برس کے بعد وہ بھی مرگیا اور ایک دو آتار چڑھاؤ
کے بعد جب اہل دربار نے ملک غیرون کے ہاتھ جاتا دیکھا تو بالاتفاق
سبکتگین کی اطاعت پر رضامند ہو گئے چونکہ صاحب ہمت اور باتد
شخص تھا تخت پر بیٹھتے ہی ایک ہمسایہ کے حاکم نے اس سے مدد لیکر دشمن کے
ہاتھ سے اپنا ملک بچایا مگر احسان نہ مانا اسلئے ملک سبکتگین کے حوا
کر دیا - سبکتگین نے الپتگین کی بیٹی سے شادی بھی کرلی اور بہت

کہا کہ - مرد کو بات کا پاس ضرور ہے - دوست سے ہو یا دشمن سے - دوسرے ترکون کی فوج جسکے سامنے سے ایک دفعہ فوج ہماری ہٹ آئی اب اُسکی مقابلہ پر تھمنا بہت مشکل ہوگا اگر وہ لوگ ادھر چڑھہ آئے تو تمام ہندوستان کو تہ و بالا کر دینگے پھر اس خلقِ خدا کا خون اور ننگ و ناموس کا گناہ کس پر ہوگا - غرض چھتریون نے ہزار جتن سے جتایا - برہمنون کے بچن کے آگے اُنکی تلوار کاٹ نکر سکی آخر وہی ہوا کہ بادشاہی آدمیون کو روک لیا غزنی مین فوراً خبر اُڑی کہ بادشاہ کے آدمی قید ہو گئے - مگر سبکتگین کو یقین نہ آیا اور کہا کہ یہہ خبر ہوائی لوگون نے اُڑائی ہے - جب تحریرین پہنچین اور تحقیق ہوا تو اُسیوقت ضلع ضلع سے فوجین سمیٹ کر برستی گھٹا کی طرح شمال سے اُٹھا - اور آتے ہی سرحد کے ملکون پر آفت برسا دی - بہت سا مال و دولت لوٹا - اور ہزارون کو لونڈی غلام بنا لیا - راجہ کو جب یہہ خبر پہنچی تو تمام ہندوستان مین چٹھیان دوڑا دین خلاصہ اُنکا یہہ کہ دشٹون کا بادشاہ اور ملیچھون کا سلطان جنگل پہاڑ کے راچھسون کی فوجین لیکر چڑھہ آیا ہے - پنجاب کا ملک قدیم الایّام سے سب بھائی بندون کی سپر بنا ہوا ہے - چنانچہ اگلے سال مین نے خود اُسکے گھر پر جاکر ایک ٹکر روکا مگر اب دھرم کی لاج رکھنی کا وقت ہے نہین تو اس سری سے اس سری تک تمام ہندوستان پر پانی پھر جائیگا - ان چٹھیون نے بڑا کام کیا یعنے علاوہ اور ملکون کے دلی - اجمیر - قنوج - کالنجر کی عظیم الشان سلطنتون نے اپنی اپنی انتخابی فوج بے تعداد خزانون کے ساتھہ بھیجی اور اڑے وقت پہ خود بھی آنیکا وعدہ کیا - سارے لشکرون کی چھاونی پشا [illegible]

تو اس دھوم دھام کی خبرین ایک سے دہ چند ہوکر پہنچین۔ گھبرایا اور شیر کیطرح جھپٹکر آیا۔ پاس پہنچا تو ایک پہاڑ کے ٹیکرے پر چڑھ کر نظر دوڑائی۔ جہانتک آنکھہ نے کام کیا فوج ہی فوج پائی۔ اترا اور اپنے سردارون کو بلایا۔ اُن کے بھی ہوش اُڑے پائے۔ اوّل تو بہت سے مضمون ثواب جہاد اور تایید غیبی کے سنائے۔ پھر شجاعون کی اولوالعزمیان اور کارنامی کہکر دل بڑہائے۔ بعد اسکے کہا کہ دیر کا موقع نہین لڑائی شروع کردینی چاہئے۔ لیکن چال نئی چلا۔ یعنے اگر آج کل کی جنگی قواعد پر نظر کرین تو موٹی سی بات ہے۔ مگر اسوقت ایک نکتہ بین تھوڑی سی فوج نے دل بادل لشکر کو توڑ دیا۔ چنانچہ حکم دیا کہ پانسو سوار کا رسالہ ایک ایک سردار کے نیچے مقرر ہو۔ باری باری سے جائین اور ہمت آزمائین جب وہ تھک جائین تو انکی جگہہ اور تازہ دم جاکر مورچے جمائین۔ اس ترکیب سے صبح و شام تک لڑتے لڑتے دق ہوگئے۔ تو بھی لشکر کی بہتات سے دل قوی رکھتے تھے۔ سب نے جمع ہوکر ایک حملہ ایسا کیا جسمین لڑائی دو ٹوک ہوجای چنانچہ کیا سوار کیا پیادے سنکھ بجاتے اور کڑکے گاتے غول کے غول نکلے اور اسطرح بے جگر ہوکر گرے کہ تیر اور نیزہ کا گزارہ نرہا۔ خنجر کا تلوار سے اور کھانڈے کا کٹار سے مقدمہ آپڑا پیادے پیادون سے لپٹ گئے۔ سوار گھوڑون سے کود کود پڑے۔ ہاتھیون نے اپنا پرایا کچھہ نہ دیکھا سب کو چکّی کیطرح دلڈالا۔ مگر خدا کی خدائی ایسے وقت پر نظر آتی ہے اُسے ہر بات مین اپنی قدرت کا دکھانا ہے۔ ہندو مسلمان کا بہانا ہے۔ آخر ہزارون کا کھیت پڑا اور خاتمہ ہندوؤن کی شکست پر ہوا۔ فتحیاب لوٹتے مارتے اٹک تک آئے اور دو سو ہاتھی اور لاکھون کا زر و مال لیکر گھر کو چلے گئے۔ بادشاہ

ہاک اُسوقت فقط غزنی سے قندھار کے آگے تک تھی اُسکی درستی ی جاکر مصروف ہوا۔ اور چند روز کے بعد ۹۹۷ع ۳۸۷ھ مین مرگیا ٭

محمود غزنوی

محمود اور سمعیل دو بیٹے سبکتگین کے تھے۔ مگر محمود کا لڑکپن سے یہہ حال تھا کہ فوج کشی اور لڑائیون مین باپ کے ساتھہ ہی رہتا تھا۔ بلکہ ہر مہم مین ایسا اپنی بساط سے بڑھکر قدم مارتا تھا کہ تجربہ کار سپہ سالار دیکھتے رہجاتے تھے۔ جب باپ مرا تو یہہ نیشاپور مین حاکم تھا۔ تیس برس کی عمر تھی اور لیاقت شجاعت کی رو سے ہر طرح جانشینی کے قابل تھا۔ اتنی بات ضرور تھی کہ بان کیطرف سے داغدار تھا۔ چھوٹے بیٹے کو باپ بہت چاہتا تھا اور اپنے پاس ہی رکھتا تھا۔ اُسنے جب باپ کے مرنے سے تخت کے ساتھہ میدان خالی پایا تو فوراً تاج سر پر رکھہ جابجا فرمان جاری کئے۔ اور دربار مین امیرون وزیرون کے منصب فوج کی تنخواہین بڑھاکر جشن شاہانہ شروع کردئے تاکہ سب کے دلمین گھر ہوجائے۔ اور دلاوری بہادری کا خیال اُنکی طبیعتون سے جاتا رہے محمود نے یہہ حال سنکر پیغام بھیجا کہ والد مرحوم نے خانۂ سلطنت کو آراستہ چھوڑا مگر ال اسکا یہہ ہے کہ چارون طرف سے دشمنون مین گھرا ہوا ہے۔ اگر تمہاری عمر ر تجربہ اسکے سنبھالنے کے لائق ہوتا تو عین آرزو تھی کہ تم باپ کی جانشین ہوتے جھے مصلحت یہی معلوم ہوتی ہے کہ دولت اور خزانون کو شریعت کے بموجب سیم کرکے دار السلطنت کو میرے سپرد کردو۔ تمہاری حکومت کے لئے بلخ اور

خراسان کا ملک مین صاف کر دیتا ہون

جب تاج سر پر اور خوشامدی گرد ہوتے ہین تو ایسی باتین سمجھ مین نہین آتین۔ محمود کی یہہ بات پیش نہ گئی۔ جب اُسنے دیکھا کہ میری نصیحت نے نہ اس نو دولت کو اثر کیا نہ ارکان دولت نے میرے حق کو حق سمجھا تو سوای اسکے چارہ نہ دیکھا کہ خاص دار الخلافہ پر حملہ کرکے اس جھگڑے کا فیصلہ کرے۔ اسمٰعیل بھی ادھر سے فوج لیکر آیا اور اسمین شک نہین کہ کوئی دقیقہ سپاہگری کا باقی نہ چھوڑا اگر فتح شکست خدا کے اختیار ہے اخیر کو قید ہوا اور محمود کے نام کا نقارہ غزنی کے نوبتخانہ مین بجگیا۔ اسکے اقبال سے ایران اور توران کے ملک اُسوقت اپنے اپنے حال مین گرفتار تھے۔ چنانچہ محمود نے پہلا گھر کا بندوبست کیا اور پھر آہستہ آہستہ سب کو زیر قلم کیا ہندوستان جنّت نشان جسکا دروازہ باپ نے کھولا ہوا تھا اُسے قنّوج اور کالنجر تک گیارہ دفعہ زیر و زبر کیا۔ اور اپنے نام کو سلطان کے لقب سے تاجدار کیا کہ اسوقت تک کسی بادشاہ کو نصیب نہوا تھا۔ ایکدن مصاحبون کے ساتھ بیٹھکر ادھر اُدھر نظر دوڑائی صدہا کوس تک کوئی مملکت نظر نہ آئی جسکی فتح سے پُر مال خزانہ کو مالا مال کرے ارکان دولت کو جمع کیا۔ سب نے خیال کے عیار اور فکر کے جاسوس چارون طرف دوڑائے۔ آخر معلوم ہوا کہ اُسی خزا آبا ہندوستان مین جسے گیارہ دفعہ پامال کر لیا ہے ملک گجرات مین سمندر کے کنارے ایک شہر عظیم الشان ہے اور اُسمین ایک عبادت خانہ ہنود کا کہ اپنے دیوتا کے نام سے سومنات کہلاتا ہے۔ اور چونکہ ہزارون

ہی راجہ سے لیکر پرجا تک ملک ملک کی خلقت اُسے صدقِ دل سے مانتی ہے۔ اسلئے نہ مال وزر کا ٹھکانا ہے نہ زر وجواہر کی کچھ اِنتہا ہے۔ حسن میمندی نے زمینِ خدمت کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ قبلۂ عالم مینے وہان کے حالات عجیب وغریب سنے ہین۔ کہتے ہین کہ جس مکان مین سومنات دیوتا ہے۔ باہر کی روشنی کو وہان دخل نہین جواہرات اور الماس جو در ودیوار مین جڑے اور جڑاؤ قندیلون مین لگے ہین اُنکی جگمگاہٹ سے دن رات برابر ہے۔ بیچمین ایک ایک بڑی بھاری سونے کی زنجیر لٹکتی ہے کہ اُسمین گھنٹے اور گھڑیال آویزان ہین۔ جب پوجا کا وقت ہوتا ہے تو جسطرح ہم اذان دیتے ہین وہ اُسے ہلاتے ہین کہ سب کو خبر ہو جای۔ ملک ملک کے راجاؤن نے جو جاگیرین دے رکھی ہین اُنہین جمع کرین تو دو ہزار گانو ہوتا ہے۔ ہرچند کہ گنگا وہان سے چھہ سو کوس پر ہے مگر روز تازہ گنگا جل سے اُسکا اشنان ہوتا ہے۔ دو ہزار برہمن فقط وہان کے پجاری ہین پانسو لونڈیان گائنین اور تین سو گوئیے ہین کہ پوجا کے وقت بھجن گاتے ہین اور ناچتے ہین۔ زیور لباس خرچ اخراجات انکا سب وہین سے ملتا ہے۔ یہہ سب تو اُن کی باتین ہین مگر ہماری مطلب کی بات یہہ ہے کہ مال وزر اور زیور وجواہر کا وہان یہہ عالم ہے کہ اُسکا عُشرِ عشیر بھی کسی بادشاہ کے خزانہ مین نہین سما سکتا و

یہہ سنکر محمود کے دہان طمع مین پانی بھر آیا او
سی وقت سپہ سالار کو حکم پہنچا کہ ہان لشکر تیا
مدانِ شہر خیمون ڈیرون سے پٹ گیا

لشکرِ خاصہ کے علاوہ تاتار کے ترک اور کوہستانون کے افغان جو لوٹ
مار کی نیت باندھے شب و روز روزے سے بیٹھے رہتے تھے ہزارون
کی جگہہ لاکھون جمع ہوگئے۔ اس ٹڈی دل کو لیکر اُڑا اور ملتان مین اگر
دم لیا تو ٹوٹے پھوٹے کی مرمت ساز و سامان کی درستی کی۔ یہہ بھی معلوم ہوا کہ
رستہ مین ایسے ایسے ریگستان اور چٹیل میدان ہین کہ جہان کوسون تک پانی کا
پتا اور گھاس کا پتّا نہین ملتا اسلئے حکم دیا کہ ہر شخص کئی کئی دن کا کھانا پانی
اپنے اپنے ساتھہ اُٹھائے اور سرکار شاہی سے بھی دو ہزار اونٹ رسد
کے دانے پانی اور گھاس پات سے لدوا کر ساتھہ لئے ٭

غرض ان لق و دق میدانون کو لپیٹ سمیٹ کر دفعۃً اجمیر پر جا پہنچا۔ اگرچہ کوہی
راجہ محمود کے حال سے غافل نہ تھا مگر یہہ بھی خیال نہ تھا کہ ایسے میدان طی کر کے
یہہ طوفان یون یکایک بجلی کیطرح آن گریگا۔ اب سوا کنارہ کرنے کے
اور کیا ہو سکتا ہے۔ راجہ اور شہر کے لوگ جو بھاگ سکے وہ جان لیکر
بھاگ گئے مگر اس آندھی سے شہر مین چراغ اور باہر تنکا تک نہ رہا۔ تاراگڑھ کا
قلعہ سامنے پہاڑ پر چمک رہا تھا مگر دیکھا کہ اُسکے محاصرہ مین خدا جانے
کتنے دن لگین اور کیا پیش آئے۔ اسلئے سیدھا منزلِ مقصود کا رخ کیا
رستہ مین جو جو قلعے اور شہر نظر آئے اُنہین ٹھکراتا اور سامان خداداد سمیٹتا
اور سہ منزلہ کرتا چلا۔ آتا تھا کہ سمندر کے کنارے پر ایک قلعہ عالی
بفلک تھا اور دریا کی لہرین پانون مین
ی ہے۔ اہل شہر بے خبر گھرون مین

آنند کر رہے تھے دیکھا تو یہی دیکھا کہ فوج کا دل بادل چھا گیا ہے اور نشان محمودی لہرا رہا ہے۔ سب گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پانڈے بچارے بھولے بھالے جنہون نے کبھی ننگی تلوار نہ دیکھی تھی فصیل پر چڑھ کر حیرت سے دیکھنے اور چلانے لگے کہ ای مسلمانون تم اپنی فوج اور لشکر کے گھمنڈ پر ہمین لوٹنے آئے ہو۔ یہہ خبر تمہین نہین کہ دھرم مورت پرماتما ہمارا اسی واسطے تمہین لایا ہے کہ جو جو مندر شوالے تمنے ہندستان مین توڑے ہین سب کی سزا یہان دیگا۔ قاصد آئے اُنہون نے بھی ایسے ایسے پیغام سنائے مگر محمود ان باتون کو کب خاطر مین لاتا تھا۔ تیوری بدلکر منہہ پھیر لیا اور کہا کہ خیر جو کچھہ ہوگا کل معلوم ہو جائیگا ژ

وہ دن تو جون تون کرکے کاٹا۔ دوسرے دن جب مشرق کا شہسوار ستارون کی فوج کو شکست دیکر شعاع کا نیزہ ہاتھہ مین لیے نکلا۔ محمود سر سے پانو تک لوہے مین غرق ہوا کے گھوڑے پر سوار چتر لگائے میدان جنگ مین آ کھڑا ہوا۔ نقارہ پر چوب پڑی کہ دل سینون مین ہل گئے۔ دلیرون نے قلعہ کیطرف بڑھکر ایسے تیر برسانے شروع کیے کہ ہندؤن کو فصیل چھوڑتے ہی ن آئی۔ قلعہ سے مندر مین بھی راہ تھی۔ سب گھبرا کر اودھر گھس گئے مسلمان جھٹ سیڑھیان لگا کمندین ڈال فصیلون پر چڑھ گئے۔ اور اللہ اللہ اکبر کے نعرے مارنے شروع کیے کہ قلعہ سے لیکر کوہ دونت تک گونج اُٹھا۔ تکبیر کی آواز سے برہمنون اور پانڈون کے دلون مین کہان دھرم کی آگ سے ایک دھوان اُٹھا اور راجپوتون کے دلون مین خون

غیرت نے جوش مارا۔ دفعۃً اگ بگولا ہوکر دوڑے جو تیر انداز فصیل پر کھڑے تھے اُنسے آتے ہی چھری کٹاری ہوگئے اور سب کو کاٹکر نیچے گرادیا۔ پھر تو ادھر سے آتشبازی کے بان اور رال کی ہانڈیان تھین اور اُدھر سے تیرون کی بوچھار اور برچھیون کی بجلیان۔ عالم گرد وغبار سے اندھیر ہوگیا اور لڑائی برابر ترازو کے تول تلی ہوئی تھی مگر قلعہ کا پلّہ بھاری تھا کہ اتنے مین شام نے آکر اندھیرے کی سپر بیچمین رکھدی دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے۔ شبخون کی روک تھام کا بندوبست ہوا۔ حکم تھا کہ چراغ کا تو کیا ذکر ہے آگ کی چنگاری تک نہ چمکنے پائے۔ مگر دلون کی بیقراری اور مایوسی کچھ کہی جاتی تھی۔ ادھر تو محمود کے لشکری سناٹے مین تھے کہ کہان وہ کوہ و دشت پر بہار اور خدائی گلزار۔ کہان یہہ ریگستان بیابان۔ گھرون سے ہزارون کوس آن پڑے۔ اللہ ہی جو پھر بھی اہل وعیال کا منہہ دیکھنا نصیب ہو۔ روی طمع سیاہ۔ جس نے یہہ دن دکھایا۔ لوٹ کا لالچ نہوتا تو کیون اس بلا مین پڑتے۔ کرتے تو کر بیٹھے مگر دیکھئے کہ اب اونٹ کس کروٹ بیٹھے۔ اُدھر قلعہ بند بچارے مصیبت کے مارے جانون سے نراس بیٹھے تھے اور کہتے تھے ہی نرنکار یہہ آسمانی بلا کہان سے آگئی ہم تو اپنے گھرون مین آرام سے رام رام کی سُمرن جپتے تھے۔ تو ہی اس آفت کو ٹالے تو ٹالے۔ تیرے سوا کس کا آسرا ہے۔ غرض دونو طرف سناٹے کا عالم تھا۔ اندھیری رات مین سنسان جنگل سائین سائین کرتا تھا اور گھوڑے سے لیکر اونٹ تک سانس نہ لیتا تھا۔ ہان

کے قاصد اور کاغذ کے گھوڑے دوڑ رہے تھے۔ قلعہ والون کو رات بھر نیند نہ آئی۔ دیس دیس کے ٹھاکرون اور راجاؤن کو چٹھیان لکھین کہ یہی وقت ہے اگر آج دھرم کی لاج رکھی تو کب رکھوگے ادھر آدھی رات تھی جو محمود کی آنکھ کھلی۔ دل گھبرایا اور اسی وقت سرداران لشکر کو بلا کر کہا کہ صبح سر پر کھڑی ہے بندوبست کرنا چاہیے کہ میدان جنگ کس ڈھنگ پر ڈالا جائے۔ وزیر نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ جسطرح ہوسکے اس لڑائی کا فیصلہ جلد کرنا چاہیے۔ ملک بیگانہ ہے اور عرصہ دور کا ہے جسقدر دیر ہوگی ہیبت ہماری کم اور جمعیت گھٹتی جائیگی۔ اور دشمن کی امدادین پہنچکر قوت بڑھتی جائیگی۔ ایک ایک سپاہی کے دلپر غلام کی نظر ہے دیکھتا ہون کہ رفیقون کے جی چھوٹے جاتے ہین۔ محمود نے اس رای کو نہایت پسند کیا اور سب نے تائید کی۔ اسی وقت پس و پیش و یمین و یسار کی تقسیم ہوکر ڈیرے ڈیرے مین حکم پہنچ گیا کہ صبح نور کے تڑکے قلعہ پر دھاوا ہوجائے راتون رات سینکڑون سیڑھیان اور کمندین اور ہزارون فولادی مینخین تیار ہوگئین تمام رات بہادرون نے ہتھیارون کی تیاری مین کاٹی۔ جب پچھلی پہر رات باقی رہی تو ستارون کے پہرہ دار اپنے اپنے پہرون پر قائم تھے۔ جو محمود نے وضو کرکے دوگانہ نماز کا ادا کیا سلاح جنگ زیب بدن کرتے ہی سواری کا حکم دیا۔ ادھر صبح کی سفیدی مشرق سے نمودار ہوئی ادھر سرخ پھریرا نشان جنگ کا ہوا مین لہرایا جب سپہ سالار کو میرا حکم بھیجا تو اسنے خود گراے ہاتھ مین لیکر منہہ پر رکھی اور جسطرف سے کہ دھاوے کا موقع تھا ادھر سے پہلو دیکر دوسرے رخ سے سیڑھی ڈالی۔ محمود بذات خاص ایک رسالہ لیکر الگ کھڑا ہوا کہ جب قلعہ والی فوج کیطرف

جتھائین تو یہہ ادھر سے کمندین ڈالکر اندر جا پڑے - قلعہ مین بھی تمام رات آنکھون مین کٹی تھی - پانڈے پجاری برہمن راجپوت دھاوی کا غل سنکر گھبرا گئے پہلے تو سب مندر کیطرف دوڑے اور سومنات کی پرتما سے لپٹ لپٹکر زار زار رو کوئی پانون مین لوٹتا تھا کوئی راز و نیاز سے کھڑا دعا مانگ رہا تھا - آخر روتے دھوتے باہر نکلے - جدھر کو دھاوی کا زور دیکھا سب کے سب اودھر ہی امنڈ پڑے اور لڑائی شروع ہوگئی چارون طرف سے خبرین چلی آتی تھین اور تدبیر کی نظر ہر طرف برابر دوڑ رہی تھی - اتنے مین ایک بکٹ پہرہ کے سپاہی نے محمود کو رپٹ دی کہ ادھر سے غبار نمودار ہوتا ہے اور رخ اسکا اسی طرف معلوم ہوتا ہے - عجب نہین کہ کوئی راجہ قلعہ کی مدد کو پہنچا ہو - اسیوقت سانڈنی سوار اور ہرکارے دوڑ گئے - دم کے دم مین پھر کر آئے اور خبر لائے کہ فلان فلان شہر کے راجہ اس قدر فوج کی جمعیت سے آن پہنچے - شاہ با تدبیر نے اس خبر کو یہین بند رکھا کہ اگر لڑتی ہوئی فوج کو یہہ خبر وحشتناک پہنچی تو سارے لشکر مین ہلچل پڑ جائیگی - فوراً اپنی رکاب کی فوج لیکر برق و باد کیطرح لپکا اور اس کالی آندھی کے سامنے جاکر پہاڑ کیطرح ڈٹ گیا - اول پیام بھیجا کہ اسوقت قلعہ والون سے ہمارا مقابلہ ہو رہا ہے - شایان جوانمردی یہہ ہے کہ جب تک ہم ادھر سے فارغ نہولین تم ہمپر حملہ نکرو - انہون نے کہلا بھیجا کہ قلعہ اور ہم کچھہ جدا نہین - باتین نہ بناؤ مرد ہو تو تلوار لیکر سامنے آؤ - محمود کو اتنی فرصت بھی کافی تھی یہہ داہان بایان سردارون کو بانٹ فوج کا قلعہ باندھہ - قلب مین قائم ہو چکا تھا ادھر سے کرنا اور ادھر سے نرسنگا لڑائی کا پھونکا گیا - پہلے

تو تیر و خدنگ سے پیغام و سلام موت کے آئے۔ مگر ادھر ہندو بچن کے سوربیر ادھر ترک ترّار اور افغان خونخوار۔ بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے۔ جنگ کا ہنگامہ گرم ہوا۔ تلوار کی آنچ سے خود و زرہ کے نیچے بدن بہادرون کے جل اُٹھے اور خون پانی ہو کر بہ گئے۔ کہ دفعۃً ایکطرف سے پھر غبار اُٹھا۔ سب کی آنکھین اُدھر لگ گئین۔ جب غبار کے دامن کو مقراضِ ہوا نے چاک کیا اور گرد کے گریبان سے نشانِ لشکر نے سر نکالا تو معلوم ہوا کہ نہروالہ کا راجہ بھی آیا۔ اس خبر کو سنکر کیا ترک کیا افغان سب کے ہاتھ پانو بھول گئے۔ اور محمود کے بھی اوسان بھول گئے۔ مگر پھر سنبھلا۔ ادھر تو جو فوج قلعہ پر لڑ رہی تھی اُسے پیغام بھیجا کہ قلعہ کا پیچھا چھوڑو اور یہان کی خبر لو۔ اُدھر گھوڑے سے کود جبین نیاز کو اپنے خدا کے سامنے خاکِ عجز پر رکھدیا اور دیر تک درگاہ الٰہی مین بگریہ و زاری دعا مانگتا رہا۔ بعد ازان اُٹھا اور فوج کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ ای شیرو دلیرو دیکھو دشمن نے چارون طرف سے گھیر لیا ہے خراسان اور ترکستان یہانسے سینکڑون نہین۔ ہزارون کوس کا پلّہ ہے اگر پر بھی لگا کر اڑوگے تو جان لیکر وہان نہ پہنچ سکوگے۔ ای مسلمانو با ایمانو اب سوائی خدا وحدہٗ لاشریک کے کسی کا سہارا نہین یا اُسکا آسرا ہے یا ہمتِ مردانہ اور بازوی دلیرانہ کا۔ بھاگ کر مرنے سے مار کر مرنا بہتر ہے۔ نام تو رہیگا کہ غازی بھی ہوئے اور شہید بھی۔ دیکھو اس میدان سے گھر دور ہی مگر بہشت قریب ہے شہادت کا تاج سر پر لو اور بہشت مین داخل ہو۔ اس تقریر کا افسون اُ قت پر ایسا کام آیا کہ ٹوٹی ہو گئین سب یکدل و یکجان ہو کر ٹوٹ پڑے اور ایسا جی توڑ کر۔

مین پچاس ہزار کا کھیت ڈال دیا۔ جو باقی رہے اُنکے پانو اُکھڑ گئے فتحیابون نے
کئی کوس تک پیچھا کیا۔ زخمیون کی کمرین ٹٹول کر اور مردون کی ہمیانیان کھول
کھولکر کیسے خوب ٹھوک ٹھوک کر بھری۔ قیدیون کو کون پکڑتا کہ پہلے ہی غزنی
کے گھر بار اور ایران توران کے بازار لونڈی غلامون سے بھرے پڑے تھے
اس فتح کا حال دیکھکر قلعہ والون کی رہی سہی آس بھی ٹوٹ گئی۔ محمود مع
فوج کے فتح کا نقارہ بجاتا قلعہ مین داخل ہوا اور دروازہ پر نشان محمودی
لہرانے لگا۔ اب دلکو تاب کہان تھی۔ سیدھا مندر مین پہنچا۔ عمارت کی شان و
شوکت دیکھکر آنکھین کھل گئین۔ چھپن ستونون پر گنبدی چھت بیضہ عنقا کی طرح
دھری تھی کہ ہر ستون ایک ڈال سنگ مرمر کا تراشا ہوا تھا۔ اور سر سے پانون
تک جواہرات سے مرصع تھا۔ پچی کاری کی گلکاری چین کے نقش و نگار شرماتی تھی
اور کندن کی ڈلک ستارون پر آنکھ مارتی تھی۔ بیچون بیچ مین ایک جڑاو
زنجیر لٹکتی تھی اسمین ایک سونے کا چراغ دن رات دہر دہر جلتا تھا خدا جانے
کن وقتون سے اسی طرح روشن چلا آتا تھا جس کی قسمت مین آج کے دن اس
آندھی سے گل ہونا لکھا تھا۔ دروازے کے سامنے سومنات دیوتا کھڑے
تھے جنکا قد پورا پانچ گز کا تھا کہ دو گز زمین مین اور تین گز باہر نمودار تھے
محمود نے خود ایک تیر کمان مین جوڑ کر اُسکی ناک پر مارا اور توڑنے کا حکم دیا۔
تمام پجاری بیچارے دوڑ کر پانو پر گر پڑے اور کہا کہ اسے نہ توڑو اور
اپنے نذرانے لو۔ وزیر نے بھی سفارش کی مگر بادشاہ نے
کہا کہ میری نزدیک بت فروش نام پانے سے بت شکن ہونا بہتر ہے

ہلا گرز فولادی جو ہاتھہ مین تھا اس زور سے مارا کہ و کی ڈھلی اور اندر سے کھوکھلی تھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گر پڑی۔ ابہ خزانے پر نظر کرو کہ جو روپیہ پجاری دیتے تھے اُس سے چند در چند زیادہ کا جواہرات اُسمین سے نکل پڑا محمود مارے خوشی کے باغ باغ ہو گیا۔ دو ٹکڑے اُسکے مکہ اور مدینہ بھیجے اور دو غزنی کو بھجوائے [illegible] جامع مسجد او ایک دیوان عام کے دروازہ پر ڈال دین*۔ زر و جواہر اور مال و دولت اسقدر ہاتھہ آیا کہ تمام عمر کی لوٹ کو بھول گیا اور چند روز کے بعد غزنی کو پھرا۔ جب ان لڑائیون اور فتحیابیون کی دفتر تقدیر مین جگہہ نہ رہی تو خاتمہ کا وقت آیا ؎

سنہ ۱۰۳۰ء ۴۲۱ھ ۶۳ برس کی عمر ۳۳ برس کی سلطنت کے بعد پیمانہ عمر لبریز ہوا اور مرض نے ایسا زور پکڑا کہ اُسے بھی زندگی کی آس نہ رہی حکم دیا کہ سارے جواہر خانے اور دولت کے خزانے لاکر دربار مین سجاؤ۔ اِن خدائی خزانون کی کون سے مکان مین سمائی ہوتی۔ باہر شہر کے ایک میدان مین بڑے بڑے شامیانے سراپردے کھڑے ہو گئے۔ کشمیری پشمینے۔ بنات سقرلات فرنگی۔ دیبائے رومی۔ کاشانی مخمل۔ ایرانی قالین۔ فرش فروش پردون مین بندی سے نگارخانہ چین کر دیا۔ ہزارون لاکھون روپیہ کی توڑے کی تھیلیان۔ شیشہ اور بلور کی ڈبیون مین لعل بدخشان۔ جواہر شاہوار۔ تاج مرصع۔ جڑاؤ تخت [illegible] چاندی کی کرسیان۔ اسکی ہزارون نادر نفائس اور گرانبہا عجائب سے اُس مقام کو ایسا سجایا

---

* [illegible] کا مصنف گیارہوین صدی ہجری مین لکہتا ہے

ت کا عالم ہوگیا۔ وہ محمود جسکی ران کے نیچے عمر بھر اقبال کا گھوڑا ی طرح چمکتا۔ ا ایک نالکی مین تصویر بے جان کی طرح لیٹا ہوا آیا۔ گلاب سے چہرہ پر مردنی چھائی تھی اور آنکھون سے حسرت ٹپکتی تھی۔ غلامون نے بغلون مین ہاتھ دیکر اُٹھایا۔ عصا کے آسرے سے آہستہ آہستہ آیا اور تکیون کے سہارے سے تخت زرنگار پر بیٹھ گیا۔ ضعف کے مارے پیشانی پر پسینا آتا تھا اور رومال سے پونچھتا جاتا تھا۔ وہ اُمرا کہ خونریزیون کی مصیبتون مین جان و تن سے شریک رہے تھے سر جھکائے کھڑے تھے اور سب پر ایک اُداسی کا عالم چھایا ہوا تھا محمود نے پہلے تمام دربار کو نظر یاس سے دیکھا۔ پھر جو نقد و جواہر خلق خدا کے کلیجون مین ہاتھ ڈال ڈالکر اکٹھے کئے تھے اُنپر نظر ڈالی۔ مگر جدھر نگاہ جا پڑتی تھی اُٹھ نہ سکتی تھی۔ ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اور رہ جاتا تھا۔ پھر حکم دیا کہ اصطبل اور فیلخانہ اور شترخانہ کے نادرات بھی لاؤ۔ وہ بھی زرکار جھولن اور مرصع نگار زیور و ساز سے سجے ہوئے آئے۔ کثرت اُنکی کیا بیان ہو کہ دور دور تک جنگل اور پہاڑ جگمگ جگمگ کرنے لگے۔ نالکی مین سوار ہوکر اُنہین دیکھا۔ آہین سرد بھرین۔ اور زار زار رویا مگر حیف کہ ہاتھ نہ اُٹھا جو ایک پیسا کسیکو دیتا۔ آخر جان دی اور دنیا سے کوچ کیا ؏

شہاب الدین غوری

جب غزنوی حکومت مین ضعف آیا تو غیاث الدین اور شہاب الدین دو بھائی غور کے خاندان سے نکلکر تخت غزنی پر قائم ہوگئے۔ اُنمین —

غیاث الدین تو تاجدار تھا اور شہاب الدین سپہداری کر کے بڑے بھائی کی اطاعت کا حق ادا کرتا تھا۔ شہاب الدین نے پنجاب مین آ کر کئی معرکے مارے اور سنا کہ بھٹنڈا قدیم سے راجگان عظیم الشان کا دار السلطنت چلا آتا ہے۔ چنانچہ آسپر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتحیاب ہوا۔ سب بند وبستون سے فارغ ہو کر ایک دن دربار عام کیا۔ امیر و وزیر سپہ سالار بخشی سب اپنے اپنے عہدون پر حاضر تھے اور گفتگو یہ ہو رہی تھی کہ دار الخلافہ کو چلنے کے لئے کونسی تاریخ مقرر کیجائے دفعتہً سرحد کے سردار کا عریضہ پہنچا کہ رای پتھورا والی اجمیر اپنے بھائی کھانڈے راؤ حاکم دہلی کو ساتھ لیکر دو لاکھ فوج جرار اور تین ہزار فیل جنگی سے بھٹنڈے کے چھڑانے کو آندھی اور بھونچال کیطرح چلا آتا ہے۔ اقبال خداوندی کی توجہ واجب ہی نہین تو اسملک ہند مین زن و بچے مسلمانون کے تباہ ہو جاینگے۔ بادشاہ نے اسی وقت لشکر اسلام مین منادی کردی کہ جب تک اس مہم کا فیصلہ خاطر خواہ نہو جائے۔ مسلمان با ایمان کو غزنی کیطرف ایک قدم اٹھانا حرام ہے۔ ساتھ ہی لشکر کی تیاری کا حکم۔ اور رستہ کے کاردارون کے نام سامان رسد کے حکمنامے جاری ہو گئے۔ لشکر جرار نہ منزل بمنزل بلکہ یلغار کیا جاتا تھا جو انبالہ کے ڈیرون یہہ خبر لگی کہ لشکر راجہ کا پانی پت کے مقام پر ہے مگر فیلخانہ کرنال مین آگیا۔ بادشاہ نے وہین مقام کر دیا اور فوج کو پس و پیش سے درست کر کے کوچ بکوچ آگے بڑھا۔ تلاوڑی کے میدان مین دون آمنا سامنا ہو گیا۔ دن مورچون کی درستی مین گذرا تمام کو

تنگ ڈھیلے کر دئے۔ دانے چڑھا۔ زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے۔ باگ ڈورین زانون سے باندھ لین اور خورجیون سے روٹیان نکال کر کھانے لگے۔

شہاب الدین ابھی خاصہ ہی پر تھا کہ گشت کے سوارون نے دشمن کی فوج کے چند گھیارے اور لکڑہارے جنگل سے پکڑ کر حاضر کئے۔ سوارون کو انعام دیکر رخصت کیا اور اُن لوگون کو مودھی کے سپرد کیا کہ جو کچھ مانگین اُنہین کھلاؤ پلاؤ۔ آدھی بجے سامنے بلایا۔ سب کے سب جنگلی گنوار تھے۔ مگر دو بڈھے ہشیار اور تجربہ کار نکلے۔ کہ جنسے لشکر کے آتاری کا رخ۔ فوج کی تعداد۔ پیچھے کی مدد۔ رسد کے بندوبست غرض ڈیری ڈیری کا حال معلوم کر لیا۔ تمام رات فوج کی قسمت اور مورچون کی تقسیم مین گزری پچھلی پہر رات تھی کہ کمربندی کا حکم پہنچا صبح ہوتے ہوتے تمام لشکر کیل کانٹے سے لیس ہو کر میدان مین جم گیا۔ آگے پیچھے دائین بائین ہر ایک سردار اپنی اپنی فوج کو سنبھالے تھا۔ خود صاحب لشکر زرہ بکتر چار آئینہ سجے سر پر خود فولادی کمر مین شمشیر اصفہانی۔ پشت پر سپر۔ کندھے پر کمان۔ زین پر گرز گاؤسر دھرا۔ کمند ابریشمی شکار بند مین آویزان۔ علم کے سایہ کے نیچے نیزہ تانے کھڑا تھا۔ اور اسپ عربی جسپر پوست پلنگ کی پاکھر پڑی تھی رانون مین سے نکلا جاتا تھا۔ اُدھر حریف کے لشکر مین پہلے ہاتھیون کی قطار۔ بعد اُسکے رتھین اور بہلین۔ پیادہ اور سوار فوج تھی کہ جسکا تمام ی منشی تقدیر کے کسیکو معلوم نہین۔ ہان سلسلہ انتظام اُسکا خاص ایک مین تھا کہ جدھر چاہے اُدھر جھونک دے۔ بیچون بیچمین ہند کا

سیناپتی کمر سے پانوتک اونچی بنا ہوا- زرد وگلے پر چلتا اور سبز زرہ بکتر- چار آئینہ سجے- راجپوتی ایک پیچہ بھون پر رکھے کمر مین ایکطرف سروہی کی تلوار- دوسری طرف کھانڈا اور کٹار- پشت پر گینڈے کی ڈھال- سورج مکھی کے سایہ مین ہاتھی پر بیٹھا- دونو لشکرون پر نظر غور سے دیکھ رہا تھا- آخر نہ رہ سکا اور تڑپکر ہاتھی سے کود- گھوڑی پر سوار ہوا- بھائی کو ہاتھی پر بٹھا دیا آپ دکھنی گھوڑی کو اڑاتا سپاہگری کا بانکپن دکھاتا- بھالے کے ہاتھ نکالتا ہوا- دائین سے بائین اور بائین سے دائین تک ایک چکر لگایا- اور سامنے لشکر کے کھڑے ہوکر اہل لشکر کے دلون کو اسطرح بڑہایا- کہ اے راجپوتون کے سپوتو- پہاڑون کے افغان اور تاتار کے ترکونکا سامنا ہے- ملیچھ مسلمان ہین اور ست دھرم کے بھرشٹ کرنے پر کمرین باندھ کر آئے ہین- ابھی تک تمہاری سرحد پر کھڑے ہین- اگر ہمت کرو تو کچھ مال نہین- خرگوشون کیطرح جھاڑیون مین بھگا بھگا کر مار لوگے- اور اگر ایک قدم تمہارا ہٹا تو پانو انکے ہمارے تمہارے گھرون مین اور ہاتھ ننگ و ناموس مین ہین آج دھرم گیان کی لاج تمہاری تلوار کی باڑ پر ہے- مارو مارو دم نہ لو اور جانے نہ دو- راجہ ابھی یہہ تقریر تمام نہ کر چکا تھا کہ اتنے مین لشکر شاہی کے بائین ہاتھ پر جو افغان براجمائے کھڑے تھے آگے بڑھے- ا

غلجیون نے بھی باگین لین- انہین دیکھکر راجپو

جنکی تلوارین میانون مین مچھلی کیطرح تڑ

کو چیر کر نکل آئے تیر برساتے ہوئے دو

نے لیکن جب یہہ حال دیکھا تو افغان پیچھے ہٹے اور خلجیون کے پرے نے بھی گھونگٹ کھایا مگر سپہ دار بے سپاہ قلب مین اُسیطرح جما ہوا تیر مارہی جاتا تھا۔ جو ایک مصاحب نے آکر عرض کی کہ افغانون اور خلجیون نے پیٹھہ دکھائی جن نمکخوارون سردارون سے پسینے کی جگہہ خون گرانے کی امید تھی وہ جان بچا کر بھاگ گئے۔ دشمن چڑھا چلا آتا ہے۔ حضور اب کسکی راہ دیکھتی ہین۔ برای خدا گھوڑے کی باگ پھیرئے۔ اب لاہور مین پہنچکر بد اندیشون کا بندوبست قرار واقعی ہو جائیگا۔ یہہ سنتے ہی بادشاہ شعلہ کیطرح بھڑک اُٹھا۔ رہی سہی فوج کو سمیٹ کر للکارا۔ اور گھوڑے کو ڈپٹا کر برق کیطرح دشمن پر جا پڑا۔ نیزہ اور شمشیر سے گزر کر فقط خنجر اور کٹار پر نوبت آگئی۔ اتنے مین کھانڈے راؤ کی نظر بادشاہ پر پڑی فیلبان کو آواز دی کہ خبردار جانے نپائے۔ اُسنے ہاتھی کو ریلا شہاب الدین بھی چمک کر اسطرح جھپٹا کہ گھوڑے کے دونو ہاتھ ہاتھی کے مستک پر بیٹھے۔ اور ہاتھی کے منہہ مین ایسا نیزہ مارا کہ کئی دانت اُسکے ٹوٹ گئے۔ مگر خود زخم کاری کھایا۔ ڈگمگا کر گھوڑے سے گرا چاہتا تھا کہ ایک غلام باوفا جست کرکے پیچھے جا بیٹھا اور گھوڑا اڑا کر برق کی طرح نظرون سے غائب ہو گیا۔ غرض بھاگے بھٹکے سپاہی اور ٹوٹا پھوٹا لشکر مین آیا۔ ا ان کے ملک کا بندوبست کرکے غزنی کو روانہ ہوگیا

حن جن سردارون کو بہادری اور جان نثاری

ر بادشاہ کو بھی انپر بھروسے تھے ہی میدان

ا سے بھاگے تھے۔ چنانچہ غزنی مین پہنچکر علما سے فتوی طلب کیا کہ
لمان جہاد سے بھاگے اُسکے لئے کیا حکم ہے۔ سب نے لکھا کہ
وہ گنہگار خدا ہے۔ بادشاہ نے حکمِ شرع ہاتھہ مین لیا اور تمام سردارون
کو گرفتار کیا۔ جَو اور چنے گھوڑون کے توبڑون مین ڈالکر اُنہین چڑھوائے
اور بازارون مین چھوڑ دیا کہ خاص و عام عبرت پکڑین اور جو نہ کھائے
اسکا سر الگ۔ پھر یہہ سزا تو معاف ہو گئی مگر دربار سے بند ہو گئے

دوسری برس سال نو روزی نے پلٹا کھایا۔ بادشاہ نے اندر ہی اندر سب
سامان کر رکھے تھے فہرست منگا کر دیکھی اور ہر کارخانے مین حکم کوچ کا بھیجدیا
آٹھوین دن خود سوار ہوا۔ جب پشاور مین پہنچا تو ایک پیرمرد دیرینہ سال
کہ غوری کے خاندان مین سے تھا اور خلوت کی صحبتون مین بے تکلف تھا
اُسنے عرض کی کہ اس مہم مین سامان تو جنگ عظیم کا نظر آتا ہے مگر کھلتا نہین
کہ ارادہ کدھر ہے؟ بادشاہ نے آہ سرد بھر کے کہا کہ اے مردِ مسلم عجب ہے
کہ اس سن و سال پر تیرا یہہ سوال ہے۔ اگلے برس کی شکست تجھے یاد نہین۔ آہا
وہ صدمہ اسلام کے شیشۂ عزت کے لئے کچھ چھوٹا پتھر ہے؟ پھر قبا کے
بند کھولے اور کہا کہ دیکھ لے اُس دن سے آج تک نہ مین نے کپڑے بدلے
ہین نہ حرم سرا مین بستر پر سویا ہون۔ اُس پیرمرد نے دعائے خیر دی ا
کہا کہ اگر یہہ بات ہے تو اب مصلحت وقت کے بموجب کام کرنا چاہ
جو جو سردار غضب شاہی مین دربار سے بند ہوئے ہین انھ
بلاکر انعام دیجیے اور ترقی کے وعدون سے دل بڑھائیے

پہلے داغ کو دھو وین۔ چنانچہ ملتان مین اگر چند مقام کئے۔ دربار عام کر کے سب سردارون کو بلایا اور کہا کہ اے مسلمانو سال گزشتہ مین جو داغ دامن اسلام پر آیا سب پر روشن ہے اور تدارک اِسکا ہر مومن مسلمان پر واجب ہے وہ اگلی ندامت کے سبب کچھہ کہہ نہ سکے مگر سب نے تلوارون پر ہاتھ رکھکر سامنے سر جھکا دئے۔ غرض وُہان سے روانہ ہوکر لاہور پہنچا اور سید قوام الملک رکن الدین کو کہ تدبیر اور تقریر مین بے مثل تھا ایلچی کرکے نامہ کے ساتھ روانہ کیا۔ نامہ کا مضمون یہہ کہ مین بموجب حکم اپنے بڑے بھائی کے کہ میرے باپ کی جگہہ ہے اور خراسان سے پنجاب تک مسلمانون کا بادشاہ ہے فوج لیکر اسطرف آیا ہون۔ رای پرتھی راج کہ راجگان ہندوستان مین مہاراجہ ہے۔ اُسے لکھا جاتا ہے کہ اسلام کی اطاعت کرکے اتفاق کا طریقہ قائم کرے تاکہ خلق خدا کی آسایش مین خلل راہ نپاوے۔ نہین تو ملک خدا کا ہے۔ اور حکم خدا کا۔ تلوار دونو کا فیصلہ کریگی۔ جب یہہ مراسلہ راجہ کی نظر سے گزرا تو بہت خفہ ہوا۔ اِدھر تو ایک جواب کہ پتھر اور لوہے سے بھی کڑا تھا لکھکر روانہ کیا۔ اور اُدھر راجگان ہندوستان کو جمع کرکے تین لاکھہ راجپوت کا لشکر جنکی تلوارون سے خون ٹپکتا تھا۔ ہمراہ لیکر چلا۔ پہلی
کے بھروسے پر بہت سے راجہ بہادرانہ رفاقت کے دم بھرتے مدد کو
۔ شہاب الدین بھی ادھر سے آگے بڑھا اور نہر سرسوتی کو بیچمین ڈالکر
تر پڑے ؎

ے بھی اول ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ حال اس فوج مٹیا

کا [illegible] اسلام کو معلوم ہوا [illegible] - مگر اسکے علاوہ بھی تمام ہندوستان سے برابر فوجین چلی آتی ہین - ایک ایک راجپوت وہ من چلا بہادر ہے جسکی تلوار کی [illegible] ور قندھار تک پناہ نہین یہہ چند نامراد ترک بچے اور افغان زادے [illegible] جنہین لوٹ کھسوٹ کا لالچ دیدیکر گھرون سے یہان لایا ہے - چاہیے کہ اپنی جوانی اور مان باپ کے بڑھاپے پر رحم کرکے یہین سے پھر [illegible] - ہمین بھی جان جوانمردی کی قسم ہے کہ پیچھا نکرینگے - اور نہین تو دیکھہ لو کہ آتشبازی کے سامان بیشمار ہین اور جنگی ہاتھی کچھہ اوپر [illegible] ہزار ہین - اگر اس تحریر پر خیال کیا تو بہتر ہے نہین تو یاد رہے کہ ایک جاندار اس میدان سے جیتا نہ جائیگا شہاب الدین اس موقع پر دھیما ہوا اور **جواب** مین لکھا کہ راجہ نے جو نیک صلاح دی - عین شفقت ہے - مگر سب پر روشن ہے کہ اس لشکرکشی مین مجھے کچھہ اختیار نہین - بھائی کے حکم سے اس مہم کا بوجھہ سر پر لیا ہے جب تک وہان سے حکم نہ آئے مین کچھہ نہین کرسکتا اسقدر مہلت ہو کہ وہان سے جواب آجائے - اسوقت صلح اس عہد پر ہوجائیگی کہ ملک پنجاب - سرہند تک ہماری [illegible] ہے - باقی کل ہندوستان تمہارا - جب یہہ ناقوت جواب راجہ کے پاس پہنچا - تمام اہل دربار ہنسنے لگے - اور لشکر مین فتح کی سی خوشیان ہوگئین [illegible] ہوکر ڈیرے ڈیرے مین ناچ رنگ شروع کردئیے - وہان شہاب [illegible] سرشام فوج کو کمربندی کا حکم دیکر خیمے ڈیرے سب [illegible] رات

کئی کوس کا چکّر دیکر دریا پار اُتر گیا صبح کو راجہ کے لشکر مین ابھی کوئی بستر پر تھا - کوئی اشنان کو گیا تھا کہ دفعۃً پہلو مین آ دامۂ جنگی پر چوٹ لگا اس دناٹے سے کرّنا پھونکی کہ سوتے جاگتے سب اُچھل پڑے - تمام فوج مین کھلبلی پڑ گئی - وہ لشکر بیشمار ایسا دریا تھا کہ ایک طرف کی ہل چل کی دوسری طرف خبر بھی نہ ہوتی تھی - مگر راجہ نے اُسوقت ہوش و حواس کو جمع کیا ذرا نہ گھبرایا ایک فوج تو تیار کرکے سامنے کی - اور باقی ساقی انبوہ کو سمیٹ کر پھر میدان مین لا جمایا - اودھر شہاب الدین نے فوج کے چار حصے کرکے چار سپہ سالارون کے ماتحت قائم کردیئے کہ باری باری سے جائین اور اس لشکر کثیر کے مقابل مین جان لڑائین - راجپوت بہادر بھی اس میدان مین دائین بائین سے درست ہوکر اس خوبصورتی اور بندوبست کے ساتھہ لڑے کہ مسلمانون کے جی چھوٹ گئے - تب شہاب الدین شکست کیصورت بنا کر پیچھے ہٹا - حریف نے پیچھا کیا - جب جمعیت اُن کی بے انتظام ہوئی تو دوسری غول سے تازہ دم حملہ کیا - مگر جمعیت ہندوؤن کی بیشمار تھی اسلئے اُس سے بھی مطلب نہ حاصل ہوا جب ٹھیک دوپہر ہوئی تو راے پرتھی راج ایکسو پچاس راجہ اور مہاراجہ لیکر ایک درخت کے سایہ مین آیا - سب نے تلوارون کے قبضون پر ہاتھہ رکھہ رکھکر قسم کھائی اور ایک ایک پیالہ شربت کا پی - پان کا بیڑا منھہ مین [illegible] لی پتی زبان پر رکھہ کیسر کے ٹیکے پیشانیون پر دیئے اُدھر شہاب [illegible] بارہ ہزار غلام خاص جنکے سرون پر فولادی خود

جواہرات سے مرصع و[illegible]ے تھے - انہین لیکر جدا ہوا - اوّل
خود تاج شاہی اُتار کفن سر سے باندھا - پھر شمشیر اصفہانی گھسیٹ
میان اُسکا توڑ کر پھینک دیا - بادشاہ کا یہہ حال دیکھتے ہی سب نے
خُود خودرجیون مین ڈال کفن سرون پر لپیٹ لئے اور الیمانی تلوارین
کھینچ - ڈاڑھیان منہہ مین لے - اسطرح جوش مین آکر حملہ کیا کہ یا تو
اپنی جگہہ جمے کھڑے تھے یا پلک مارتے خاص راجہ کے قلب لشکر
مین جاکر دھوان دھار ہوگئے - اور جو جو سرلشکر ادھر اُدھر لڑ رہے
تھے وہ بھی دائین بائین زور دیکر گرے اس گھمسان کا رن پڑا
کہ دم کے دم مین ہزارون کا کھیت پڑ گیا - اگرچہ راجپوت تلوریون نے
بڑا ساکھا کیا مگر انجام کو شکست کھائی - کھانڈی راؤ میدان جنگ
مین بہادری کا حق ادا کرکے زندگی کے بوجھ سے سبکدوش ہوا -
رائے پتھورا دریای سرستی کے کنارے گرفتار ہوکر مارا گیا - تمام فوج
پریشان ہوگئی - فتحیاب سپاہی شام تک قتل و غارت مین ہاتھ رنگتے
رہے - بادشاہ نے راتون رات لاہور اور غزنی کو فتحنامے روانہ کرکے
دوسرے دن لشکر کا انتظام کیا اور آگے روانہ ہوا - بعد ازان اجمیر کو
جو دارالخلافہ راجہ کا تھا فتح کرتا ہوا دلّی مین آیا اور ادھر ہی کے
راجاؤن کو تاج بخشیان کرتا کچھہ اپنے حاکم بٹھاتا - دلّی سے
اور لاہور سے غزنی مین پہنچا - کئی برس کے بعد کو[illegible]
ہندوستان سے بھرا ہوا جاتا تھا - [illegible]

غارتگری کا شہرہ اُس زمانہ مین بڑے زور شور پر تھا رات کو خیمہ پھاڑ کر چپکے سے اندر گھس گئے اور بادشاہ کو مار ڈالا۔

شہاب الدین بھائی کے مرنے کے بعد سنہ ۶۹۹ھ ۱۲۹۲ع مین بادشاہ ہوا اور سنہ ۷۰۲ھ ۱۳۰۶ع مین قتل ہوا ؏

علاء الدین اور کولا دیوی

علاء الدین خلجی ایک بادشاہ ہندستان کا تھا۔ جب تخت پر بیٹھا خزانون کے منہہ کھولدئے اور داد و دہش کے ساتھہ عیش و عشرت کی محفلین گرم کردین امن و ارزانی اسکے عہد مین ایسی ہوئی کہ کسی بادشاہ کو نصیب ہوئی تھی۔ فتح نصیب ایسا کہ سیت بندرامیشور پر جا کر مسجد کے مینار بلند کئے علما فضلا خدا پرست شاعر حکیم گوئیے نجومی معمار غرض ہر فن کے صاحب کمال وہ پائے کہ جنکا نظیر پھر نظر نہ آیا۔ چنانچہ اکثر علما کی کتابین۔ نظام الدین اولیا کے نصایح امیر خسرو کی تصنیفات اب تک موجود ہین۔ بادشاہی شان و شوکت کو بھی بہت بڑھایا بلکہ ہاتھی پر عماری پہلے اسی نے رکھی ؏

ہرچند خدائی کے سامان موجود تھے مگر چونکہ دکن کا ملک وہ میدان

لا میں چچا کے عہد مین اسنے خود بڑے بڑے معرکے مارے

ے اسکی یاد بھولی نہ تھی۔ چنانچہ اپنے بھائی کو

ایک لشکر جرار دیکر روانہ کیا۔ اُسنے جاتے ہی گجرات پٹن کو فتح کر راجہ کرن کو بھگا۔ تمام ملک دکن مین بھونچال ڈال دیا۔ فتحیاب آپ دیوگڈہ کو چلا اور فتحنامہ شہنشاہ بھائی کو بھیجا۔ ساتھ اُسکے دولت و مال۔ تحائف بیمثال۔ گھوڑے ہاتھی لونڈی غلام اسقدر روانہ کئے کہ جنکی تفصیل سوائے کاتب قدرت کے کسی دفتر مین نہوگی۔ جب فتحنامہ پہنچا تو بادشاہ بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ باہر شہر کے شامیانے کھڑے ہون۔ کل سر دربار ملاحظہ کرینگے دوسرے دن دربار عام ہوا وزیر کے ہاتھہ مین فرد تھی اور داروغہ ایک ایک خبر پیش کرتا تھا کہ ایک جھومر[1] عورتون کا سامنے لائے اور عرض کیا کہ یہہ بھی بندی مین آئی ہین۔ خانہ بربادون کی تباہی اور شکستہ حالی کا کیا پوچھنا۔ مگر انہی مین ایک بی بی نظر آئی کہ اگرچہ اس عالم مین ہے مگر سب عورتین اوسکے ساتھ اُسے بیچمین لئے ہین اور وہ بھی اپنے تئین حیا کی چادر مین اسطرح چھپائے ہے کہ دیکھنے والے کی آنکھہ خود بخود جھپک جاتی ہے۔ بادشاہ نے حیران ہوکر اُسکا حال پوچھا۔ ایک سن رسیدہ عورت آگے بڑھکر کچھ بولنے کو ہوئی مگر اُسی بی بی نے چپکے سے ایسا کچھہ کہا کہ بڑھیا خاموش ہوگئی۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ یہہ حیا والی پردہ نشین ضرور محلون کی مسندنشین ہے زمانہ کی گردش نے یہہ دن دکھایا ہے۔ اُسی وقت خواجہ سرا کو حکم دیا کہ سبکو قیدخانہ مین مگر اس بی بی کو عزت وحرمت سے حرم سرا مین لیجاؤ اور مفصل حال عرض کرو۔ جب خواجہ سرا حکم لیکر پہنچا تو اُس حمیت والی نے کہا کہ مصیبت اور ذلت کے وقت مین ان لوگون نے میرا ساتھ

---

[1] ایک گروہ

نہ چھوڑا ایسی غرت کے وقت مین انہین چھوڑون ہمت اور حمیت سے بعید ہے۔ یہہ سنکر بادشاہ اور بھی حیران ہوا اور تمام اہل دربار نے عورت کی ہمت مردانہ پر آفرین کی۔ غرض اُسکی بدولت سب بی بیان غرت اور حرمت سے حرم سرا مین داخل ہوئین۔ بادشاہ نے محل کی سب بیگمات کو حکم دیا کہ جاکر اُس سے ملین اور دلداری اور خاطرداری کرکے حقیقت معلوم کرین انجام کو یہہ کھلا کہ وہ بی بی کولادیوی نام راجہ کرن کی مہارانی ہے۔ باقی سب عورتین امیرون اور وزیرون کی بی بیان اور اُسکی سہیلیان ہین بادشاہ اُس نیکبخت کی ہمت اور حمیت اور سلیقہ اور لیاقت کا قائل ہوگیا۔ اُسوقت تو نہ بولا مگر کئی دن کے بعد حرم سرا کی بی بیون کے ہاتھہ پیغام بھیجا کہ۔ قضاے الٰہی سے جو ہونا تھا سو ہوا اب اس محل کو اپنا محل سمجھو اور جسطرح وہانکے راج مین رانی تھین یہان بادشاہ بیگم ہوکر حکمرانی کرو

رانی سنتے ہی آگ بگولا ہوگئی اور کہا کہ خبردار پھر یہہ بات منہہ سے نہ نکالنا ننگ و ناموس کا مقدمہ ہے۔ قسمت جسطرح چاہے خاک مین ملائے مگر راجپوت کی مٹی سے یہہ بے آبروئی کبھی نہ اُٹھے گی۔ جان پر کھیل جانا کتنی بڑی بات ہے۔ مال صدقہ جان ہے۔ اور جان حرمت پر قربان ہے۔ اگر بادشاہ نے ایسا ارادہ کیا تو دیکھہ لو۔ ہیرے کی انگوٹھی میری انگلی مین ہے۔ ایک کنی مین کام تمام ہوتا ہے۔ غرض یہہ سنکر رانی نے اسطرح تیور بدلے کہ جو عورت پیغام لائی تھی اپنا سا منہہ لیکر چلی آئی۔ یہہ جواب سنکر بادشاہ تو ایسا مایوس ہوا کہ سب سلطنت کا کاروبار بھول گیا۔ مگر

وزیر کو یہہ پتا لگا کہ وہی سن رسیدہ عورت جو ساتھہ ہے اُسنے رانی کو پالا ہے۔ اگر نکلے تو اُسی کی معرفت کام نکلے۔ کئی باتمیز عورتون کو سمجھا بجھا کر بھیجا۔ چنانچہ وہ گئین اور بڑھیا سے ملکر آمدرفت کی راہ نکالی۔ دنیا کے لوگ جسے جادو طلسم کہتے ہین وہ درحقیقت روپیہ کے حرفون مین بندے ہین چنانچہ دو تین ہی دن مین اُسنے حامی بھر لی۔ اور کہا کہ خیر بادشاہ سے کہدو۔ اتنا گھبراؤ نہین۔ اگر دم مین دم ہے تو ایکدن رانی کو حضور کے پہلو مین لا بٹھاتی ہون۔ ادھر وقت بیوقت رانی کو سمجھانا شروع کیا اور ایکدن صاف صاف کہا کہ دھرم کی آن تو جانی تھی سو جا چکی۔ اب پردہ ننگ و ناموس کا ہے تو اسی مین ہے کہ جیسی پڑے ویسی بندہ سہے۔ آگے جو مرضی خدا کی غرض آہستہ آہستہ ایسے باغ سبز دکھائے کہ پری شیشہ مین اُتر آئی۔ یعنی اُسنے بھی منظور کر لیا۔ چنانچہ بادشاہ کی چچی دلہن کی مان بنی اور بادشاہی ریت رسوم کے بموجب شاہانہ دھوم دھام سے دونو کا بیاہ ہو گیا

پدمنی

رانی نے جوہر کرکے خاندان کی آن پر جان قربا

بادشاہ کے نام پر چچا کے خون کا دھبا ایسا لگا تھا
سب کا دل ہاتھہ مین لانے کا بڑا خیال تھا۔ چنانچہ
عشرت کی محفلین کرتا تھا اور اُن جلسون پر ا

اسی عالم مین کسی خوشامد خورہ نے عرض کی کہ چتور کے راجہ کے محلون مین اگرچہ بہت سی رانیان ہین مگر ایک رانی پدمنی نام ہی کہ حسن و جمال مین دن کو مہر نیمروز اور رات کو ماہ تمام ہے۔ قاعدہ ہے کہ جون جون انسان بڈھا ہوتا ہے حرص جوان ہوتی ہے۔ بادشاہ سنتے ہی مشتاق ہوگیا۔ لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ اور خود فوج لیکر چتور پر چلا۔ چند لڑائیون کے بعد راجہ مقابلہ کی تاب نہ لایا اور آخیر کو قلعہ نشین ہوا۔ بادشاہ نے چارون طرف فوجین ڈالدین۔ اور سخت محاصرہ کرکے پیغام بھیجا کہ اب بھی اگر پدمنی کو شاہ محل مین داخل کردو تو اسیوقت محاصرہ اٹھہ جائے اور راج پاٹ بدستور قائم رہے۔ چنانچہ بہت سے پیغام سلامون کے بعد یہہ ٹھیری کہ بادشاہ خود قلعہ مین جائے۔ پدمنی آئینہ مین اپنی صورت دکھائے اور صلح ہوجاے۔ علاء الدین چند امیرون کو لیکر قلعہ مین گیا راجہ نے بڑی عزت اور احترام سے ملاقات کی۔ دونو تاجدار اکیلے بیٹھے۔ آئینہ آگے اگیا اور وہ عالم تصویر گھونگٹ لگائے خنجر آبدار ہاتھہ مین لئے پیچھے

اسکے یہہ معنی کہ اگر بادشاہ اسکے پکڑنے کا ارادہ کرے تو

جائے

ر بادشاہ آئینہ کی طرح حیران رہگیا۔ بلکہ اشتیاق کا

نے عہد و پیمان کو وہین طاق پر رکھا اور مروت

چونکہ راجہ کا اقبال منہہ پھیر چکا تھا اور قید ہوکر دلی

کی کوتاہی اور تقدیر کا پیچ ایسا پڑا کہ رانی تو

نہ ہاتھ آئی مگر راجہ بچارا پھندے مین پھنس گیا۔ گھر اور گھرانا ویران ہو گیا اور رفیق یگانے جنگل پہاڑ مین پریشان ہو گئے۔ بادشاہ اُسے دلی مین لے آیا اور یہان آکر بہت تشدد کیا کہ رانی کو منگا دو۔ قید بڑی بلا ہوتی ہے۔ ناچار بچارے نے منظور کر لیا۔ اور جو جو قول کے پورے پہاڑون مین اڑے بیٹھے تھے اُنہین کہلا بھیجا۔ وہ سب سنکر پہلے بہت روئے اور کہا کہ خدا جانے راجہ کو کیا ہو گیا راجپوت کا نام ڈبو دیا پھر تجویز یہہ ٹھرائی کہ یہان سے راجہ کے لئے مٹھائی اکثر جایا کرتی ہے اُسمین زہر ملا کر بھیجدو کہ کام اُسکا تمام ہو جائے اور ننگ و نام کے دامن پر داغ نہ آئے

راجہ کی ایک بیٹی بڑی عقلمند تھی اُسنے خاندان کے بزرگون اور لشکر کے سردارون کو جمع کیا اور کہا کہ اگر تم سب کے خیال مین آئے تو میری عقل مین ایک بات آئی ہے کہ خاندان کی بھی لاج رہجائے اور راجہ کی جان پر بھی آنچ نہ آئے صورت اُسکی یہ ہے کہ یہی ٹوٹے پھوٹے نمکحلال جو ساتھ ہین اُنہین جمع کرو۔ اور کہو کہ بھائیو شرافت اور نمک کا حق ایک وقت پر دیکھا جاتا ہے۔ آج ایسا موقع آن پڑا ہے کہ جان سے گزر کر تمہارے راجہ کے ننگ و ناموس پر آن بنی ہے لیکن تم اگر ہمت کرو تو دونو بچ جاتے ہین اور تمہارے لئے بھی دو انجام ہین کہ دونو مین جیت تمہاری ہے۔ یعنی آقا کو چھڑا لائے تو ملک و دولت تمہارا ہی مال ہے۔ اور اگر مارے گئے تو نام تمہارے زمانہ کے چہرہ پر [illegible] کا ٹیکا ہو کر [illegible]

اُسکی یہہ ت ہے کہ بہت سے سپاہی زنانے کپڑے پہن لو اور سلاح جنگ سنبھال کر پالکیون مین بیٹھہ جاؤ۔ مشہور یہہ کرو کہ راجہ کا حکم آیا ہی اسلئے سب رانیان دلّی چلین ہین۔ جب شہر کے پاس جاؤ تو ایسے موقع سے پہنچو کہ رات کو شہر مین داخل ہو۔ شہر مین گھستے ہی سیدھے قلعہ کا رخ کرو۔ اُسوقت جان جوکھون کے ساتھہ بھرتی کا کام ہے کہ تلوارین سونت سونت کر قیدخانہ پر گر پڑو۔ مگر ایک گھوڑا ابھی کسا کسایا ساتھہ ہو کہ جسکا دم سو کوس سے کم نہو راجہ کو لو اور گھوڑے پر چڑھا ہوا ہو جاؤ

سب نے اس رای کو پسند کیا۔ سولہ سو سورما اور من چلے بہادر جنہون نے عمرین دھاوون اور مار دھاڑون مین گزاری تھین ڈولیون مین بیٹھکر روانہ ہوئے اور کہا کہ راجہ نے بلایا ہے رانی جی ساری کنبے سمیت دلّی چلی ہین بادشاہ نے یہہ خبر سنکر ادھر راجہ کی قید ہلکی کر دی اُدھر رستہ کے حاکمون کو لکھہ بھیجا کہ حفاظت کے ساتھہ کل سامان اور باربرداری ذمہ اپنا سمجھو۔ اور بکمال غیرت اور احتیاط کے ساتھہ اپنی حد سے نکالکر دوسری کے سپرد کرو۔ الغرض منزل بمنزل سواریان چلی جاتی تھین۔ ہر پڑاؤ ہر سرای پر خیمے قناتین کھڑی ہوتی تھین۔ جگہہ جگہہ کے حاکم خود اُنکا اہتمام کرتے تھے اندر سے عورتین نکلتی تھین اور جو جو ضرورت ہوتی تھی لیجاتی تھین۔ غیر صورت کا پرندہ تک قنات کے پاس نہ پھٹکنے پاتا تھا۔ اسطرح وہ پردہ نشین قافلہ دلّی کے پاس پہنچا۔ جب شہر دو کوچ رہا تو دو منزلہ کرکے دفعۃً رات ہی کو شہر مین داخل ہو گئے غل ہو گیا کہ رانی پدمنی کی سواری آگئی۔ مگر پالکیان قلعہ کے نیچے پہنچتے ہی سارے

راجپوت تلوارین گھسیٹ ڈولیون اور پالکیون سے کود بجلی کیطرح قیدخانہ
پر جا گرے جو سامنے آیا اُسے مار گرایا اور راجہ کا طوق زنجیر توڑ گھوڑی
[illegible] ایا۔ راجہ بھی اسطرح نکلا جیسے جنگلی طوطہ جال سے نکلے۔ رستہ مین کچھہ
سوار ٹھیرے ہوئے تھے۔ سبنے گھوڑی چمکائی اور پاری کیطرح اُڑ گئے و
یہان بادشاہ خوش بیٹھا تھا جو یکایک غل اُٹھا کسی نے کہا چنگیری مغل آئے
کسی نے کہا ڈاکہ پڑا۔ اتنے مین خبر پہنچی کہ کل جو رانی کے آنے کی ہوائی اُڑی تھی
وہ فقط بہانا تھا مطلب راجہ کا لیجانا تھا۔ کئی سو راجپوت آئے اور سپاہیانہ
پیچ کھیل کر اپنے راجہ کو نکال لے گئے یہ سنتے ہی بادشاہ کے ہوش اُڑ گئے
حکم دیا کہ پر لگاؤ اُڑ کر جاؤ جسطرح ہو اُسے پکڑ لاؤ۔ غول کے غول سوارون کے
گئے۔ کئی جگہہ تلوار بھی چلی مگر راجہ لڑتا بھڑتا پہاڑون مین گھس اپنے ٹھکانے
جا ہی پہنچا۔ کوئی دن وہان بیٹھکر ہاتھہ پانو سنبھالے۔ چند روز کے بعد پھر گھر
یاد آیا۔ پرچے پیغام دوڑانے شروع کئے۔ باپ دادا کی رعیت کو پھیر لینا
کتنی بڑی بات تھی۔ آیا اور ملک پر قابض ہو گیا و یہان بادشاہ کے دلکو
قرار کہان تھا۔ ایک تو آیا ہوا ملک ہاتھہ سے گیا دوسرے راجہ اسطرح
ڈنکے کی چوٹ قلعہ مین سے نکل گیا۔ اور سب سے زیادہ یہہ کہ بدنامی لگن لگی
ہوئی تھی۔ غرض پھر فوج لیکر آپ پہنچا اور جاتے ہی چارون طرف سے
شہر کو گھیر لیا۔ راجہ نے بھی باہر نکلکر خوب خوب مقابلے کئے۔ جان ہارون
نے ملک کے نام پر جانین قربان کین۔ مگر کہان تمام ہندوستان کا تاجدار
کہان چتوڑ کا باجگزار۔ جوان جوان بیٹے آنکھون کے سامنے مارے گئے مگر

بڑے بڑے سردار کٹ گئے۔ جب سب طرف سے آس ٹوٹ گئی تو ایک بیٹا باقی تھا اُسے بلاکر کہا کہ ای فرزند جو کچھ ہمپر یہان گزرے گی آثار اُسکے نمودار ہین اب بہتر یہی ہے کہ تم یہان سے کسی طرف کو نکل جاؤ تاکہ نسل تو قائم رہے۔ بعد اسکے برہمنی کو سامنے بلایا اور دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لایا۔ ہر چند کہ وہ عورت تھی مگر بڑی مرتبشناس تھی۔ اُسنی اُسیوقت صندل کی لکڑیان منگاکر سات چتائین چنوائین۔ تمام خاندان کی عورتین اور بڑے بڑے ٹھاکرون اور سردارون کی بی بیان جو خاوند اور خاندان کے نام کے آگے جان کو کچھ مال نہ سمجھتے تھین سب آئین۔ سر سے پانو تک چادرین اوڑھے گھونگٹ نکلے۔ پھولون کی ایک ایک مالا گلے مین۔ رام رام کی سمرن کرتی چتاؤن کے گرد کھڑی ہوئین۔ اور خلقت کا ہجوم ہو گیا۔ جسوقت چتاؤن کو آگ دی اور شعلے بلند ہوئے دلون سے دھوئین اور خلائق سے ایک غل اٹھا۔ ہر ستونتی لاج کی ماری ایک ایک سے آگے بڑھتی تھی۔ اپنی آبرو اور مردون کی فتح کی دعا کرتی تھی اور پروانہ کی طرح اس بھڑکتی آگ پر گر کر آن کی آن مین جل مرتی تھی۔

جب اس ہمت مردانہ سے کہ جسپر ہزار ہزار جوان مردون کو صدقہ کرڈالئے عورتون نے یہہ ساکھا کیا۔ تو سب کا دل زندگی سے بیزار ہو گیا۔ راجہ رہے سہے رفیقون کو لیکر اول قلعہ کے میدان مین کھڑا ہوا۔ دل غم سے پانی پانی تھا اور نگاہون سے خون ٹپکتا تھا۔ مگر نہ آنکھ سے آنسو نکلتا تھا نہ منھہ سے بات نکلتی تھی۔ بھائی بھائی سے اور باپ بیٹے سے رخصت ہوا۔

سب سے آگے راجہ اور پیچھے تمام جان نثار۔ جنمین سپاہی اور سردار سب برابر ہو رہے تھے قلعہ سے باگین اٹھائے نکلے اور ان گنتی کی جانون کو گٹھڑی کر کے لشکر شاہی کے دریا مین دے مارا۔ اگرچہ دیکھنے والون کے نزدیک انکی وہ حالت ہوئی کہ کوئی ایک مٹھی خاک کی طوفان نوح مین پھینکدے مگر اہل نظر جانتے ہین کہ جب تک چاند سورج باقی ہین ان مردون کے نام آسمان مردانگی پہ آفتاب و ماہتاب ہو کر چمکین گے۔

جب میدان جنگ کا اسطرح خاتمہ ہوا تو بادشاہ فوراً قلعہ مین پہنچا اور جاتے ہی پوچھا کہ پدمنی کا محل کونسا ہے۔ چند عورتین ایک اکھہ کے ڈھیر پر کھڑی رو رہی تھین انہون نے ایک مٹھی خاکستر اڑا کر دکھائی اور چیخین مار مار کر رونے لگین۔ اسوقت بادشاہ سے سواے اسکے اور کیا ہو سکتا تھا کہ افسوس کرتا ہوا نکل آیا۔ اور دار الخلافہ کو مراجعت کی۔

خضر خان اور دیولدیوی

اگرچہ علاؤالدین بادشاہ کے محلون مین کولا دیوی بادشاہ بیگم تھی۔ دنیا کی نعمتین موجود اور عیش و عشرت کا گلشن ہمیشہ بہار پر تھا۔ مگر کولا دیوی کے دل کا کول کملایا ہی رہتا تھا۔ بادشاہ پوچھتا تو کچھ بتاتی نہ تھی۔ اتفاقاً چند روز کے بعد بادشاہ نے پھر دکن پر فوج کشی کا حکم دیا اور کولا دیوی نے بھی سنا جب بادشاہ محل مین آئے تو عرض کی کہ جہان پناہ حضور کے اقبال سے آج مین ملک ہندوستان کی ملکہ ہون اور جدھر دیکھتی ہون مرادون کا چمن لہلہا رہا ہے

مگر ایک کانٹا غم کا ہے کہ دل مین کھٹکتا ہے۔ چونکہ اُسکے نکالنے مین ملکون
کی تباہی اور ہزارون بندگانِ خدا کا خون بہتا نظر آتا تھا اسلیے کہنے کو
جی نچاہتا تھا۔ اب یہہ خدا ساز صورت پیش آئی ہے اسلیے عرض کرتی ہون
کہ جب مین راجہ کرن کے محلون مین راج کرتی تھی تو خدا نے دو بیٹیان
عنایت کی تھین کہ ہر ایک حسن و جمال کے سانچے مین پتلی کی طرح ڈھلی تھی
ایک نوخورد سال ہی مرگئی تھی دوسری جسکا دیولدیوی نام ہے زندہ و
سلامت موجود ہے۔ اُسکی آنچ سے دل سینہ مین مچھلی کیطرح تڑپتا ہے۔ اگر
وہ کسیطرح صحیح سلامت آئے تو آنکھون کو سکھ کلیجہ کو ٹھنڈک آجائے۔ بادشاہ
نے کہا کہ یہہ کتنی بڑی بات ہے۔ اُسیوقت سپہسالارون کے نام حکم بھیجا
کہ راجہ کرن جو ملک دکن مین آوارہ ہے اُسے دیولدیوی کے لئے پیغام
بھیجو اور خواہ صلح خواہ لڑائی جسطرح ہو لیکر اسطرف روانہ کرو

طرفہ ماجرا یہہ ہوا کہ جب یہہ ذکر ہو رہا تھا تو خضرخان بادشاہ کا بیٹا بھی
حاضر تھا۔ اُسکے حسن و جمال کی تعریف سنکر دل مین عشق غائبانہ کے نور
نے ایسا جلوہ دکھایا کہ ایک جان سے ہزار جان عاشق ہوگیا وہان تو
مارے شرم کے کچھہ کہہ نہ سکا مگر سپہسالارون کو خود ایک خط روانہ کیا
جب اُنہون نے فرمان شاہی کے ساتھہ ولیعہد کا خط بھی دیکھا تو ایک
کی جگہہ دہ چند خیال ہوگیا۔ یلغار کرتے ہوئے اُڑے اور دکن کی حد
مین پہنچتے ہی فوج کے دو حصے ہوکر راجہ کرن پر گرے۔ اُسنے بھی دو
مہینے تک دونو طرف خوب میدان کئے۔ اتفاق تقدیر کا دیکھو کہ دیوگدہ

اسکے راجہ کا بیٹا بھی دیولدیوی پر عاشق تھا مگر وہ قوم کا مرہٹ تھا اور راجہ کرن کہ اصل راجپوت تھا اُسے مرہٹا ذات کا بیٹا سمجھکر بیٹی دینی کو راضی نہوتا تھا۔ اب جو فوج شاہی سے یہہ معاملہ آن پڑا تو اُسنے بھی سب خبریں سنین۔ بھیم دیو اپنے چھوٹے بھائی کو تحفہ تحایف دیکر پیغام بھیجا کہ ترکون اور ہندؤن مین جو دن اور رات کا فرق ہے آپ پر ظاہر ہے۔ اگر اب بھی شفقت بزرگانہ سے مجھے آپ فرزندی مین قبول فرمائین تو ان ترکون کی ترکی تمام کردینی کچھ بڑی بات نہین۔ راجہ کرن ایسے نازک وقت مین مصلحت یہی سمجھا کہ فوراً دیولدیوی کو اسکے ساتھ دیوگڈہ کو بھیجدیا ادھر بادشاہی لشکر مین خبردار نے خبر پہنچائی کہ پری کو دیو لے اُڑا۔ سپہ سالار نے اُسی وقت سردارون کو جمع کرکے کہا کہ اگر دیولدیوی ہاتھ سے گئی تو پھر یہہ منہہ دربار مین دکھانے کے قابل نرہے گا۔ آج ہمت کے بازؤن مین جتنا زور ہے سب لگادو اور دیولدیوی کو جانے ندو۔ سبنے اس رائے پر اتفاق کیا اُسی وقت تین تین دن کا کھانا پانی کمرون سے باندھ جانون سے ہاتھ دھو پہاڑ مین گھسے۔ نہ دن دیکھا نہ رات۔ تیسرے دن نور کا [illegible] اور راجہ کا لشکر ابھی بسترون پر تھا کہ ترکی اور تازی گھوڑون کے ہنہنانے کی آوازین کانون مین پہنچین۔ راجپوت بھی جس حال مین تھے ایسے چمک کر اُٹھے جیسے پتھر سے شرارہ یا سپند اور انگارہ۔ اگاڑی پچھاڑی تلوارون سے کاٹ ننگی پیٹھون پر چڑھ بیٹھے۔ پیادہ کو ہوش [illegible] تھا کہ ہاتھ مین تلوار ہے یا کٹار ہے۔ سوار کو خبر نہ تھی کہ سیدھا ہے یا الٹا گھوڑے

سوار رہے - غرض کہ صبح سے لیکر تین پہر تک برابر تلوار چلی - کیا ترک کیا راجپوت دونو ہار گئے مگر ولایتی شمشیرون نے راجپوتی کھانڈون کے منہہ پھیر دئے - راجہ کرن نے سیدھا دیوگڈہ کا رخ کیا - فتحیابون نے سینکڑون ہاتھی ہزارون گھوڑے لاکھون کے خزانے اور جواہرات لوٹے مگر وہ گوہر شب چراغ نہ ہاتھہ آیا کہ جسکے لئے رانی کے محل اور ولیعہد کی آنکھون مین دنیا اندھیر تھی - جان نثار سپہ سالار کو بادشاہ کے حکم اور ولیعہد کی بات کا خیال تھا - جب دیولدیوی کو نہ پایا بہت گھبرایا - ٹھیرنا مناسب نہ جانا - جنگل اور پہاڑ مین برابر تین دن تک بجلی کیطرح کڑکتا اور بادل کیطرح برستا چلا گیا - جب دیوگڈہ ایک دن کے رستہ پر رہا تو ایک تالاب نظر آیا اور نا امید ہو کر کنارے پر اُتر پڑاو

اتفاقاً فوج کے جوان جوان بہادر جمع ہو کر سپہ سالار کے پاس آئے اور کہا کہ تقدیر سے یہان آنا ہو گیا ہے نہین تو ہم کجا اور یہہ جنگل پہاڑ کجا - دنیا دیکھنے کے لئے ہے آخر مرجانا ہے - پہلو مین کوہ الورہ کے قدیمی غار ہین اور انمین کسی زمانہ کی عمارتین ہین جنکی دستکاریان دیکھکر صنعت الہی یاد آتی ہے - اگر اجازت ہو تو جاکر دیکھہ آئین - سپہ سالار نے کہا کہ جاؤ مگر دائین بائین سے ذرا ہشیار جانا کہ دشمن کا گھر ہے اور ہر قدم پر خطر ہے غرض چند سردار اور کئی سو آدمی لشکر سے گئے - اب قدرت الہی کا تماشا دیکھو کہ یہہ سب ہنستے بولتے آگے پیچھے چلے جاتے تھے - جو یکایک سامنے کچھہ سوار نظر آئے - یہہ گھبرائے کہ شاید دشمن دیوگڈہ سے مدد لیکر پھر ملیا

چنانچہ اپنی جمعیت کو ترتیب دیا اور سب سنبھلکر دفعتہً جا پڑے۔ اُن بیچارونکی حقیقت کیا تھی ایک حملہ مین تتر بتر ہو گئے ادھر سے اُنہون نے نوچ کھسوٹ مار دھاڑ شروع کر دی۔ ایک سپاہی کو پینس نظر آئی کہ کہار رکھکر بھاگ گئے ہین اور چند مرہٹنین ہتیار بند آس پاس کھڑی ہین۔ یہہ للکار کر پہنچا اور تلوار کھینچکر کہا کہ نکل آ اور نکال جو کچھہ پاس ہے۔ ایک لونڈی گھبرا کر چلائی کہ خبردار ہاتھہ نہ اُٹھانا جسکے لئے ہزارون آدمی کے لہو پانی ہو کر بہ گئے وہ گوہر مقصود اسی مین ہے یعنی دیولدیوی کا سکھپال ہے۔ یہہ سنتے ہی سب دوڑے آئے اور ہاتھون ہاتھہ سکھپال اُٹھا سپہ سالار کی خدمت مین لا حاضر کیا۔ اُسی وقت ایک عرضی بادشاہ کو دوسری مبارکباد ولیعہد کو لکھکر بہل مین دیولدیوی کو بٹھایا اور ایک دستہ دو اسپہ سوارونکا ساتھہ کر کے کمال حفاظت کے ساتھہ دلّی کو روانہ کر دیا سوارون کو تاب کہان تھی۔ منزل کو دو منزلہ اور دو منزلہ کو سہ منزلہ کرتے دوڑا دوڑ اور بھاگا بھاگ اسطرح آئے گویا قلعہ کے نیچے ہی کھڑے تھے بادشاہ یہان بے خبر محلون مین بیٹھے تھے شاہزادہ منہہ لپیٹے چھپر کھٹ مین پڑا تھا یا تو پرچہ نویسون کی تحریر سے معلوم ہوا تھا کہ فتح ہو گئی ہے مگر راجہ نے دیولدیوی کو دیوگڈہ بھیجدیا ہے۔ یا دفعتہً اُردا بیگنی نے خبر دی کہ قبلہ عالم رانی جی کا سکھپال خاصی ڈیوڑھی پر دھرا ہے۔ بادشاہ مارے خوشی کے باغ باغ ہو گیا۔ اُسی وقت سر سے شال کھول اُسکے سر پر ڈالدی۔ ولیعہد چھپر کھٹ مین پڑا تھا۔ وزیرزادہ دوڑا آیا اور کہا کہ لو میان پروانہ اُٹھو تمہاری شمع نے آکر محل کو روشن کر دیا۔ سنتے ہی حیران ہو گیا جب وزیرزاد

کھا کر کہا تو اُٹھکر اُسکی پیشانی چوم لی اور کلاہ جواہر نگار جسپہ ہمان کے پرون کی کلگی لگی تھی تکیہ پر سے اٹھا اُسکے سر پر رکھدی۔ مان بے اختیار ہوکر دوڑی بیٹی کو اُتروایا اور دیر تک گلے لگا کر رویا کی۔ بعد اسکے اندر لاکر مسند پر بٹھایا مگر منہہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ گویا دو چینی کی مورتین تھین کہ آمنے سامنے دھری تھین۔ ان آنسون کے تار جاری تھے۔ اور دلون پر ہزارون خیال گذر رہے تھے کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔

غرض تھوڑی دیر کے بعد مان بیٹی مین کچھہ باتین ہوکر دیولدیوی کو غسل کروایا۔ محل کی ساری بی بیون نے آکر مبارکباد دی۔ مگر اب ولیعہد کو تاب کہان تھی؟ باپ سے تو کچھہ نہ کہہ سکا وزیر کے پاس پیغام دوڑانے شروع کئے۔ وزیر نے بادشاہ سے عرض کی۔ بادشاہ نے کہا کہ مین کیا کہون۔ اس لڑکی کے مان باپ جو کچھہ سمجھو رانی ہے۔ اس سے پوچھنا چاہیے۔ رانی پہلے تو بہت حیران ہوئی اور کہا کہ مسلمانون کا یہ نرالا دستور ہے۔ بھلا مین حضور کی خدمت مین ہون تو میری بیٹی حضور کے بیٹے سے کیونکر منسوب ہو سکتی ہے؟ بادشاہ ہنسے اور کہا کہ یہہ مسئلہ شریعت کا ہی جب ان دونو کے باپ جدا جدا ہین۔ مان جدا جدا ہین تو پھر شادی کا کیا مضائقہ ہے۔ رانی کو کیا عذر تھا وہ راضی ہو گئی۔ غرض تجویز یہہ ٹھیری کہ وزیر دلہن کا باپ بنے دولہا برات لیکر اُسکے گھر جائے اور رسم شاہانہ سے دلہن بیاہ لائے۔ اُسیوقت تمام شہر مین آئین بندی کا حکم ہو گیا۔ نوبتخانہ [illegible] گھر مین طبلہ کھڑکنے لگا۔ بادشاہی باورچی خانے گرم ہو گئے

اور حکم ہوا کہ چالیس دن تک کسی گھر مین کھانے پکانے کا دھوان نہ اُٹھے۔ اسطرح سبھہ لگن مبارک ساعت دیکھکر صبح ہوتے گل کا بلبل سے عقد ہوا اور دن کو دلہن بیاہ لائے۔ ان دونو کا عشق ایسا عالم آشوب ہوا کہ ہندی فارسی کے شاعرون نے قصے جوڑے اور کہانیان بنائین چنانچہ سینکڑون برس گزرے اب تک لوگ اُنکے گیت گاتے ہین۔

ظہیر الدین بابر بادشاہ

کہتے ہین کہ ملک فرغانہ مین عمر شیخ نام ایک بادشاہ تھا۔ جو چوتھی پشت مین امیر تیمور کا پوتا تھا۔ قضاے الٰہی سے دفعتہً مرگیا۔ بابر اسکا بیٹا بارہ برس کا تھا۔ باپ کے مرنے سے تخت و تاج کا باریکبار سر پر آپڑا۔ اگرچہ تخت نے پانون چومی اور تاج سر پر قربان ہوا مگر چچا اور ماموں۔ بھائی اور ہمشیر کی یادگار سے شمشیر کے ساتھ پیش آئے۔ اور جب خوردسال بادشاہ کی ہوا بگڑی دیکھی۔ تو اندر باہر بہت سے دشمن کھڑے ہوگئے یہہ ہمت والا سب کو جواب دیتا رہا۔ بہت دفعہ گرا اور بہت دفعہ سنبھلا مگر جب شیبانی نام ایک اُزبک دشت قفچاق سے اُٹھکر تمام بخارا اور سمرقند پر چھا گیا۔ اور باپ کے ملک مین نمکحرام نوکرون نے دم نہ لینے دیا تو اسکی بھی آس ٹوٹ گئی۔ چنانچہ آخری مصیبت کی کہانی یہ ہے کہ جب میدانِ جنگ کو چھوڑا تو بیس آدمی اسکے ہمراہ تھے۔ دشمن کے سوار پیچھے تھے اور یہہ گھوڑے مارے چلے جاتے تھے جب بھر کر

دیکھتے انکا غبار پیچھے ہی دکھائی دیتا۔ ناچار پھر بھاگ نکلتے۔ آخر گھوڑون کے دم ٹوٹنے لگے اور نوبت یہہ ہوئی کہ جس باوفا کے گھوڑے مین ذرا دم ہوتا وہ اپنا گھوڑا اُنہین دیدیتا اور انکی گرد کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوا رستہ سے کترکر کسی گانو مین چلا جاتا۔ اخیر کو ایک بابر اور ایک اسکا کوکہ رہگیا۔ جب چلتے چلتے اُسکا گھوڑا ابھی ہار گیا تو بابر نے بھی اپنی لگام روکی۔ اُسنے کہا کہ آپ میرا ساتھہ کیون دیتے ہین آگے بڑھہ جائیے شاید آپ کی جان بچ جائے بابر نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ تجھے اس حال مین چھوڑکر کہان جاؤن۔ ایک بچھونے مین پرورش پائی اچھا ہے کہ دونو کے مردے بھی ایک ہی جگہہ پڑے پائین۔ غرض کوکہ دعا دیکر رخصت ہوا اور بابر آگے چلا۔ تھوڑی ہی دور گیا تھا جو دو سوار پیچھے نظر آئے۔ مگر انکے گھوڑون مین بھی جان نہی تھی۔ جب وہ تیر کی زد پر پہنچے تو سامنے پہاڑ تھا بابر نے چاہا کہ تیر مارتا ہوا اوپر چڑھہ جائے ترکش کیطرف دیکھا تو انیس تیر تھے۔ دل قوی ہوگیا۔ اور آگے بڑھا جب آفتاب غروب ہونے لگا تو اُنہون نے آواز دی کہ اسطرح آپ کہانتک جائینگے۔ بھائی تو پکڑے گئے۔ آپ بھی چلے آئیے۔ یہہ سنکر بہت فکر ہوا مگر جواب کچھہ نہ دیا اور آگے بڑھے گیا۔ وہ بھی گھوڑون سے اُتر لئے اور اب عذر خواہی کے طور پر کچھہ کچھہ سمجھاتے ہوئے چلے کہ پھر چلنا مناسب ہے بابر نے کہا کہ پھرنا تو اب ممکن نہین لیکن تم اگر خدمت کرنی چاہو تو البتہ یہہ ایسا وقت ہے کہ عمر بھر نہ پاؤگے۔ بات فقط اتنی ہے کہ مجھے ایسے رستہ پر

ڈالدو جہان سے مین اپنے ماموؤن مین جا پہنچون اور تمہین وہ کچھہ دون
کہ تمہاری آرزو سے زیادہ ہو - اگر یہہ نہین تو جس رستہ آئی ہو پھر جاؤ - جو
میری قسمت مین ہونا ہے ہو رہے گا - اُنہون نے کہا کہ اسطرح آپ کو چھوڑ کر
کہان جائین کاش کہ ہم نہ آتے - خیر ادھر آپ نہین جاتے تو جہان چلئے
ہم خدمت کو حاضر ہین - چنانچہ قسمین کھا کر ساتھہ ہوئے - مگر اسنے اُنہین
آگے رکھا اور آپ پیچھے ہوا - جب نکاس کی جگہہ پر پہنچے تو نابکارون نے
دھوکہ دیا اور اندھیرے مین کہین کے کہین لیک نکل گئے - غرض رات بھر
پہاڑون مین ٹکراتے ٹھوکرین کھاتے پچھلا پہر اتھا جو ایک آبادی کے
پاس پہنچے - تینون تھک کر چور ہوگئے تھے اور جاڑا بھی سخت تھا - بابر وہان
ٹھیرا اور اُسنے کہا کہ صبح قریب ہے کسی ایسے ویران گوشہ مین چلکر دن گزارو جہان
کوئی ہمارے حال سے خبردار نہو - ایک بولا کہ گھوڑے آٹھہ پہر سے بھوکے ہین - مین
دانہ تو لاؤن - یہہ کہا اور گانو مین چلا گیا - یہان صبح ہونی تھی اور بابر کا رنگ
فق ہوتا تھا - جب دن نکلا تو فقط تین روٹیان ہاتھہ مین لئے آیا - اُنہون نے گھبرا کر
ایک ایک روٹی بغل مین رکھہ لی اور ایک پشتہ پر چڑھے کہ آسکے پیچھے دن گزارین
سر سبز زمین مین گھوڑے چھوڑ دئے اور تینون تین پشتون پر بیٹھکر پہرا دینے
لگے - بابر دور سے لوگون کو آتا جاتا دیکھتا تھا مگر وہم کے مارے کسی کے
بلانے کو جی نہ چاہتا تھا - شام ہوئی تو اُنہون نے صلاح دی کہ شہر مین ایک
باغ سب سے الگ ہے اسمین چل بیٹھین تو بہتر ہے - چنانچہ وہان جاکر ایک گوشہ سا
مکان ٹوٹا تھا وہین بیٹھہ گئے - ایک اُنمین سے [illegible] اور ایک

پیالہ مین ارزن[1] کی آش[2] لایا۔ اگرچہ گلے مین اٹکتی تھی اور منہہ کو کڑوی لگتی تھی مگر خوب گرم گرم تھی۔ وہ پیکر اور پوستین اوڑھکر عجب لطف حاصل ہوا لکڑیان جلاکر سینکنے لگے اور بابر درخت سے کمر لگاکر ذرا سو گیا۔

حقیقت مین ان بدذاتون نے گانو کے ملک[3] سے سازش کرکے اسے غنیم کے پاس بھیجدیا تھا۔ یہان اسکی خاطر جمع کرکے بیٹھنے کی صلاح دی اور آپ کوٹھے پر جاکر پہرا دینے لگے۔ دفعتہً ایک آیا اور کہا کہ فلان سردار آتا ہے۔ بابر بہت گھبرایا اور کہا کہ جاکر دیکھہ تو سہی۔ یون ہی آتا ہے یا میرے سراغ پر آیا ہے۔ وہ گیا اور آکر کہا کہ آپ ہی کے پاس آیا ہے۔ پوچھا کس ارادے ؟ کہا کہ آپ کے نوکر ہین ارادہ کیا کرینگے۔ لیجائینگے تو بادشاہ بنائینگے آپ ڈرئیے نہین۔ اتنے مین وہ آیا۔ تسلیم کرکے بیٹھہ گیا۔ اور ایسی باتین سنائین کہ بابر کو تردد ہوا۔ مگر پھر بھی اپنے تئین سنبھالا اور اسسے کہا کہ مرنے سے تو مین نہین ڈرتا مگر تجھے خدا کی قسم سچ کہہ اگر کچھہ اور صورت ہو تو مین وضو کرون کہ اخیر وقت خدا کے سامنے باطہارت تو جاؤن۔ سردار مذکور نے بار بار قسمین کھائین تب بابر نے اسے بٹھایا اور آپ اٹھکر باغ کے کونے کیطرف گیا۔ دل مین کہا کہ مرنا تو برحق ہے مگر ہاتھہ پاؤن چلتے ہین تو انہین ہلانا چاہئے۔ اسیوقت دیوار پھاند سیدھا بیابان کا رستہ لیا اور خراسان کیطرف رخ کیا آبادی سے بچتا اور رستے سے کٹتا چلا جاتا تھا۔ رات ہوتی تو درخت کے

---

[1] ایک غلہ ہے جیسے باجرا مگر بوج اسمین اتنا بھی نہین ہوتا۔

[2] آش گویا ہندوستان کا ہریرہ ہوتا ہے۔ مگر نمکین ۱۲

[3] ملک وہان ایسا ہوتا ہے جیسے یہان اعلی ذیلدار ۱۲

نیچے پڑ رہتا۔ صبح کو چل کھڑا ہوتا۔ پہلی منزل مین بغل کی روٹی نے رفاقت کی۔ دوسری مین جنگل کے گھاس پات نے ضیافت کی۔ تیسرے دن ایک گانو مین پہنچا اور توکل بخدا اندر داخل ہوا۔ اتفاقًا وہان کسی زمانہ کے اپنے چند نوکر بھی آ کے ہو پڑے تھے۔ سب نے آکر قدم لئے اور اور لوگون کو خبر کی۔ پہاڑی نیک نیت بڑی محبت اور مہمان نوازی سے پیش آئے۔ غرض یہان بیٹھکر دم لیا۔ کپڑے دھلوا کے پہنے اور یہہ پہلی دفعہ تھی کہ چہرے پر خط نے اصلاح پائی چنانچہ اُسیوقت اپنی توزک مین تحریر کیا۔ چند آدمیون کو ادھر اُدھر بھیجا کہ جو اور غمخوار کھنڈے ہوئے ملین انہین سمیٹین۔ مان تباہی زدہ بھی اُسطرف آنکلی تھی۔ چنانچہ جب دو سو آدمی سے زیادہ جمع ہو گیا اور اُس چھوٹے سے گانو مین گنجایش نہ رہی تو دل نے کہا کہ جس مٹی مین کھیل کود کر بڑا ہوا اب قسمت کا آب ودانہ وہان نہین مصلحت یہی ہے کہ پانچ پشت کی میراث سے ہاتھ اُٹھا کر باپ دادا کے ملک کو خدا حافظ کہو اور اپنی قسمت جیحون پار چلکر آزماؤ۔ اسوقت اپنی عمر تو ۲۳ برس کی تھی اور ان مصیبتون کی عمر ۱۱ برس کی ہوئی تھی مگر وزن کرو تو عمرون کے لئے بہت ہین۔ غرض ہزار جر ثقیل سے کابل کو روانہ ہوا۔ فوج کی جمعیت دیکھو تو جیسے لٹا بنجارا شمار مین دو سو سے زیادہ مگر سب پیادہ۔ ٹوٹے پھوٹے موزے گھٹنون تک چڑھے۔ کندھون پر لاٹھیان سامان مین دو چادر خیمے تھے کہ مان اُترتی تھی۔ ایک کے نیچے آپ بیٹھ جاتا تھا،

کابل مین اسکے چچا کو مار کر اور رشتہ دارون کا

نمکحرام وزیر خسرو شاہ بن بیٹھا تھا۔ جب بابر پہنچا تو اُسکا نام سنتے ہی تمام ولایت
مین غلغلہ ہوگیا اور لوگ اُٹھہ اُٹھکر آنے لگے۔ بلخ کی حد سے آگے بڑہے
تو یہہ عالم ہوا کہ خسرو کا دربار ٹوٹنے لگا آخر اُسنے بہت عذر و معذرت
کے ساتھہ پیغام بھیجا کہ ملک حضور کا اور حضور کے بزرگون کا ہے میری
جان بخشی اور اسباب ضروری کی اجازت ہو جائے۔ چنانچہ وہ اُدھر سے
سامان شاہی کے ساتھہ آیا یہہ اپنے قلندرون کے ساتھہ جہان اُترے
تھے وہان سے اُٹھکر ایک چنار کے درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ خسرو خود
پیشکش لیکر حاضر ہوا اور قدیمانہ طور سے آداب و تسلیمات کے ساتھہ نذرانہ
پیش کیا۔ وہ تو نذر دیکر رخصت ہوا اور یہہ اُٹھکر اپنے خیمے مین آئے مگر
اُسیوقت سب خورد و کلان اسطرح اُٹھکر اسکے لشکر مین آگئے گویا اُدھر کی
دنیا اِدھر ہوگئی۔ بڈھا وزیر جو برسون سے لڑکون کی اتالیقی مین بادشاہی
کرتا تھا اکیلا رہگیا۔ اور یہہ یا تو اُن حالون سے آیا تھا یا بیس ہزار لشکر
مسلح سے بنے بنائے دربار مین بادشاہ افغانستان بنکر بیٹھہ گیا۔ غرض
منزل بمنزل کابل پر آئے۔ حاکم وہان کا ایک دو دن اکڑا پر اب ذرا انکا
ستارہ بھی جھک گیا تھا۔ معافی کے وعدہ پر شہر خالی کر دیا۔ قلعہ مین
آکر دربار کیا۔ ضلع ضلع کے سردار حاضر ہوئے۔ مگر خزانہ اور توشہ خانہ
[illegible] الی پڑے تھے۔ فقط دلاسے اور تسلی دیکر سب کو رخصت کیا اور سلطنت
[illegible] ارجاری کر دیئے ۔
[illegible] نہ برباد کو افغانستان مین گھر ملا۔ نہین۔ نصیب کی گردش نے

نقل مکان کیا۔ کیونکہ ادھر ترکون اور مغلون کی مصیبت تھی ادھر افغانون کی آفت سامنے ہوئی۔ اپنی کوئی جمعیت ساتھ نہ تھی جسپر بھروسا ہو۔ بھائی قوت بازو تھا تو وہ تھا کہ برسون غنیم کے ساتھ رہکر منھہ پر تلوارین مار چکا تھا۔ وطن سے تو کچھہ واسطہ ہی نتھا۔ ہان ادھر سے دشمنون کے پیچھا کرنے کا کھٹکا ضرور لگا ہوا تھا۔ مگر وہی حوصلہ والا تھا کہ پہاڑون سے ہمت آزماتا تھا اور کیا ہزارئی کیا افغان دونو سے ٹکراتا تھا۔ اضلاع کابل کے قدرتی گلزار گویا باغ بہشت کے نقشے تھے۔ اسمین پھر کر چپہ چپہ مین کو دیکھا۔ ہر قسم کی پیداوار۔ ہر ایک میوہ۔ ایک ایک چرند اور پرند کا حال اپنی توزک مین ذخیرہ کیا۔ درختون کا جھومنا۔ سبزہ کا لہلہانا۔ نہرون کا لہرانا۔ سرو شمشاد کی چھاؤن مین بیٹھنا۔ ہری ہری گھاس پر لوٹنا غرض کسی بات کا لطف باقی نچھوڑا اور انہی دنون مین خط بابری بھی ایجاد کیا۔ اسکی طبیعت خدا نے ایسی شگفتہ بنائی تھی کہ جس حال مین ہو دلکو خوش رکھتا تھا۔ چنانچہ اسی عالم مین جس گلزار یا سبز پہاڑ مین گزر ہوتا مصاحبون کو لیکر بیٹھہ جاتا۔ کبھی عالم آب کی سیر کرتا کشتی آہستہ آہستہ چلی جاتی ہے۔ آپ غزلین کہتا ہے۔ رباب بجتا ہے۔ اور ترکی ترانے سنتا جاتا ہے۔ باغ تو جا بجا لگائے مگر کابل کے برابر دامن کوہ مین ایک باغ ایسا لگایا کہ لاہور کا شالہ مار گویا ایک ناتمام اسکی نقل ہے۔ نو درجے تک برابر گلزار چشمون سے نہرین اور نہرون سے قدرتی آبشار جاری سب سے اوپر کے درجہ مین ایک مکان دلفزا بنایا کہ اسمین بیٹھکر جہان تک نظر کام کرے گل اور لالہ ہی نظر آتا ہے ؀

بابر کا چچا سلطان حسین بایقرا - خراسان کا بادشاہ عالیشان تھا - اُسکو خبر پہنچی کہ شیبانی خان نے اب اودھر کا رخ کیا - سلطان نے جا بجا مراسلہ بھیجے اور بابر کو بھی بلایا - مگر اسی عرصہ مین وہ مر گیا - اسکے بارہ بیٹے تھے - سب وہان جمع ہوئے اور اسے پھر طلب کیا - اوّل تو شیبانی خان کا خوف - دوسرے سنتا تھا کہ ہرات کو چچا نے خوب آراستہ کیا ہے اسلیے روانہ ہوا - اسنے جا کر چچا کا پرسہ دیا - بھائی بھی بڑی محبت سے پیش آئے - ایک ایک نے جدا جدا ضیافت کی اور چنگیزی رسمین جنکو ابتک اپنا دستور العمل سمجھتے تھے سب عمل مین لائے بابر نے تمام شہر اور عمارات کو دیکھا اور ایک ایک مکان اور وہان کی ایک ایک صحبت کا حال اپنے توزک مین لکھا - اس عرصہ مین برف پڑنے لگی - اور ڈاک بند ہو گئی - چونکہ اسے گھر کا فکر لگا ہوا تھا اسلیے جسطرح ہوا رخصت ہو کر ادھر روانہ ہوا - مگر رستہ مین ایسی تکلیفین پیش آئین کہ آجتک کسی سفر مین نہ دیکھی تھین - زمین آسمان برف ہی برف نظر آتے تھے اور جہان گھوڑے قدم رکھتے تھے زین تک غرق ہو جاتے تھے - تیس سوار سے زیادہ ساتھ نہ تھے - اُنمین بھی مارے سردی کے کسی کے ہاتھ پاؤن مین دم تھا نہ سر مین ہوش و حواس تھے - ناچار خود گھوڑے سے کود پڑا اُسکی ساتھ اور وفادارون کو بھی کودنا پڑا اور برف کو کوٹتے آگے رستہ بناتے چلے - اب مشکل یہہ ہوئی کہ برف نے سارے آتے پتے چھپا دیے تھے اسلیے رستہ بتانے والا خود رستہ بھول گیا - ایسے پہاڑون مین جا پڑے کہ آبادی کا تو کیا ذکر ہے کوئی قافلہ بھی وہان نہ گزرا ہو گا - اسی حالت مین

شام ہوگئی۔ سب حیران تھے اور ڈر یہہ تھا کہ اگر پہاڑ کے اوپر سے برف لڑھکی[1] تو سب کے سب اسطرح دبین گے کہ برسون تک کسیکو خبر نہوگی۔ جب چلتے چلتے اندھیرا ہوگیا تو ایک جگہہ اُتر پڑے اور اپنے ہاتھہ سے گردن گردن تک برف ہٹا کر زمین نکالی کہ بستر کرکے رات بسر کرین۔ ایک مصاحب نے آکر خبر دی کہ پہلو مین ایک طاق سا نظر آتا ہے آپ اُسمین چل بیٹھین کہ سر پر سایہ تو ہو۔ بابر نے کہا کہ جو سب کا حال سو اپنا حال ایسا نہین ہو سکتا۔ اتنے مین دوسرا آیا اور کہا کہ جسے طاق سمجھتے تھے وہ بڑا غار ہے اور اُسمین تیس چالیس آدمی بآرام رہ سکتے ہین چنانچہ سب نے اندر جاکر بستر کئے اور خورجیون سے گوشت نکالکر وہین ایک دیگ چڑھادی۔ شوربے مین خشک روٹیان ڈبو کر دو دو پیالے سب نے پئے اور گرم ہوکر خدا کا شکر ادا کیا۔ تمام رات جاڑے کی پیالیان پیکر کاٹی۔ صبح کو روانہ ہوئے اور اسیطرح مرتے دکھہ بھرتے بامیان تک آئے وہان آکر اُسی برف باری مین ہزارہ کے وحشیون سے مقابلے ہو رہے تھے جو خبر آئی کہ ایک بھائی کابل مین بادشاہ ہوگیا اور شہرہ کر دیا ہے کہ آپ ہرات مین قید ہوگئے۔ مگر ابتک ایک نمکحلال بالاحصار[2] کا قلعہ روکے ہوئے اڑا ہوا ہے۔ بابر بہت گھبرایا۔ رفیقون کو ترکستان کی مصیبتین یاد آگئین اسنے اُسیوقت ایک جاسوس قلعہ دار کے پاس بھیجا کہ خاطر جمع رکھنا ہم آپہنچے جسوقت تمکو معلوم ہوجائے کہ ہم دو تین

---

[1] برفانی پہاڑون مین جب چوٹیون پر بہت سی برف ہوجاتی ہے تو دفعۃً وہان سے نیچے گرتی ہے۔ اوپر تو ایسی آواز ہوتی ہے گویا کئی توپین برابر داغدین۔ اور نیچے قافلے کے قافلے گانوٗن کے گانوٗن دب جاتے ہین ۱۲

[2] [illegible] کا نام بالاحصار ہے ۱۲

بابر جس پر پہنچ گئے تو قلعہ کے برج پر آگ جلاکر روشنی کرنا کہ ہم سمجھہ جائین اور خود باہر نکل پڑنا۔ چنانچہ اسیطرح عمل مین آیا۔ اور یہہ کوچہ و بازار کو کشت و خون سے لال کرکے قلعہ مین داخل ہوا۔ بھائی بیوفا بھی گرفتار ہوا اور تلوار و ترکش جو مارنے کو کمر سے باندھے تھے۔ گلے مین ڈالکہ چنگیزی رسم کے بموجب دربار مین آیا۔ مگر بابر ذرا آنکھہ پر میل نہ لایا دیکھتے ہی اُٹھہ کھڑا ہوا اور کہا کہ آؤ بھائی گلے تو ملو۔ وہ بدستور دو جگہہ تسلیم کو جھکا مگر ایسا تھرایا ہوا تھا کہ اُلجھکر دو دفعہ گرا۔ اسنے پہلو مین بٹھایا اور اسکے لئے شربت منگایا جب آیا تو پہلے دو گھونٹ اُسمین سے آپ پی لئے پھر پلایا کہ اُسے وہم نہ آئے۔ گو بابر نے ابتک شراب نہ پی تھی۔ ہرات کی ضیافتون مین بھائیون نے بہت منتین کین وہان تو شرماتا ہی رہا مگر یہان آکر عمر بھر کا بدلا نکالا۔ کوئی قطعہ زمین کا ایسا نچھوڑا کہ جہان بیٹھکر اُسکا لطف نہ اُٹھایا ہو۔ مصاحبون کے جلسے جماتا شرابین پیتا۔ نہ ملتی تو معجون ہی کھاکر خوش مستیان کرتا۔ وہی باغ نوبہار جسکے چند درجے ابتک بھی باقی ہین۔ اُسمین ایک خوشنما حوض سنگ مرمر کا بنوایا اُسے شراب انگوری سے بھرتا۔ مصاحبون کو لیکر بے تکلف بیٹھتا اور وقت کو مزے سے گزارتا۔ حوض مذکور کے کنارے پر یہہ شعر آبدار لکھا تھا ع نوروز و نوبہار و می و دلبرا خوش ست۔ بابر
بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

ایک دفعہ دورہ کرتا ہوا غزنی مین جا نکلا۔ پرانی پرانی عمارتون کو دیکھکر اور مزارون پر جاکر زیارتین کین۔ لوگون نے کہا۔ یہان ایک مزار ایسا ہے

کہ جب اُسپر کچھ پڑھتے ہین تو ہلنے لگتا ہے۔ چنانچہ خود جاکر دیکھا۔ معلوم ہوا کہ فقط خادمون کی دکانداری ہے اور کچھ نہین چنانچہ اُنہین بلاکر خوب دھمکایا۔ اکثر کتابون مین لکھا ہے کہ نواح غزنی مین ایک چشمہ ہے۔ جب اُسمین کچھ نجاست پڑجاتی ہے تو بے انتہا برف آسمان سے گرنے لگتی ہے۔ چنانچہ اُسے بھی تلاش کیا کہین پتا نہ لگا چند روز کے بعد وطن کی کشش نے پھر بغل مین گدگدی کی یعنے شیبانی خان جس نے سمرقند اور بخارا سے تیمور کا نام مٹایا تھا وہ جوش مذہبی مین آکر جہاد کے بہانے شاہ ایران سے جابھڑا اور لڑائی مین مارا گیا۔ بابر کی بہن کسی لڑائی مین اُسکے ہاتھ آئی تھی۔ اب وہ بندی مین گرفتار ہوئی۔ شاہ نے اُسے بڑی عزت سے بابر کے پاس بھجوا دیا۔ انہین راہ پیدا کرنے کو اتنا سہارا بہت ہوا۔ دو دفعہ شاہ سے مدد لیکر ایسی باگین اُٹھائین کہ گویا بخارا ہی مین بیٹھے تھے۔ مگر قسمت مین سیب سمرقندی اور انگور بخارائی نہ تھے ہندوستان کا دانا پانی لکھا تھا۔ چنانچہ دشمنون نے رعایا کو بھڑکا دیا کہ بابر شیعون کی مدد لیکر آیا ہے اسکا نکالنا واجب ہے۔ یہہ بغاوت ایسی آندھی کیطرح اُٹھی کہ ننگے سر ننگے پاؤن جان لیکر وہان سے بھاگا اور کابل مین آکر دم لیا ؎

بابر سے بھی مسند پر بیٹھکر کھانا ہضم نہ ہوتا تھا۔ چار دفعہ ہندوستان پر آیا اور ہر بار قدم آگے ہی بڑھایا۔ مگر پانچوین دفعہ ایسا آیا کہ پھر جنازہ ہی یہان سے پھرا۔ اُن اولاد کے لئے پشتون تک سلطنت قائم کر گیا۔ چنانچہ پنجاب کو صاف کرتا ہوا دلی پر چلا ادھر سے ابراہیم لودی ایک لاکھ فوج اور ایک ہزار ہاتھی جنگی

لیکن اس دھوم دھام سے نکلا گویا ہندوستان کی آرایش اور زیب زینت کی شان شاہانہ کو نکالکر باہر ڈالدیا۔ بابر جب یلغار سے فتح و ظفر کا غبار اڑاتا پانی پت پر پہنچا تو ایک میدان وسیع نظر آیا ادھر اودھر گھوڑا مارکر شیب و فراز سرداران لشکر کو دکھایا بعد اسکے سبزہ زمین پر گھوڑے سے کود پڑا اور حکم دیا کہ یہین ڈیرے ڈالدو۔ دوسرے دن صبحکو اٹھکر نو طوغین اور نشان سامنے لشکر کے کھڑے کئے تمام سردار انکے نیچے آکر جمع ہوئے۔ ایک نشان آپ لیا باقی اورون نے لئے۔ چند سردار انکی پھریری تان کر کھڑے ہوئے اور تاتاری رسم کے بموجب اسی زبان مین کچھہ منتر پڑھے بعد اسکے فوج کو آراستہ کرکے کمان؎ سے ناپا تو لشکر جرار بارہ ہزار شمار مین آیا چنانچہ شہر پانی پت کو داہنے ہاتھہ پر رکھا شاہ قلی توپچی اپنی رومی قواعد کام مین لایا یعنی چمڑے کے رسون سے توپون کا زنجیرہ جمایا اور بورون کے مورچے باندھہ سلامت کوچے اور خندقین کھودلین۔ رات کو شبخون بھیجا۔ مگر حریف کی فوج چھہ کوس تک برابر پڑی ہوئی تھی۔ جاتے جاتے صبح ہوگئی شبخون پورا نہ پڑا۔ دوسرے دن صبح ہوتے خبردار نے خبر دی کہ دشمن نے اپنے دریائی لشکر کو جنبش دی ہے بابر شیر ببر کیطرح انگڑائی لیکر بستر سے اٹھا۔ ہتیار سجے اور فوج کو مرتب کرکے سامنے گیا۔ توپین تو جہان کھڑی تھین وہان سے ہل ہی نسکتی تھین ڈھکانے گولے مارنے شروع کردئے اور ترکان تاتاری نے داین باین سے گرکر زور دیا۔ حریف کا لشکر جب آگے بڑھتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چڑھا چلا آتا ہے مگر جب اسنے کوئی طرف دبتی نہ دیکھی تو تھم گیا۔ اور ایسا معلوم

؎ اسوقت تک چنگیزی آئین کے بموجب فوج کے شمار کا یہی قاعدہ چلا آتا تھا ۱۲

ہوتا تھا کہ گویا سوچتا ہے کہ بڑھوں یا نہ بڑھوں۔ ٹھہروں یا ہٹ جاؤں۔ بابر نے دفعتہً حملہ کا حکم دیا۔ بارہ ہزار ترک خونخوار۔ اور سوار جرّار اُس دریا مین مچھلیوں کیطرح تیرنے لگے۔ اسطرح کی قیامت برپا ہوئی کہ جس سے نجات کے لئے چالیس ہزار جان ہاروں کے ساتھ خود ابراہیم کو جان قربانی مین دینی پڑی۔ سپاہی اُسکے بھاگتے پھرتے تھے۔ اور ترک تلواروں سے مارتے پھرتے تھے۔ ایک سردار شمشیر بکف کسی کھنڈر مین جانکلا۔ دیکھا کہ کئی سو کشتے اور زخمی کٹے پڑے ہین۔ مگر سب سردار اور منصبدار معلوم ہوتے ہین۔ اُنہی مین تاجدار ہند بھی بے تاج بے کلاہ مرا پڑا تھا۔ خدا کی قدرت ہے۔ وہ میدان جسمین صبح تک ابراہیم ابراہیم کا نقارہ بجتا تھا خیمے سراچے سراپردے کھڑے تھے نشان لہراتے تھے۔ بازار لگے تھے۔ دوپہر تک ہو۔ کا میدان ہو گیا۔ اور زمین وآسمان سے بابر بابر کی صدا آنے لگی جنہون نے رستمی اور اسفندیاری کے دعووں سے تلوارین باندہین تھین سب فنا ہوگئی۔ اور جو بچے بھیس بدل بدلکر نکل گئے۔ فتحیاب نے ہمایون ولی عہد کو مع چند سرداروں کے آگرہ روانہ کیا اور آپ دلّی مین آیا۔ قدیمی عمارتون کو دیکھا۔ درگاہوں کو سلام کیا اور باد رفتار سے اُتر کر آبی سواری مین بیٹھا۔ کہ دریا کی راہ آرام سے آگرہ پہنچے۔ ابراہیم کے اہل وعیال مع خزانے کے وہین تھے اور گوالیار کا راجہ قلعہ دار تھا کہ سو برس سے پشت بہ پشت راجہ چلا آتا تھا۔ مگر وہ رفیق برست میدان جنگ مین سر کے ساتھ رفاقت کا حق گردن سے اُتار چکا تھا چنانچہ ہمایون بے تکلف قلعہ مین داخل ہوا ستارہ اقبال کا چڑھا ہوا تھا۔ اور دل تیر سے کئی میدان آگے بڑھا ہوا تھا۔ فوراً دروازونکا بندوبست کر۔ فوج فصیلون پر پھیلا دی تو

ابراہیم کی مان دیرینہ سال بھی زندہ تھی۔ اُسنے جب سنا کہ حریف کا بیٹا قلعہ مین آگیا تو ایک دم حیرت کا عالم رہا۔ آخر کچھہ بن آئی۔ شرم و حیا کے برقع کو پھاڑ چادر سر پر ڈالی۔ اور حرم سرا سے نکلی آگے آگے دو خواجہ سرا پیچھے پیچھے چند یتیم بچے اور بیوہ لاوارثین۔ جگر غم سے داغ داغ۔ اور زبانین ضبط سے چاک چاک۔ دلون مین آہین مگر منہہ سے دعائین دیتی شاہزادے کے سامنے آئی اور کہا کہ ای فرزند اقبال بلند۔ اس چراغ سحری کی دعا لے اور باپ فتحمند کی سلامتی مین ان بیوون اور یتیمون کی جان بخشی کر۔ سعادت مند شاہزادہ انقلاب فلک کو دیکھکر کانپ گیا اور دنیا کی بیوفائی آئینہ ہوگئی۔ بہت خاطر جمع کی اور اشارہ کیا کہ انہین حرم سرا مین لیجاؤ۔ اُس سن رسیدہ بی بی نے تھرتھراتا ہاتھہ چادر سے نکالکر صندل کی ڈبیا مین ایک الماس گرانبہا دیا اور کہا کہ نور چشم بکرماجیت کے وقت سے اس گوہر شب چراغ کے شہرہ نے عالم کو روشن کر رکھا تھا علاؤالدین کے عہد سے شاہان اسلام کے خزانہ مین آیا۔ تین پشت تک ہمنے بھی امانت داری کی وہ آج ہی کے لئے تھی۔ اب یہہ تمہارا حق ہے غرض ہمایون انہین عزت و حرمت سے بٹھاکر آپ خزانون کیطرف متوجہ ہوا۔

ابراہیم کو روپیہ سمیٹنے کا بڑا شوق تھا اور اسی سبب سے فوج اور رعیت پریشان بے سامان رہتی تھی۔ چنانچہ خزانون کو دیکھا تو بھرے پائے۔ سب کا بندوبست کرکے باپ کی خدمت مین آیا۔ سارا حال عرض کیا۔ اور الماس نذر دیکر انعام مین لیا۔ دریا دل بادشاہون کا قاعدہ ہے کہ زور تیغ سے لیتے ہین اور بیدریغ دیتے ہین۔ بابر نے خزانون مین سے کئی کئی لاکھہ نقد اور انواع و اقسام کے

تحفے ایک ایک ہاتھی اور ہر ایک سردار کو دیئے۔ لشکر مین ترک۔ افغان ہزارے۔ عرب۔ بلوچ فرقہ فرقہ کے لوگ تھے سب کو نہال کر دیا۔ بخارا اور سمرقند مین اپنے خاندانی مشائخون کو عجیب عجیب تحفے بھیجے۔ کابل کی رعایا مین بچے بچے تک ایک ایک شاہرخی[1] بٹی۔ بعد اُسکے دفترون پر متوجہ ہوا اور بندوبست کے ساتھ خانۂ سلطنت کی آرائشین کرنے لگا ہندوستان کے حالات اور پیداوارون اور صنعتون کی تحقیقاتین شروع کین۔ عمارتون کو دیکھا اور خود اپنے باغ لگائے اور مکانات اور حمام بنائے کہ ہندوستانی اکر دیکھتے اور کہتے کہ آگرہ بھی کابل قندھار ہوگیا۔ یہان کے لوگ سمجھتے تھے کہ جسطرح محمود اور تیمور آندھی کیطرح آئے اور بگولے کیطرح چلے گئے اسیطرح بابر بھی چلا جائیگا۔ جب اُسکا جماؤ دیکھا تو اودی پور کا راناجسکے خاندان مین صدہا سال سے راج چلا آتا تھا اُسنے بہت سے ہندو مسلمان سردارون کو سمیٹکر لاکھہ آدمی کا جتھا جمع کیا کہ اُس ترک بچے کو مار کر نکال دو۔ بابر نے رفیقون کو بلا کر گفتگو شروع کی چنانچہ پہلی تجویز یہہ ٹھہری کہ جو جو یہان کے لوگ فوج مین شامل ہوئے ہین انہین اضلاع مین بھیجدینا چاہیے تاکہ میدان مین عین وقت پر دغا نکرین۔ بعد اسکے سردارون نے کہا کہ اپنی کمی اور غنیم کی زیادتی ظاہر ہے۔ اسلیے مناسب ہے کہ آپ پنجاب مین جاکر عنایت الٰہی کے منتظر رہین۔ جان نثار میدان گرم کرین۔ اگر فتح پائی تو حضور دولت و اقبال کو رکاب مین لیکر تشریف لائین اور اگر ہم

---

[1] ایک سکہ تھا جو شاہرخ مرزا۔ امیر تیمور کے بیٹے کے نام سے شاہرخی کہلاتا تھا۔ اور مقدار مین اٹھنّی کے قریب ہوتا تھا

شہادت سے سرخرو ہوئے تو پنجاب سے کابل تک کا ملک حضور کو مبارک رہے اُس ہمت والے نے کہا کہ اے میرے رفیقون جو فتح تمنے کی ہے اُسکی عالم مین دھوم مچ گئی ہے ۔ مگر اِس کٹ کو سنکر ملک ملک کے بادشاہ بھی کہین گے کہ اتنا بڑا ملک لیکر یہہ خزانے اور جواہرات مارے ۔ اور جب تلوار مارنے کا وقت آیا تو سردارون کو آگے رکھکر آپ سرک گیا ۔ تیمور و چنگیز کے نام پر داغ لگانے سے مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے ۔ خیر اب جو تمہارا حال سو میرا حال ۔ یہہ سنکر تمام سردارون نے دعا دی اور فوج مع توپخانہ کے روانہ ہوئی فتح پور سیکری کے پاس یہہ پتا لگا کہ دشمن بھی بڑھا چلا آتا ہے اور ہراول کی فوجون کی ٹکر ہو گئی ۔ بادشاہ یہہ خبر سنتے ہی خود باگین اُٹھایا چاہتا تھا جو خبر آئی کہ میدان اپنے ہاتھ رہا ۔ غرض جس ڈھنگ سے ابراہیم کی لڑائی مین لشکر اُترا تھا اسیطرح یہان آتارا مگر شام کو جب فوج کی موجودات لی تو معلوم ہوا کہ سپاہ کے دل بجھے ہوئے ہین ۔ اُسی وقت سردارون کو مع انہین بلایا اور ایک بر تاثیر تقریر اسطرح ادا کی کہ اے غریب الوطن بادشاہ کے رفیقو تم دیکھتے ہو کہ ہم کون ہین اور کہان کھڑے ہین ۔ برسون محنت کی ۔ مدتون مصیبت سہی ۔ اپنی جان خطرون مین ڈالی ۔ پیارے رفیقون کی جانین دین ۔ تب نامور دشمنون کو زیر کیا اور وہ ملک تمنے لیا کہ روئے زمین کے سلاطین اُسکی آرزو کرتے ہین ۔ بہادرو دیکھتا ہون کہ تمہارے دل گھٹے جاتے ہین ۔ تم جانتے ہو کہ جمعیت کے گھٹنے کا مضائقہ نہین مگر دلون کا گھٹنا غضب ہے ۔ خدا نکرے کہ ذرا بھی ہوا پلٹے ۔ پھر زمین و آسمان مین ٹھکانا نہین ۔ دیکھو تیموری تلوار جسنے یہانتک پہنچایا وہ تمہارے ہاتھ مین ہے

پھر خطر کس بات مین ہے ہان وہ بات نہو کہ بیوفائی سے روسیاہی کے دفتر مین
نام لکھا جائے اور ہڈیان سب کی یہان خاک ہون - دیکھو آخر مرنا - اوّل مرنا - پھر
مرنے سے کیا ڈرنا - مگر تلوار مار کر مرنا ہزار زندگی سے بہتر ہے جیسا انہی لوگون کا
ہے جو آقا کے نمک اور بازؤن کے زور پر لڑے اور مردون کے دفتر مین
نام لکھوا کر خدا کے سامنے سرخرو گئے - لو اب یہہ قران شریف تمہارے سامنے
ہے تم جانو اور یہہ جانے - قران کو دیکھتے ہی سب نے سر جھکا دئے - چہرے
سرخ ہو گئے - اور بہتون کے آنسو نکل پڑے - دوڑ دوڑ کر اسپر سر رکھدئے
اور ہاتھہ رکھہ رکھکر کہا کہ جب تک دم مین دم ہے جو بادشاہ سے پھرے خدا
اور کلام خدا سے پھرے - غرض سب کے دل قوی ہو گئے اور ہنسی خوشی اپنے
اپنے خیمون مین آگئے - نیا نکتہ یہہ نکالا کہ شراب انگوری خاص کابل سے منگائی
تھی وہ دو دن پہلے پہنچی تھی بلکہ ہمایون کو شراب سے نفرت تھی اُسے بڑی
منتون سے پلائی تھی —— اس موقع پر فتح کی منت مان کر توبہ کی اور تمام سونے
چاندی کے باسن تڑوا کر نام خدا دیدئے چند ترکی شعر توبہ کے مضمون مین اُسکے کہے
اور آگرہ مین بجای شراب خانے کے تعمیر مسجد کا حکم بھیجدیا - ساتھہ ہی مسلمانون
کے کل محصول معاف کرکے تمام گناہون سے - یہان تک کہ ڈاڑھی منڈانی سے
بھی توبہ کی - مگر شیطان نے ایک شوشہ چھوڑا اپنے وطن سے کوئی نحوست زدہ
نجومی پہنچا - اُسنے تمام لشکر مین ہل چل ڈالدی کہ اس لڑائی مین ہماری شکست ہوگی
لوگ تو بہت گھبرائے مگر بادشاہ نے کچھہ پروا نکی - اور صبحدم ابھی مشرق سے علم
آفتاب بلند نہوا تھا کہ اُسنے پھریرا علم کا میدان مین کھولدیا - پہلے ہی توپون سے

منہہ سے بسم اللہ ہوئی۔ سامنا سامنے قائم رہا اور ترک غول کے غول جدا ہو ہو کر چارون طرف سے گرنے لگے۔ غنیم نے بھی مردانگی کی داد دی مگر دوپہر سے اُسکا طور بے طور ہونے لگا۔ بابر نے دفعۃً نقارہ فتح کا بجا کر ایسا حملہ کیا۔ کہ سب کے قدم اکھڑ گئے۔ دور تک بھاگتوں کا پیچھا کیا۔ شام کو پھرے اور غنیم کے خیمہ گاہ اور لشکر کے بازارون کو دیکھتے ہوئے رات کو اپنے ڈیرون مین پہنچے۔ ہواخواہ آتے تھے اور مبارکبادین دیتے تھے۔ آغا نجومی بھی شرمندہ صورت آئے بابر نے بہت سی گالیان دین مگر چونکہ نمکخوار قدیمی تھا اسلئے لاکھہ تنکہ دیکر حکم دیا کہ ابھی لشکر سے نکل جائے۔ وہان ایک مینار یادگار بنایا اور فتح کا نقارہ بجاتا۔ اقبال کا نشان اُڑاتا گوالیار مین آیا۔ پتھر کا ہاتھی اور شمس الدین التمش کی مسجد دیکھی۔ اور اس فتح سے فرمانون مین بادشاہ غازی تحریر ہونے لگا۔

بابر بادشاہ جیسا مزاج کا رنگین تھا ویسا ہی دل کا سخت اور طبیعت کا مصیبت پسند تھا۔ کئی دفعہ کالپی سے گھوڑا اُڑایا اور ایک سو ساٹھہ میل زمین طے کرکے دوسرے دن آگرہ مین دم لیا۔ کشتیان موجود ہوتین اور گنگا جیسے دریا پر کہیں آتا ننگی تلوار ہاتھہ مین لیکر کود پڑتا تیر کر پار اُتر جاتا اور حریف بڑھاوا پاتا۔ آخر کوچ کے دن نزدیک آئے اور بیمار ہو کر طبیعت بے اعتدال ہوئی اتفاق یہہ کہ اُنہی دنون مین ہمایون بھی سخت بیمار ہوا۔ حکیم طبیب سب نے اپنی اپنی حکمت خرچ کی مگر کسی سے کچھہ نہوا۔ آخر مشایخون اور بزرگون کو بلا کر پوچھا۔ انہون نے عرض کی کہ جو چیز حضور کی نظر مین نہایت گران بہا ہو وہ نور چشم پر نثار کیجیے کہ اُسکی آئی بلا ٹلے۔ بابر سمجھہ گیا کہ یہہ ابراہیم لودی والے الماس کا اشارہ ہے

ہنسکر کہا کہ پتھر کیا مال ہے۔ لخت جگر پر مین اپنا گوہر جان قربان کرونگا۔ یہہ کہکر اٹھا۔ تین بار گرد پھرا اور کہا کہ الہی اسکی بلا مینے اپنی جان پہ لی۔ لے لی۔ لے لی۔ بعد اسکے سجدہ کیا اور دیر تک رو رو کر دعا مانگتا رہا۔ خدا کی قدرت کہ اسی وقت سے اسکا مرض گھٹنے لگا اور اسکا بڑہنے لگا۔ بیٹے سے کہا کہ تخت تمہین مبارک ہو۔ ہمارے لئے حکم دو کہ تختہ تابوت تیار کرین آخر بیٹا بستر بیماری سے اٹھہ کھڑا ہوا۔ اور باپ نے بستر عدم مین آرام کیا۔ تاریخ ہوئی کہ ع ہمایون بود وارث ملک او۔ لاش کابل مین بھیجی گئی چنانچہ جہانگیر نے اسپر ایسا عالیشان مقبرہ بنوایا کہ اب بھی سیّاح لوگ اسے دنیا کی بے نظیر عمارتون مین شمار کرتے ہین ۔

اسوقت تک امیر تیمور کی اولاد مین جو بادشاہ ہوئے۔ امیر کی رعایت سے امیرزا کہلاتے تھے بابر نے ہندوستان مار کر اپنے نام پر امیر المومنین کا تاج رکھا اور شاہی کا تمغا لگایا ۔

نصیر الدین ہمایون

جب ہمایون کے سر پر ہمای سلطنت نے سایہ ڈالا تو جشن شاہانہ سے جہان کو روشن کیا اور اتنے خوان اور کشتیان بھر بھر کر انعام دئے کہ تخت نشینی کی تاریخ کشتی زر ہو گئی بہادری اور قابلیت کے ساتھہ دل کا رحیم اور ہاتھہ کا سخی ایسا تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ جو جو ملک بھائیون نے مانگے اسنے ہنسی خوشی دیدئے خطا بخشی کا یہہ عالم تھا کہ اپنے تو در کنار دشمن بھی جب [illegible] خون سے دلکی

ہوس نکالکر غدر کرتے تو معاف ہی کر دیتا چند روز کے بعد ملک گیری کو اٹھا دکن کی مہمون مین فتح کے نشان اڑاتا پھرتا تھا جو پرچہ لگا کہ فرید افغان شیر خان بنکر بنگالہ کیطرف حملے کر رہا ہے۔ چنانچہ خود فوج لیکر ادھر آیا اور شیر کے پنجے سے اپنے شکار چھڑانے لگا۔ مگر اسملک کی سرسبزی اور برسات کی بہار سے آرام طلبی ایسی غالب ہوئی کہ گوڑ* کا نام جنت آباد رکھکر خود عیش و عشرت مین مست ہو بیٹھا۔ لشکر کچھ تو سفر کے مارے ٹوٹ گیا تھا یہان بنگالہ کی برسات اور ہوا کے بگاڑ نے انسان حیوان سب کو گرا دیا۔ چارون طرف نالے دریا چڑھکر خبرین بھی بند ہو گئین اور جا بجا فساد ہونے لگے ادھر ایک بھائی آگرہ مین آیا اور ایک ادھر کو بڑھا۔ شیر خان اور بھی شیر ہو گیا۔ اور اسنے بھی ادھر کا رخ کیا۔ بادشاہ کو یا تو خبر نتھی۔ ہوئی تو سب باتون کی ایک دفعہ ہی خبر ہوئی۔ فوج کو دیکھا تو شکستہ حال بلکہ شکستہ دل پایا چنانچہ برسات کے بعد رستہ کھلتے ہی فوج کے بہادر بھاگنے لگے۔ اسنے بھائیون کو لکھا کہ جو ملک باپ نے بڑی بڑی جانین کھپا کر لیا تھا۔ آپس کے جھگڑون مین مفت ہاتھ سے جاتا ہی شیر خان بری بلا ہے۔ پہلے سب ملکر اسکا فیصلہ کر لو۔ پھر تمہاری خوشی سے مجھے کسیطرح انکار نہین ہو

کوتہ اندیش بھائیون نے شفیق بھائی کی کچھ نہ سنی۔ ناچار گھر کی خبر لینی واجب سمجھکر پہلے آگرہ کو چلا۔ رستہ مین دیکھے تو ایک ایک نالہ دریا۔ اور ہر دریا سمندر ہو رہا ہے۔ ہاتھی اور اونٹون کو باربرداری تو درکنار۔ اپنی جان کا اٹھانا بھی وبال ہو گیا۔ غرض مع لشکر سفر کے دریا مین تیرتا چلا آتا تھا

---

* قدیم زمانہ مین بنگالہ کا دار الخلافہ تھا ۱۲

کہ شیر خان کو خبر لگی وہ سنتے ہی شیر کیطرح جھپٹا اور نہنگ کیطرح ندی نالون سے اُترا۔ فوج اُسکی جو دن رات یلغارون پر چڑھی ہوئی تھی اسطرح باگین اُٹھائے آئی کہ ہمایون کو رستہ ہی مین آن لیا۔ امیرون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ حریف برابر دو منزلہ اور سہ منزلہ کرتا ہوا آیا ہے آج ہی اسپر جا پڑین تو بہتر ہے مگر بادشاہ کے خیال مین نہ آیا۔ شیر خان نے راتون رات کھائیان اور مورچے تیار کئے۔ دوسرے دن جو اُسے دیکھا تو قلعہ مین بیٹھا پایا۔ ناچار یہہ صلاح ٹھیری کہ ادھر کشتیان جمع کرتے رہین۔ اور لڑائی کو ٹالتے رہین۔ جب موقع پائین تو پار اتر جائین۔ شیر خان بھی کچھہ فوج اور کچھہ سامان کے انتظار مین تھا وہ غنیمت سمجھا اور اس عرصہ مین دو مہینے گزار دئے۔ بعد اسکے یہہ پیچ کھیلا کہ ایک دن خیمہ ڈیرون سے لشکر کا چہرہ درست رکھا اور خود ایک فوج جرّار لے۔ پانچ سات کوس کا چکر دے بادشاہ کے پیچھے آپڑا۔ اور اپنے پیر کو نامہ دیکر یہہ پیغام بھیجا کہ اگر حضور بنگالہ کا ملک مجھے دین تو آگے کی طمع نکرون اور سکہ خطبہ حضور کا قائم رکھون۔ بادشاہ اسوقت مین یہی غنیمت سمجھا اور قرآن پر مہرین ہو کر عہد و پیمان ہو گئے۔ لیکن آج تو قسما قسمی کرکے خاطر جمع کی دوسرے دن قرآن کو مع عہد و پیمان طاق پر رکھ۔ فوج کے تین حصے کئے۔ عین صبح کا وقت تھا جو تلوارین کھینچ اسطرح آن پڑا کہ بادشاہ اور سارا لشکر حیران رہگیا۔ اُسوقت سوای گریز کے کوئی رستہ نظر نہ آیا۔ اور جدھر جسکا منہہ اُٹھا اُدھر بھاگا۔ لاکھون کا ٹڈی دل تھا مارے گئے کیچڑ مین پھنسکر رہ گئی۔ جو اُن بلاؤن سے بچے وہ آنکھین بند کرکے پانی مین کود پڑے

بادشاہ نے بھی دریا مین گھوڑا ڈالا- ستارہ ایسا ڈوبا تھا کہ بیچ مانجھدھا
مین جاکر گھوڑا ابھی غوطے کھانے لگا- بادشاہ نے دیکھا کہ لشکر کا ایک سقّہ
اپنی مشک پر تیرتا چلا جاتا ہے- ہاتھ اٹھاکر آواز دی کہ ای آبحیات کے
فرشتے لینا کہ وقت لینے کا ہے اور مانگ کیا مانگتا ہے؟ اسنے کہا کہ
دوپہر کی بادشاہت غرض پیٹھ پر ڈال ہاتھ پاؤن مار- کنارہ پر پہنچا
دیا- چنانچہ بادشاہ نے آگرہ پہنچکر وعدہ وفا کیا- اسنے بھی دوپہر کی بادشاہت
مین تمام بھائی بندون کو نہال کرلیا- اور اپنا سکہ یہہ بٹھایا کہ مشکین کترواکر
چام کے دام چلائے- شیرخان نے یہہ بڑی انسانیت کی کہ بادشابیگم اس داروگیر
مین وہین رہ گئی تھی- اسنے نہایت ستر پردہ سے رکھا اور بڑی عزت وحرمت سے
ہمایون کے پاس بھجوادیا- غرض ہمایون نے خلوت مین تمام سردارون کو جمع
کیا- اور بھائیون کو بلاکر آپس کے فساد کا انجام اور اس مقدمہ کا نشیب و
فراز سمجھایا- انہین شیرخان نے یہہ بھلا دادیا ہوا تھا کہ اگر تم اس معاملہ مین
الگ ہو تو بعد فتح کے پنجاب کا ملک تمہین دیدونگا یہہ سمجھے کہ ہمایون کے
آگے ہمارا چراغ جلنا محال ہے اور یہہ کانٹا نکل جای تو شیرخان کچھ مال ہین خرگوش
کیطرح جھاڑیون مین بھگا بھگا کر مار لینگے- چنانچہ بھائی سے حیلے حوالی کرکے
پنجاب کیطرف پہلو بچا آئے- شیر نے چھ مہینے کے بعد انگڑائی لی اور پچاس
ہزار کی جمعیت سے ادھر بڑھا- بادشاہ بھی ایک لاکھ فوج سے پھر نشان
اٹھاکر چلا- ادھر سے شیرخان کا بیٹا ہراول آتا تھا- انکے ہراول نے آتے
جاتے ہی شکار کیا اور سارا انکا مچھلیون کیطرح تیر- گنگا پار اتر گیا- مگر جب

دونو فوجونکا مقابلہ ہوا۔ تو مہینا بھر تک آمنے سامنے پڑے رہے۔ اور لڑائی کے طول نے بادشاہی لشکر کو ایسا دل تنگ کیا کہ لوگ پھر چپکے چپکے سرکنے لگے اوپر سے برسات آئی اُسنے سب کو اگلا برس یاد دلایا۔

ایک دن سر شام آسمان کے میدان پر جنگ کا سامان ہوا۔ پنجہ خورشید کے نیچے پھریرا شفق کا لہرانے لگا۔ پھر بادل رنگا رنگ کی وردیان پہن کر آنے شروع ہوئے۔ رعد کے کڑکیت ابھی کڑکا اپنا نہ کہہ چکے تھے جو رات بھی اپنا اندھیرا لشکر لیکر نمودار ہوئی عالم دھوان دھار ہو گیا۔ برق مہتاب اُڑانے لگی۔ اور توپین گرجکر اولون کا گراب پڑنے لگا۔ رات بھر یہی عالم رہا۔ مگر صبح ہوتے مشرق کیطرف سے ایک قدرتی گولہ ایسا چلا کہ جسنے سب کے دھوئین اُڑا دئے اور عالم مین پھر امن کی روشنی ہوئی۔ چونکہ جہان یہہ اُترے تھے وہ جگہہ نشیب مین تھی۔ تمام خیمون مین پانی بھر گیا ناچار جگہہ بدلنے کا ارادہ کیا۔ غرض یہہ تو اپنے اپنے اسباب کے سنبھالنے مین لگے ہوئے تھے اور عین صبح کا وقت تھا جو شیر خان تمام فوج کو لیکر دفعتہً آن پڑا سبکے ہاتھہ پاؤن پھول گئے اور بے تحاشا بھاگے۔ افغان تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے۔ پل توڑ کشتیونپر سوار ہو گئے۔ اور جو طوفان زدہ موت کے دریا مین غوطے کھا رہے تھے بلا کی طرح اُنکے پیچھے پڑ گئے۔ نیزے۔ برچھی تیر۔ تفنگ سے شکار کرتے تھے اور تلوار کے گھاٹ سے ملک عدم مین اُتار دیتے تھے۔ جوانمرد بادشاہ نے چاہا کہ آج اسی میدان مین جان دیدے۔ مگر خدا کو ابھی اُس سے اور اُسکی اولاد سے بڑے بڑے کام لینے تھے۔ اتفاقاً

گھوڑا تیر کھا کر بھاگا- دریا کے کنارے پر ایک خواجہ سرا فیل سوار کھڑا تھا- اُسنے دیکھتے ہی ہاتھی بٹھا دیا- اور سوار کرکے دریا کیطرف لیچلا- فیلبان سے کہا کہ ہاتھی دریا مین ڈال- اُس نمکحرام کی نیت بگڑی ہوئی تھی حیلے حوالون مین وقت ٹالنے لگا- خواجہ سرا خوجہ تھا مگر ہمت مردانہ مین کسر نہ تھی- اُسی وقت تلوار گھسیٹ فیلبان کو دو ٹکڑے کرکے گرایا اور آپ آگے بیٹھ ہاتھی کو دریا مین ہول دیا- گنگا سا دریا- برسات کا موسم- اور ہاتھی انجانون کے نیچے- غرض کہ ڈوبتے اُچھلتے کنارہ پر پہنچے- مگر ایسی جگہہ پر جا کر نکلے کہ وہان سے کڑاڑا بہت اونچا تھا- اتفاقاً ایک سردار اور دو سپاہی پہلے پار پہنچے تھے- وہ دیکھتے ہی دوڑے- سر کی پگڑیان اور کمر کے پٹکے کھول کھول کر رسا بٹا بادشاہ کو کھینچکر نکالا اور پھر آگرہ مین آئے

اس فتح سے شیرخان شیرشاہ بن گیا- اور آگرہ کا رخ کیا- ہمایون بہت گھبرایا ناچار پنجاب مین آیا کہ بھائیون سے کچھ صورت بنے- مگر بھائی حضرت یوسف کے بھائی نکلے- اور جب سنا کہ شیرخان یہان بھی آیا تو انہون نے کہا کہ ہم تو کابل قندھار پر قناعت کرتے ہین- تمہین اپنا اختیار ہے- ہمایون حیران رہگیا- ناچار سندہ کا رستہ لیا- اور وہان کے سردارون سے مدد مانگی- مگر نہ اُس ریگستان کی مٹی مین کچھ سکت تھی نہ اُسمین کچھ نظر آتا تھا جس امید پر کوئی رفاقت کرے- بعض نے مدد کی بعضون سے لڑائی بھڑائی بھی ہوئی- آخر اُس ویرانے مین جب کھانے پینے کا بھی ٹھکانا نہ دیکھا اور جودہ پور والے کی چند تحریرین پہنچین تو ارادہ کیا کہ ملتان بیکانیر کے ویران ویران رستے سے دفعۃً

جودھپور پہنچے اور عین ہندوستان کے بیچون بیچ سر نکالے چنانچہ اسی ارادہ پر روانہ ہوا - مگر اس تباہی کی تکلیفین حد بیان سے باہر ہین - ریگستان کی راہ اونٹ کے سوا گھوڑی کا گزارہ نہین - ریتے گرم دن کو آگ برسے - رات کو کوچ کرنا پڑی - ستارون کے حساب پر رستہ چلے - کوسون پانی کا پتا نہین - غرض جب جیسلمیر پہنچا تو راجہ نے دیکھا کہ ایک ترک بے سروسامان چلا جاتا ہے فوج دوڑا دی - یہہ بھی جانون سے نا امید تھے - لڑ بھڑ کر انسے پیچھا چھڑایا - جب جودھپور دس کوس رہا تو آپ ٹھیر گئے - اور ایک آدمی خفیہ خبر لینے کو بھیجا وہان ایک باوفا کہ پہلے ہمایون کا کتاب دار تھا - اب راجہ کا نوکر تھا - یہہ شخص اُس سے جا کر ملا - معلوم ہوا کہ پہلے بیشک راجہ رفاقت پر تھا - مگر ایک تو شکستون کے حال مفصل سنے - دوسرے شیر شاہ کے وکیل پہنچے - اب اسکا قطعی ارادہ ہے کہ اگر ہمایون ہاتھ آئے تو شیر شاہ کے حوالہ کرکے سرخرو ہووے

یہان بے سروسامان خدا کی آس پر جنگل مین پڑے تھے جو رات کے وقت یہہ خبر آئی سب گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے - اور آئی کٹھن منزلونکو پھر دوہرانا پڑا - بلا کے جنگل مین قدم قدم پر نئی منزل - اور ایک ایک بات نئی مہم تھی - حاملہ بی بی ساتھ تھی جسکی سواری مین ایک نوکر کا گھوڑا تھا وہ بھی اُس نمکحرام نے مانگا - ہر چند بادشاہ نے کہا کہ بھائی وقت کو دیکھ اور بات کو سمجھ - مگر جب اسنے زبردستی اُتار دیا تو ناچار اپنے گھوڑے پر بی بی کو سوار کیا اور آپ پیادہ ہو گیا - ایک اور سردار سے گھوڑا مانگا - کیا برا موقع تھا کہ اس کو نمک نے بھی آنکھین پھیر لین - اور گھوڑا ہاتھ آیا تو قسمت سے مر گیا - آخر ایک اونٹ ملا اسی کو غنیمت سمجھ کر سوار ہو گیا - اسی عالم مین [illegible] کو دیکھا کہ

گھوڑے پر ان کو سوار کیا ہے اور آپ ہانکتا چلا جاتا ہے۔ بادشاہ کو ترس آیا۔ بڑھیا کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور کوکہ کو اس گھوڑے پر سوار کیا۔ اگرچہ پیچھے راجہ کی دوڑ کا بھی کھٹکا لگا تھا مگر پانی کی نایابی غضب تھی بہتون نی تڑپھ تڑپھکر جان دی اور جو زندہ تھی وہ مردون سے بدتر تھے۔ جب منزلون کے بعد گانو آتا تو گنوارون کو گوارا ہوتا کہ بوند پانی دین۔ اگر وہ دیتی تو یہان آپسمین کٹکر چند پیاسونکے خون بہتے۔ قسمت سی ایک کنوان نظر آیا سب وہان اتر پڑی مگر ادھر کے کوئین مین پانی بہت دور ہوتا ہے چنانچہ ایک آدمی ڈول کھینچکر لیجاتا ہی۔ ایک کنوئین پر کھڑا ہوتا ہے۔ جب ڈول نکلتا ہی تو کوئین والا ڈھول بجاتا ہی۔ تب کھینچنے والے کو خبر ہوتی ہے کہ وہ ٹھیر جاتا ہے۔ لوگ ایسی پیاسے ہو رہے تھی کہ جب کوئین مین سے ڈول نکلا تو دس پانچ آدمی ایکدفعہ ہی ٹوٹ پر جا پڑی۔ چند مرتبہ پانی ضایع ہو کر ڈول کوئین مین گر پڑا۔ بڑی بڑی جوانمرد ماری پیاس کے تڑپتے تھی اور زار زار روتی تھے۔ کئی آدمی کوئین مین گر کر پیاس کے عذاب سی چھوٹے آخر بیونکی دونی بنا کر اور سر کی پگڑیان کمر کے پٹکے لگا کر پانی کھینچا اور جنکی زندگی تھی انہین نصیب ہوا کئی دن کے بعد چلتے چلتے ایک جوہڑ پر پہنچے۔ اونٹ اور گھوڑے مدت سی پیاس بھر پانی کو ترس رہے تھی۔ اتنا پی گئے کہ اکثر جان سے جاتے رہے۔ غرض پچھلی رات باقی تھی غنیمت سمجھکر دم کی دم آرام لیا۔ مگر صبح ہوتے ہی سب کے منہہ فق ہو گئی کیونکہ بسترونپر آنکھ کھولکے پہلی جس صورت دیکھی وہ کالا غبار تھا جسمین سے جودھپور والے کا بیٹا نکلا اور آتے ہی للکارا کہ ای ترکو سلمانو بے گھر بے خانمانو۔ تم کون تھے جو بے اجازت ہماری ملک مین چلے آئی مگر تقدیر کی خبر نہ تھی کہ انہی آفت زدون مین ایک بی بی کے پیٹ مین وہ بچہ ہی جسے ہند کا شاہ ہونا ہی اور چار دانگ ہندستان مین اسکے نام کا ڈنکا بجنا ہی۔ یہہ دیکھکر

مصیبت زدون کی آنکھون مین موت کی تصویر پھر گئی۔ اور ایک دوسرے کا منھ دیکھنے لگا۔ سنُور راجپوت انمین سے گھوڑے مار کر الگ ہوئے اور پھیل کر انہین گھیر لیا۔ جسنے سامنا کیا وہ تو جان سے گیا باقی جنگل مین تتر بتر ہو گئی۔ اور جب جوہر پر انکی زندگی کی آس تھی اُسے اُنہون نے قبضہ مین کیا۔ جب بہتون کو مار کر جی ٹھنڈا کیا۔ تو راجہ کا بیٹا سفید جھنڈا لیکے دُہائی دیتا ہوا آیا اور کہا کہ تم لوگ ہمارے علاقہ مین بے اجازت کیون آئے اور دھرم کی راج مین گائے کیون ذبح کی۔ اُنہون نے کہا کہ پیٹ ظالم ہے۔ جب کھانے کو نہ ملے تو کیا کرین۔ بیکسون کی حالت ایسی ہو رہی تھی کہ دشمن کو بھی سوائے رحم کے کچھ بن آئی اور جانے کی اجازت دی۔ مگر قدرتی دشمن کو کون ٹال سکے۔ کڑی منزلون کی بلائین سامنے تھین اور قسمت کی گردش پیچھے پڑی ہوئی تھی۔ آخر مرتے دکھ بھرتے چلے۔ جب قدیمی نمک حلال اور جانی رفیق تڑپھ تڑپھکر آنکھون کے سامنے مر لئے تو شاہ بے سپاہ سات آدمیون کے ساتھ امرکوٹ مین داخل ہوا۔ راجہ وہانکا اس عالم مین بھی اُسی عالی ہمتی سے پیش آیا کہ جو خاندانی راجاؤن کو بادشاہون کے ساتھ چاہئے۔ چنانچہ یہان بیٹھکر بھی چارون طرف ہاتھہ پاؤن ہلائے۔ مگر قسمت یاور نہ تھی۔ قدم نہ جمے۔ آخر جب کہین ٹھکانا نہ ملا تو خدا کا گھر یاد آیا۔ حج کا ارادہ کیا اور سب رفیقون کو لیکر قندھار کے رستہ پر چلا۔

ایک دن اُمن کوہ مین منزل کئے پڑے تھے جو ایک سوار گھوڑا مارے بیرم خان کو پوچھتا آیا۔ سیدھا اُسکے خیمہ مین چلا گیا اور کہا کہ قندھار مین عسکری مرزا بادشاہ کے بھائی کو انکی اس حال سے یہان آنے کی خبر جا پہنچی۔ چنانچہ اُنہون نے تحقیق کے لئے ایک آدمی بھیجنا چاہا۔ چونکہ میرے دلکی عقیدت کی انہین خبر تھی اسلئے بے تکلف مجھ سے کہا مینے غنیمت سمجھا اور اُنہی کی خاصی کا گھوڑا لیکر روانہ ہوا کہ جلد پہنچون اور حضور کی حق نمک سے ادا ہون

بیرم خان اُسی وقت بادشاہ کے پاس دوڑا گیا۔ وہ سنکر بہت گھبرایا اور کچھہ سوچکر تیاری کا حکم دیا۔ جو رفیق ہمراہی مین تجویز ہوئی تھے اُنمین گھوڑے بھی پورے نہ تھے۔ غرض رستے کی تکلیف اور گرمی کے سبب سے اکبر کو تو وہین چھوڑا۔ آپ بی بی کو ساتھہ لیکر ترکستان کا ارادہ کیا بیرم خان نے اگر پھر عرض کی کہ وطن سے آپکو والد نے کیا پایا جو آپ پائینگے خدا پر توکل کریں اور ایران کو چلیں کہ وہانکے لوگ مہمان نواز ہین۔ دیکھئے شاہ صفی صوفی نے امیر تیمور کے ساتھہ کیسا سلوک کیا۔ اُسکی اولاد نے حضور کے والد کے ساتھہ دو دفعہ رفاقت کی۔ یہہ بات ہمایون کی بھی سمجھہ مین آگئی۔ سب کو یہان چھوڑا اور اُسطرف روانہ ہوا۔ ان بائیس آدمیون مین کوئی ایسا بھی نہ تھا جسنے پہلے وہ رستہ دیکھا ہو بدرقہ[لہ] کا تو کیا ذکر ہے خدا کی قدرت اِدھر انکا یہان سے نکلنا کہ عسکری مرزا بھی آن پہنچا۔ روانگی کی خبر سنکر دلمین تو بہت افسوس کیا مگر ظاہر مین کہا کہ مین تو بھائی کے آنے کی خبر سنکر استقبال کو آیا ہون۔ خزانچی کو بلا کر کہا کہ خزانہ لاؤ مگر اسکا خزانہ حمام کا خزانہ ہو رہا تھا خیر۔ بھوکون کے پیٹ کاٹتا تھا اسکا خوب خمیازہ کھینچا۔ اکبر کو لا کے چچا کی گود مین دیا اُسنے ظاہر مین بھتیجے کو بہت پیار کیا اور سبکو لیکر قندھار چلا گیا ٭

ادھر جب ہمایون یہانسے نکلا تو خدا نے ایک بلوچ اپنی قدرت سے بھیجدیا کہ راہبر ہوا اور یہہ بیسامان قافلہ جسکا قافلہ سالار ہمایون بادشاہ تھا سیستان مین پہنچا۔ وہان عمل شاہ ایران کا تھا۔ شاہ کیطرف سے پہلے ہی قدم قدم رستے کے لئے مفصل حکم پہنچ گئے تھے۔ حاکم کو مع فوج سرحد پر حاضر پایا۔ چنانچہ جہان جہان ہمایون پہنچا حاکم شہر پیادہ سرحد پر آتا اور نذر دیکر رکاب پکڑ ساتھہ ہو لیتا۔ جو کچھہ پوچھتا اُسکا

[لہ] ان ملکون کے پہاڑ اور جنگلون مین بغیر قافلہ کے رستہ نہین چل سکتا ایک شخص اجرت پر ساتھہ لے لیتے ہین کہ جو رستہ بھی جانتا ہے اور ہر طرح کے خطر کا ذمہ دار ہوتا ہے اُسے بدرقہ کہتے ہین ۱۲

جواب دیتا۔ جتنی دور حکم تھا اُتنی دور پیادہ چلکر سوار ہو جاتا اور مع لشکر پیچھے پیچھے روانہ ہوتا۔ جو باغ یا محل اُترنے کے لئے ہوتا اُسکی آرایش کی کیا تعریف ہو۔ کوسون مخمل اور زربفت کے فرش پا انداز ہوتے تھے جب وہان پہنچتے تو جشن شاہانہ دربار ہوتا اور سب نذرین دیتے۔ غرض جس حاکم کو دیکھا۔ بندہ فرمانبردار تھا۔ اور جہان پہنچا گویا اپنا ہی گھر بار تھا۔ اسیطرح برابر ضیافتین اور مہمانیان ہوتی چلی آئین بیرم خان کہ رزم مین رستم اور بزم مین ارسطو بنجاتا تھا نامہ لیکر گیا اور جواب نہایت باصواب لایا۔ غرض وہ شہریار ہر ملک شہر شہر کی سیر کرتا مشہور مشہور مقامونکو دیکھتا چلا جاتا تھا جب دار الخلافہ پر پہنچا تو دونو بادشاہون مین عجب لطف سے ملاقات ہوئی۔ جہان خورشید کلاہ ایران میزبان اور امیر تیمور کا پوتا ہندوستان کا بادشاہ مہمان ہو اُس مہمانداری کی دھوم دھام کیا بیان ہو مگر حق یہہ ہے کہ داراے ایران نے مہمانداری کا حق اس خوبصورتی سے ادا کیا کہ آج تک تاریخون کے صفحے اسکی خوبیون سے آراستہ ہین تمام ملک مین حکم دیدیا کہ شکست کا لفظ زبان پر نہ آئے تاکہ میرے مہمانونکا دل شکستہ نہو۔ ایکدن شاہ ایران نے ایوان شاہی مین ہمایون کی ضیافت کی جب دسترخوان اُٹھا تو ارباب نشاط اپنے اپنے کمال دکھانیکو حاضر ہوئے چنانچہ ایک نے یہہ غزل گانی شروع کی ؎ ہمایون منزلی کان خانہ را ماہی چنین باشد مبارک کشوری کان عرصہ را شاہی چنین باشد نوشاہ اور تمام اہل دربار سنکر اُچھل پڑے۔ مگر دوسرے شعرا نے یہہ گایا کہ ؎ زرنج و رحمت گیتی مشو خندان مرنجان دل کہ آئین جہان گاہی چنان گاہی چنین باشد یہہ سنکر

---

* ہمایون کے نام کی رعایت سے اسمین یہہ شعر لکھا تھا ؎ ہمای اوج سعادت بدام ما افتد ۔ اگر ترا گذری بر مقام ما افتد ؎

ہمایون کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ آنسو بھر آئے۔ شاہ کو بھی اس بات کا بہت رنج ہوا۔ فوراً اُس گویے کو اُٹھا دیا۔ اور دوسری چیز کی خاطر ہو گئی۔ —— ایکدن دونو بادشاہ برابر بیٹھے تھے مگر ہمایون کا زانو مسند سے نیچے تھا۔ بیرم خان کو تاب نہ آئی اسی وقت کمر سے چھری نکال انبار زرین بنگا کا کاٹا اور آقا کے زانو کے نیچے بچھا دیا یہہ نمک کا جوش شاہ کو بھی بہت بھایا اور ہمایون سے فرمایا کہ ایسے جان نثار تمہاری ساتھ تھے پھر کیا ہوا کہ یہانتک نوبت پہنچی۔ اُسنے جواب دیا کہ انکی رائے پر عمل نہ کیا۔ اور بھائی جو قوت بازو ہوتے ہین وہ درپے خرابی ہو گئے شاہ نے کہا کہ اس ملک کے لوگون نے بھی رفاقت نہ کی؟ ہمایون بولا کہ وہ قوم غیر مذہب غیر جنس ہے۔ اُنسے ہم لوگونکا اتفاق ممکن نہین۔ شاہ نے کہا کہ جب بادشاہ غیر قوم مین داخل ہو تو واجب ہے کہ اُنسے اتحاد اور یگانگی پیدا کرے۔ اگلی دفعہ تم بھی اس بات کا لحاظ ضرور رکھنا۔ تھوڑی دیر مین دسترخوان بچھا۔ سام مرزا اُسکا بھائی کمربستہ کھڑا تھا۔ اُسی وقت سلابچی آفتابہ سامنے لایا اور ہاتھ دھلوائے۔ چنانچہ شاہ نے اشارہ کیا کہ دیکھو بھائیون کو اسطرح رکھتے ہین۔ ہمایونکی تفریح طبع کے لئے کئی دفعہ شکار جرگہ بھی کیا اور اُنمین پہلے اپنے ساتھ ہمایون کو شکار کھلوایا۔ پھر بیرم خان کو پھر اپنے بھائی سام مرزا کو اجازت دی۔ پھر حکم عام ہو گیا۔ غرض کئی برس کے بعد جب مہمان خود مہمانیان کھاتے کھاتے تھک گئے تو شاہ نے بڑی شان و شوکت سے رخصت کر

لہ صورت اُسکی یہہ ہوتی ہے کہ دامن کوہ مین پندرہ بیس کوس کا ایک جنگل جال اور جھاڑیون سے گھیرتے ہین پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ کوس کے گرد سے وحشی جانور گھیر کر اسمین ڈالتے ہین اور گزرگاہون کو شکاری خود روک کر بیٹھ جاتے ہین بیچمین بلند بلند مقام شاہ اور خاص خاص شاہزادون کیلئے بناتے ہین۔ بعد اسکے بادشاہ اور شاہزادے اور امیران دربار اسلحہ شکار اور بہت سے شکاری کتے لیکر وہان پہنچتے ہین۔ پہلا شکار بادشاہ مارتا ہے۔ پھر درجہ بدرجہ شاہزادے اور امرا کھیلتے ہین۔ پھر حکم عام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہمایون کی خاطر سے کئی معرکے ایسے ہوئے ۱۲

بارہ ہزار قزلباش کا لشکر ایک جانباز بہادر کی سرداری سے ساتھ کیا اور شکون کے لئے اپنے شیر خوار بیٹے کے نام پر سپہ سالاری کر کے ساتھ کر دیا ہمایون نے بھی وعدہ کیا کہ بعد فتح کے قندھار شاہزادہ کے نام پر کر کے سلطنت ایران سے متعلق کر دیا جائیگا۔ غرض آتے ہی قندھار کا محاصرہ کیا اور کئی مہینے کے بعد فتح کیا۔ عسکری مرزا ننگی تلوار گلے مین ڈال معافی کے لئے سر دربار حاضر ہوا ہمایون کابل مین آیا وہان کامران کامرانی کرتا تھا اُسنے مقابلہ کیا۔ چند روز تک محاصرہ رہا۔ آخر یہہ بھی قلعہ کو نہ تھام سکا۔ دیوار توڑ کر رات کو نکل بھاگا۔ فتحیاب لشکر شہر مین داخل ہوا۔ گھر گھر عید ہوگئی۔ شام کو بادشاہ بھی پہنچا شہر کے لوگون نے چراغان سے رات کو شب برات کر کے دلون کی عقیدت کو روشن کیا۔ ہندوستان مین شیر شاہ کا بیٹا بھی کئی برس بادشاہت کر کے مرگیا تھا اور ہندوستان پانچ بادشاہون مین بٹ گیا تھا ہمایون کے آنے کو لوگون نے غنیمت سمجھکر طلب کیا۔ چنانچہ دو تین میدان مار کر دلّی پر قابض ہوگیا۔ چارون طرف فرمان جاری کئے۔ پرانے قلعہ کی مرمت اور تعمیر کر کے دین پناہ نام رکھا ہمایون کو علم ہیئت کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ سات ستارون کے بموجب سات محل بنوائے تھے اُن مین ہر ستارہ کے مناسب کاروبار اور دربار ہوتے تھے۔ مثلاً اگر جمعرات کو کہ مشتری سے منسوب ہے علما اور مشائخ کی صحبت ہوتی تھی۔ تو جمعہ کو زہرہ سے منسوب ہے۔ ارباب نشاط سے عشرت ہوتی تھی غرض شیر منڈل جسکی ایک ٹوٹی پھوٹی عمارت اب بھی باقی ہے وہان کتبخانہ تھا۔ شام کو زہرہ طلوع ہونے والا تھا۔ اسکے دیکھنے کے لئے کوٹھے پر چڑھا۔ جب اُترنے لگا تو زینہ پاؤن پھسل گیا۔ اور ایسا ٹھپ گرا کہ بیہوش ہوکر پھر ہوش مین نہ آیا۔ اُسی وقت اُٹھ

ساری طبیب جمع ہوئی مگر کوئی دوا کارگر نہوئی - اور چوتھے دن مرگیا - تاریخ یہہ ہوئی کہ ع ہمایون بادشاہ از بام افتاد ٭

اکبر اسوقت جالندھر کے پہاڑون مین افغانون سے لڑ رہا تھا - اہل مصلحت نی اُدھر تو اُسی وقت عریضہ لکھا - اودھر بادشاہ کا مرنا مشہور نہ کیا یہی کہتے تھے کہ ضعف بہت ہے اسلئے دربار نہین کرسکتے - تشکیبی شاعر بادشاہ سے بہت مشابہ تھا - اُسے کبھی کبھی دیوانعام کے کوٹھے پر لباس شاہانہ پہنا کر بٹھا دیتے - سب نوکر نیچے میدان مین کھڑے ہوکر مجرا کر لیتے اور یہی جانتے کہ بادشاہ بیٹھے ہین جب اکبر کلانور مین تخت نشین ہوگیا تب اس راز مخفی کو کھولا ٭

جلال الدین اکبر بادشاہ

جبکہ ہمایون جودھپور کی مصیبت بھر کر امرکوٹ مین پہنچا تو پل کے پل ستارہ نی آنکھہ کھولی یعنے اکبر پیدا ہوا - شاہ بے سپاہ کے نمک حلال رفیقون نے آکر مبارکبادین دین - اُسکے پاس کوئی رسم ادا کرنیکا سامان نتھا - چپ ہوگیا - لیکن کمر مین ایک مشکنافہ یاد آگیا - وہی نکالا اور شگون کے لئے ذرا ذرا سا مشک سبکو بانٹ دیا - خدا کی قدرت دیکھو - اُس نحوست کے وقت مین کسی خیال ہوگا کہ اس بچے کے شمیم اقبال بوئی مشک کیطرح تمام عالم مین پھیلے گی - چندہی روز کے بعد قندھار کا سفر پیش آیا اُس منزل دنیا کے تازہ وارد کو باپ کا ساتھہ دینا پڑا

ہین دستور ہی کہ ایسے موقع پر ضیافت عام کرتے ہین اور دولتمند اپنے نوکرون کو جوڑی دیتے ہین - بلکہ جو دی تو جو کپڑے پہنے بیٹھے ہوتے ہین وہ اُسے اُتار کر دیتے ہین ۱۲ ضلع گورداسپورہ ۱۲

مگر راہ مین ہمایون تو مرزا عسکری یعنی بھائی کے ڈر سے ایران کو بھاگ بیٹے کو گرمی کے سبب جان نثارون کے حوالے کیا اور ماں کلیجہ پکڑ کر روتی دھوتی خاوند کے ساتھہ چلی گئی پیچھے مرزا عسکری یعنے چچا آیا۔ رہا سہا اسباب بھائی کا سمیٹ قندھار کو چلا گیا اور بھتیجے کو کابل مین دوسرے چچا کامران کے پاس بھیجدیا۔ یہہ نونہال اقبال کا وہان پرورش پاتا اور ایسی باتین کرتا کہ دیکھنے والون کو تعجب آتا۔ کامران کا بیٹا اس سے کئی برس بڑا تھا۔ اور یہہ دودھ پیتا تھا۔ ایکدن چچا نے دونو کو کشتی لڑوایا۔ اسکی انا۔ ہمایون اور بیگم کی یاد مین اور اپنے قید مین آٹھہ پہر روتی رہتی تھی۔ اسنے شگون لیا اور دلمین کہا کہ اگر اسوقت اکبر نے اس لڑکے کو پچھاڑ دیا تو جانونگی کہ اسکے باپ کا اقبال بھی ضرور پلٹے گا۔ خدا کی شان اسنے حریف کو اسطرح اٹھا کر پٹخا کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ کہتے ہین کہ جب ہمایون ایران سے پھرا اور کابل کا محاصرہ کیا تو باہر سے قلعہ پر توپین مار رہی تھی کہ فصیل پر کوئی بیٹھا ہوا معلوم ہوا جب اسپر مارنے لگے تو کبھی توپ نچک جاتی کبھی گولا اگل دیا۔ سب حیران ہوئے آخر معلوم ہوا کہ اسطرف سے گولونکی ہٹ پر چھاڑ دیکھکر بیرحم چچا نے بھتیجے کو بٹھلا دیا ہے ؎

جب فتحیاب شہر مین داخل ہوئے تو بیگماتین محلسرا مین جا اترین اسوقت عجب لطف ہوا یعنے بادشاہ بیگم بھی انہی مین ملکر بیٹھہ گئین۔ اب اکبر سوا چار برس کا تھا۔ انا انگلی پکڑے لائی اور کہا کہ لو اما جان کو پہچانو۔ اور انکی گودی مین جا بیٹھو۔ اکبر نے بیچین کھڑے ہوکر سب کو غور دیکھا اور دوڑ کر سیدھا ماں کی گود مین جا بیٹھا

غرض یہہ نہال بیٹا [illegible] ساتھہ کئی برس تک فتوحات مین اپنے اقبال سے مدد دیتا پھرا

جب دلّی مین آئی تو باپ دار الخلافہ مین حکمرانی کرتا تھا اور افغان جو پنجاب کے دامن کوہ مین چھپے تھے یہہ اُنپر دشمن شکاری کی مشق کرتا پھرتا تھا۔ کہ دفعۃً باپ کے مرنے کی خبر پہنچی۔ بیرم خان اتالیق تھا چنانچہ اکبر اسے خان بابا کہتا تھا اور وہی کاروبار کا منتظم تھا۔ اُسنے فوراً سردارونکو جمع کرکے شہزادے کے سر پر تاج شاہی رکھدیا اور دلّی کیطرف تختِ رواں کا رخ کیا۔ رستے مین خبر لگی کہ ہیمو بقال نے آگرہ لیکر دلّی کیطرف باگین اُٹھائین۔ جالندہر کے مقام پر عرضیان پہنچین کہ دلّی کے حاکم نے آگے بڑھکر میدان کیا تھا مگر خود شکست کھاکر پنجاب کو بھاگا۔ اور ہیمو دلّی مین آگیا۔ اکبر تو لڑکا تھا سنتے ہی چپ ہوگیا مگر تمام سردارون کی آنکھون مین شیر شاہی معرکے پھر گئے۔ اور کہا کہ دشمن ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی کی فوج رکھتا ہے اسکے ساتھ اس حال سے مقابلہ کرنا اپنے خون سے ہاتھ دھونا ہے۔ بہتر یہہ ہے کہ یہین سے کابل کو پھرو۔ سال آئندہ مین آکر خبر لین گے۔ اکبر نے بیرم خان سے علیحدہ کہا کہ دادا کا نام اور والد کا کام تمہارے ہی دم سے بنا اب تم کہو کہ صلاح کیا ہے۔ اسنے کہا کہ تمام دربار میری حاسدون سے بھرا ہوا ہے۔ آپکے والد کی قدردانی سے میرا گزارہ تھا۔ اس معرکہ کا سنبھال لینا بھی کچھ بڑی بات نہین مگر یہہ لوگ میری بات پیش نہ جانے دینگے۔ اکبر نے ہمایون کی روح کی قسم دیکر کہا کہ تم کسیکی پروا نکرو اور بے تامل جو مناسب دیکھو وہ کرو۔ خانخانا نے پھر جلسہ مین آکر تقریر کا سلسلہ ہلایا سب نے کہا کہ بیگانے ملک مین مر کر لاشے چیل کوؤن کو کھلانے سے کیا حاصل۔ بہتر یہہ ہے کہ کابل مین چلکر بیٹھو اور اُدھر سے لشکر لیکر سال آئندہ مین مہم کرو بیرم خان نے کہا کہ جسملک کو دو دفعہ لاکھون جانین دیکر لیا اُسے بے [illegible] مارے دشمن کے

حوالہ کرنا مردانگی کا منہہ کالا کرنا ہی۔ بادشاہ تو آج بچہ ہی مگر ہم تم بوڑھے سردار ہین۔ آقا نے عزتین بڑھا کر ایران توران تک ہمارا نام روشن کیا لوگ کیا کہینگے سفید ڈاڑھیوں پر یہہ روسیاہی اُٹھانی بڑی حیف کی بات ہے۔ اکبر اسی چھوٹی سی عمر مین سنبھلکر ہو بیٹھا۔ اور کہا کہ خان بابا میری رای تمہاری ساتھہ ہے اب کہان جانا اور کہان آنا۔ بغیر مرے مارے ہندوستان نہ چھوڑینگے۔ یا تخت یا تختہ۔ بچے کے اس کلام سے بڈھوں کی خشک رگون مین خون مردانگی دوڑ گیا بیرم خان خانخانان اُسیوقت تلوار ٹیک کر اُٹھہ کھڑا ہوا اور کوچ کا حکم ہو گیا۔ رستہ مین ادھر کے بھاگے ہوے سردار آکر ملنے شروع ہوے خانخانان نے بہت شرمندہ کیا اور کہا کہ سبحان اللہ آقا کے بعد اُسکے بیٹے کے ساتھہ جوانمرد اسی طرح حق نمک ادا کرتے ہین۔ غرض کسیکو سزا کسیکو دلاسا دیتے چلے ۔

ہیمو ڈھوسر بھی نام کو بقال تھا مگر ہمت کا پورا اور عقل کا ٹوکرا ہی تھا۔ دلّی لیکر دل اور بھی قوی ہو گیا تھا بڑے بڑے افغانون کو توپخانہ دیکر آگے بڑھایا مگر انہون نے ہراول سے ہاتھی چھنوا دیے۔ پانی پت کے ڈیرون دونو لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ ہیمو نے پہلے توپون کا زنجیرہ باندھا۔ پھر ہاتھی جنکا اُسے بڑا گھمنڈ تھا اور کئی بادشاہون کے گھر بگاڑ کر جمع کیے تھے اُنہین دیوار فولاد کیطرح قائم کیا۔ ایک ہاتھی پر کہ ڈیل ڈول مین ابر سیاہ۔ اور رفتار مین بجلی تھا۔ اور اُسکا نام ہوائی رکھا تھا۔ خود صندوقی ہودج مین بیٹھکر قائم ہوا۔ طرفین کے بہادر داد مردانگی کی دینے لگے اسی حالت مین ایک قضا کا تیر ہودج کو توڑ کر ہیمو کی بھینگی آنکھہ مین لگا۔ خون جاری ہوتے ہی تمام فوج مین ہلچل پڑ گئی۔ ہیمو نے آپ تیر کھینچ رومال سے آنکھہ باندھ لی۔ اور ہودج

مین کھڑا ہوگیا۔ اِدھر اُدھر پھرتا تھا اور سردارون کو پکارتا تھا۔ مگر ہاتھی تیرون کی بوچھاڑ سے بھاگا۔ ایک ترک بےخبر بھاگتا ہاتھی دیکھکر دوڑا اور فیلبان پر تیر جوڑا۔ وہ چلایا کہ نہ مارنا۔ مطلب تیرا ہی پاس ہے۔ یہہ سنکر خوش ہوگیا۔ تین کوس پیچھے بادشاہ تھے۔ ہاتھی کو گھیر کر وہان پہنچایا۔ اور باندھکر سامنے حاضر کیا۔ خانخانان نے اکبر سے کہا کہ پہلی مہم ہے۔ حضور خود شگون فرماوین۔ کہ جہاد اکبر ہو وہ ہنسا بولا کہ بندھے ہوئے دشمن پر؟ غرض بادشاہ نے تلوار چھوا دی۔ خانخانان نے بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ اُسکا سر پانوین گرکر کابل پہنچا۔ اور بالاحصار کے دروازہ پر لٹکا۔ بدن دلّی بھیجدیا کہ اِس فتح عظیم کی خبر خاص و عام کو ہو جائے۔ خود دار الخلافہ مین آیا اور دوبارہ تخت نشینی کا جشن کرکے اہل مراد کی مرادین پوری کین۔ بعد اسکے صوبون کے بندوبست شروع ہوگئے۔ بڑے بڑے راجہ۔ مہاراجہ۔ ٹھاکر سردار حاضر دربار ہوئے ہر علم اور ہر فن کے صاحب کمال خدمت مین رہنے لگے ؎

اکبر اگرچہ خالص ترک بچہ تھا اور علم سے بے بہرہ مگر اُسی وقت سے سب کے ساتھ محبت اور ملنساری کے ڈھنگ ڈالتا تھا۔ بیٹھتا تو تاریخی داستانین اور علمی باتین سنتا۔ اُٹھتا تو ہاتھی لڑاتا۔ شیر مارتا۔ باز اُڑاتا۔ ملک گیریان کرتا۔ اور ملک بخشتا۔ دکن کیطرف اکثر علاقے فتح کرکے ابراہیم مرزا اور حسین مرزا وغیرہ تیموری شاہزادون کو دے رکھے تھے اور احمدآباد گجرات مین اپنے کوکہ مرزا عزیز کو صوبہ کیا تھا ؎

اکبر کی یلغار احمد آباد و گجرات پر

اکبر ایک دن دربار کر رہا تھا اور اکبری نورتن[لہ] سے سلطنت کا بازو آراستہ تھا جو دفعۃً پرچہ لگا کہ دکن کے حبشی باغیون نے بہت سی جمعیت پیدا کی ہے چنانچہ حسین مرزا اختیار الملک دکنی کو شریک کرکے انکا سردار ہوا ہے اور ملک مار کر مرزا عزیز کو اسطرح قلعہ بند کیا ہے کہ نہ وہ اندر سے نکل سکے نہ باہر سے مدد جا سکے مرزا عزیز نے گھبرا کر ادھر اکبر کو عرضیان ادھر ماں کو خط لکھنے شروع کئے۔ اکبر اسی فکر مین تھا۔ جو محل مین جی جی[عہ] نے رونا شروع کر دیا کہ جسطرح ہو میرے بچے کو بلا دو بادشاہ نے دیکھا کہ سارا لشکر بھیر و بنگاہ سمیت اسقدر جلد نہین جا سکتا اسلئے دو ہزار کار آزمودہ اور منچلے بہادر تو اسیوقت روانہ کر دئیے۔ ساتھ ہی ہر سمت کو حاکمون کو لکھا کہ جتنی کوتل سواریان ہون تیار کر کے اپنی اپنی انتخابی فوج سے سر راہ حاضر ہون۔ خود تین سو جان نثارون سے کہ تمام نامی سردار اور منصبدار تھے۔ سانڈھنیونپر بیٹھ کر کوتل گھوڑے لگا۔ نہ دن دیکھا نہ رات۔ جنگل اور پہاڑ کاٹ ستائیس منزلونکو لپیٹ۔ نوین دن گجرات کے کنارے پر جا کھڑا ہوا۔ شمار کیا تو تین ہزار جوان علم شاہی کے نیچے مرنے مارنے کو کمربستہ پائے۔ اسوقت کسی نے تو کہا کہ کچھ جان نثار آیا چاہتے ہین انکا انتظار کرنا چاہئے۔ کسی نے کہا شبخون مارنا چاہئے۔ بادشاہ نے کہا کہ انتظار [illegible] شبخون چوری ہے۔ اسیوقت ہتیار سلاح خانہ [illegible]

[لہ] ابوالفضل۔ فیضی۔ خانخانان۔ کوکلتاش۔ حکیم ہمام۔ حکیم ابوالفتح [illegible] لاتا تھا

[عہ] اکبر نے [illegible] اسکا دودھ پیا تھا [illegible]

بیٹا سولہ برس کا نوجوان تھا اُسے ہراول بنایا۔ دائین بائین کی تقسیم کرکے خود
سو سوار سے الگ ہوا۔ اور نقارہ کا حکم دیا۔ خان اعظم کو آدمی بھیجا کہ ہم آ پہنچے
تم اندر سے نکلو۔ اسپر ایسا ڈر چھایا تھا کہ قاصد بھی پہنچے تھے۔ ماں نے بھی خط
لکھے تھے مگر یقین ہی نہ آتا تھا۔ یہی کہتا تھا کہ دشمن غالب ہے کیونکر نکلون۔ آخر جب
احمد آباد تین کوس رہا تو نقارۂ اکبری پر چوٹ پڑی اور گورگھے کی گرج سے گجرات
گونج اٹھا۔ اسوقت تک بھی غنیم کو اس یلغار کی خبر نہ تھی۔ ڈنکے کی آواز سے اسکے لشکر
مین کھلبلی پڑی اور حسین مرزا خود گھوڑا مار کر آیا احمد آباد کے نیچے ایک دریا بہتا تھا
اُسکے کنارہ پر آکر کھڑا ہوا۔ ابھی نور کا تڑکا تھا اور ایک بادشاہی سردار پار اُتر کر
میدان دیکھتا پھرتا تھا حسین مرزا نے دیکھکر آواز دی کہ بہادر یہہ کسکا لشکر ہے
اور سرلشکر کون ہے۔ اسنے کہا کہ لشکر بادشاہی اور شہنشاہ آپ سرلشکر ہین۔ مرزا نے
کہا کہ چودھوان دن ہے میرے جاسوسون نے انہین آگرہ مین چھوڑا ہے۔ سردار مذکور نے
ایک قہقہ مارا۔ مرزا نے کہا کہ اگر بادشاہ ہین تو ماہی مراتب کہان۔ اور وہ جنگی ہاتھی
کہان ہین جو رکاب سے جدا نہین ہوتے سردار مذکور نے کہا کہ آج نوان دن ہے حضور نے رکاب
مین قدم رکھا۔ ہاتھی کیا ہاتھ مین اٹھا لاتے شیر جنگ بہادر بھی انھیون سے کچھ کم نہین کس
نیند سوتے ہو اٹھو اٹھو آفتاب سر پر آگیا۔ مرزا الٹا ہی پھرا اور اختیار الملک کو محاصرہ پر
چھوڑکر خود سات ہزار فوج سے سامنے آکر جم گیا۔ بادشاہ کو انتظار تھا کہ خان اعظم اُدھر سے
گر جب وہ دروازہ سے سر بھی نہ نکال سکا تو بادشاہ نے کشتی کا انتظار بھی نہ کیا
رکونکا قاعدہ ہے کہ حملہ کے وقت دو بلغہ آگے رکھتی
لاؤ۔ معلوم ہوا کہ صلاح خانہ کا داروغہ اضطراب مین

کہین بھ[illegible] اکبر نے کہا کہ آگے بڑھو۔ یہی شگون اچھا ہے کہ سامنے میدان صاف ہے۔ غرض [illegible]دشاہ کی جمعیت قلیل دیکھکر مرزا خود پندرہ سو فدائی مغلونکو لیکر سامنے آیا اور [illegible]سکا بائین پر گرا۔ ساتھ ہی گجراتی اور حبشی فوج بازون پر آئی۔ ادھر سے بھی کی تیر کی کلہ بکلہ جواب دینے لگے۔ اکبر نے دور سے دیکھا کہ ہراول پر زور پڑا راجہ بھگوانداس مان سنگھ کے باپ سے کہا کہ اپنی فوج تھوڑی ہے اور غنیم ہزارون ہین۔ چلو ہم تم ملکر جا پڑین کہ پیچھے سے مشت کی چوٹ کڑی پڑتی ہے۔ ان دنو مین خواجہ معین الدین چشتی سے بہت اعتقاد تھا اور یا معین کا وظیفہ ہر وقت زبان پر تھا۔ آپ اور سو سوار یا معین یا معین کے نعرے لگاتے جا گرے۔ اکبر کا نام سنتے ہی مرزا کے ہوش اڑ گئے۔ فوج بکھر گئی اور خود بے سر و پا بھاگا۔ رخسارے پر ایک زخم بھی آیا گھوڑا مارے چلا جاتا تھا کہ ایک چھوٹا سا درخت سامنے آیا۔ گھوڑا اچکا۔ اسنے چاہا کہ اڑ جائے۔ مگر نہ ہو سکا اور خود گر پڑا۔ بادشاہی سپاہی پیچھے مار مار چلے جاتے تھے۔ اسیوقت پکڑ لیا اور باندھکر سامنے لا حاضر کیا۔ ہر شخص کہتا تھا کہ مینے پکڑا ہے۔ اکبر نے ہنسکر کہا کہ مرزا تم آپ بتاؤ تمہین کسنے پکڑا ہے۔ اسنے کہا کہ مجھے تو حضور کی نمک نے پکڑا ہے۔ غرض ایک ایک کی جانبازی اور جانفشانی کے حال عرض ہوتے تھے اور سپاہی جو گرد و پیش حاضر تھے وہ سو بھی نہ تھے کہ پھر ایک پہاڑی کے [illegible]سے غبار کی آندھی اٹھی۔ کسی نے کہا کہ خان اعظم نکلا ہے۔ کسی نے کہا کہ غنیم آیا۔ ایک سوار حکم شاہی کے ساتھ دوڑا اور آواز کیطرح ہوا سے پھرا۔ معلوم ہوا کہ محاصرہ کو چھوڑ کر اختیار الملک ادھر پلٹا ہے۔ بادشاہ نے خود کرنا [illegible]کی اور للکارا کہ تیرونکی بوچھاڑ بوچھاڑ۔ جا[illegible]ن سنبھال سنبھالکر بیٹھے۔ ہندو او[illegible]ان یا معین یا معین کہتے دوڑے۔ نقارچی [illegible] گھبرایا کہ نقارہ پر چوب تک

بھی لگانی بھول گیا۔ بادشاہ نے اُسے بھی ڈانٹا اور خود بجلی کیطرح کڑک کر پہنچا۔ چند متواتر فتحون سے ہندوستان مین یہہ دھاک بندھ گئی تہی۔ کہ اکبر نے تسخیر آفتاب کا عمل کیا ہے۔ جون ہی اختیار الملک نے سنا کہ اکبر اس غول مین خود موجود ہے۔ یا تو طوفان کیطرح چڑھا آتا تھا یا بخت برگشتہ کیطرح پیچھے ہٹا۔ اور بھاگتا گرفتار ہو کر مارا گیا۔ جب ساری معرکے طے ہوچکے تو خان اعظم نے بھی صحیح سلامت قلعہ سے نکلکر سلام کیا اکبر نے گلے لگایا اور ملک اُسی کے سپرد کر کے پھر یلغار ہی کرتا ہوا فتحپور[لہ] کو پھرا۔ پاس پہنچے تو جو لوگ رکاب مین تھے سب کو دکھنی وردی سے سجایا وہی چھوٹی چھوٹی برچھیان ہاتھوں مین دین۔ اور خود انکا افسر ہو کر شہر مین داخل ہوا۔ فیضی نے دربار عام مین یہہ قصیدہ کہکر گذرانا۔ نسیم خوشدلی از فتحپور مے آید ۔ کہ بادشاہ من از راہ دور می آید۔ غرض اسطرح کی فتوحات سے کہ جنپر ہزار رستم و اسفندیار کی جان قربان ہو۔ تمام ہندوستان کو تسخیر کیا اور بنیاد سلطنت کی فقط اسبات پر رکھی کہ کسیکی خوشحالی و فارغ البالی مین فرق نہ آوے اپنے بیگانے سب آسودہ حال ہین۔ محاصل کے انتظام۔ اجناس کی پیداوارین آمدنی کی تدبیرین زمینون کی پیمایش۔ محصولون کے بندوبست۔ اور حساب کتاب کے آئین۔ ایسے ایسے باندھے کہ اسوقت تک کسی بادشاہ کو نہ سوجھے تھے۔ ہر قسم اہل کمال کی قدردانی کرتا اور ہر مذہب کی رعایت کرتا۔ چنانچہ جزیہ کل ہندوؤن سے موقوف کردیا۔ راجہ اپنے اپنے راج پر برقرار تھے۔ اور خلوت و دربار مین دمساز تھے۔ اپنے علما کے علاوہ بڑے بڑے گنی پنڈت اور گوسئے گنوان

[لہ] فتحپور آگرہ سے کئی کوس پر ایک مقام تھا کہ اکبر نے خود عمارت شاہی اور امرا کی مکانات عالی سے باغ ارم کیطرح آراستہ کیا تھا عجیب اتفاق یہہ ہے کہ اسکے سامنے ہی سب عمارتین خاک مین ملکر نیست و نابود ہوگئین ۱۲

خدمت مین حاضر [illegible] - اشرفیون کا ڈھیر سامنے لگا رہتا ہر شخص قسمت کے دامن بھر کے لیجاتا [illegible] ہر لنگر خانے جا بجا جاری تھے - انواع و اقسام کے کھانے پکتے اور ہنود [illegible] یاتونکو بٹتے - جب ہندوؤن سے صحبتین زیادہ ہوئین تو معلوم ہوا کہ اس پرانے ویرانے مین بڑا خزانہ ہے مگر دھرم وان پنڈت پتا نہین بتاتے اسلئے ایک دفتر ترجمہ کا مقرر کیا جسمین چند فاضل عربی فارسی کے زبان دان اور بڑی بڑی گنی بدیا وان پنڈت مترجم مقرر کئے - اور مکتب خانہ اسکا نام رکھا چنانچہ سنگھاسن بتیسی کی پتلیون نے ایرانی کپڑے پہنے - اور بہت سی کتابین سنسکرت عربی - ترکی سے فارسی مین ترجمہ ہوئین انجیل و توریت کے ترجمون کے لئے شاہان فرنگ سے خط کتابت کی - ابتدا مین دینداری اور خوش اعتقادی کا دریا جوش مین تھا لاکھون روپے درگاہون مین چڑھاتا - فقرا کی بہت خدمت کرتا - اجمیر تک کئی مرتبہ منزل منزل پیادہ گیا فتحپور سیکری مین ایوان شاہی کے پاس سب سے الگ ایک عمارت بنا کر عبادتخانہ نام رکھا - وہان رات کو اکیلا شب بیداری کرتا - اور ایک سل باہر پڑی تھی اسپر بیٹھکر نور سحر سے دل روشن کرتا - تمام مشایخ اور علما اور امرا جمعہ کی رات کو جمع ہوتے مکان عطر سے معطر اور پھولون سے گلزار ہو جاتا عقلی اور نقلی اور تاریخی تذکرون سے دل خوش کرتے - لوگ انعام و اکرام سے نہال ہو جاتے - اور نفیس نفیس کتابین اہل علم کو تقسیم ہوتین - مگر ان لوگون نے اپنی نشستون کے مقام اور عزت و احترام مین جھگڑے نکالے - اسلئے حکم دیا کہ امرا آفتاب کے رخ - سادات قبلہ کے رخ - علما جنوب کی جانب - مشایخ شمال مین الگ الگ ایوان مین بیٹھین - آپ نوبت بہ نوبت ہر ایک جلسہ مین آتا اور ہر چمن سے پھول چنتا - ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھتا - سات [illegible] امام تھے ہر شخص ہفتہ مین ایک دن

نماز پڑھاتا - ہرسال حج کو قافلہ جاتا - ایک دو امیر اُسپر میر حاج ہوتے - حاجیونکو سفر خرچ دیتا اور لاکھون روپیہ کا نقد و جنس بھیجتا ایکدفعہ چھہ لاکھہ روپیہ بھیجا کہ وہان محتاجون کو تقسیم ہو اور ایک عمارت عالی تعمیر ہو - جب قافلہ کو رخصت کیا تو آپ عین حالت حج کی وضع بنائی یہی دو چادرونکا لباس - ننگے سر - ننگے پانو - تھوڑی دور قافلہ کا ساتھہ دیا اور جب باواز بلند لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ کہنا شروع کیا تو دیکھنے والونپر ایک عالم طاری ہوا اور اُس انبوہ سے غل نالہ و زاری کا بلند ہوا **لطیفہ** عبادتخانہ کے جلسہ مین مرزا مفلس نام ایک فاضل کامل کچھہ تقریر کرتا تھا حاجی ملا ابراہیم کہ کج بحثی مین لاجواب تھا - اُسنے سوال کیا کہ موسیٰ کیا صیغہ ہے - مرزا مفلس اُسوقت جواب مین بھی تھیدست نکلے - ناانصافونمین حاجی صاحب کی فوقیت کا شہرہ ہوگیا - دوسرے دن اکبر نے کسی اور عالم سے کہا کہ تم رات کے جلسہ مین نہین آئے ؟ اُسنے ہاتھہ باندھکر عرض کی کہ خصوصاً جب وہان حاجی ابراہیم مجھہ سے یہہ پوچھے کہ عیسیٰ کیا صیغہ ہے تو مین کیا جواب دون ؟ بادشاہ اور سب صاحب فہم بہت محظوظ ہوئے - مگر یہہ بہار چند روز سے زیادہ نرہی - کیونکہ حسد تو معلم الملکوت سے علم کے ساتھہ ساتھہ چلا آتا ہے - ان اہل علم نے مباحثون کے مجادلے بنا دئے - ایک عالم جس مسئلہ کو ثابت کرتا دوسرا اُسی پر تکفیر کرتا - اور نامعقول تقریرونسے اتنا غل ہوتا کہ آواز سنائی نہ دیتی - بادشاہ نے تنگ ہوکر حکم دیا کہ جو ایسے مباحثے کرے اُسے اُٹھا دو - آخر ان لوگون سے بے اعتقاد ہوتے ہوتے مقدمہ کی صورت بالکل بدل گئی و

- شیر شاہی عہد سے چند متعصب علما کا بڑا زور تھا کہ اُنکے سبب سے اکثر صاحب جوہر

جلا وطن پھرتے تھے اس طالب کمال کے پاس ابو الفضل اور فیضی جیسے لوگ پہنچے اور ہر مذہب کے باکمالون کو دخل ہوا - آخر رفتہ رفتہ یہہ خیال ہوگیا کہ کوئی مذہب اہل کرامت سے خالی نہین - چنانچہ قربت کے سبب سے پہلی ہندؤن کے اہل علم آگے بڑھے اور گفتگوئین ہونے لگین **لطیفہ** ایکدن گائے کی تعظیم مین پنڈت تقریر کر رہے تھے - ایک فاضل طبیب نے عرض کی کہ ہماری کتابون مین بھی لکھا ہے کہ اسکا دود شفا ہے مگر گوشت نرا مرض ہے - ایک ہندو ظریف بولا کہ حضور اگر گائے مین کچھہ عظمت نہوتے تو قران مین سب سے پہلی سورہ بقر کیون ہوتا - اکثر ہندؤن نے پرانے پرانے اشلوک نکالے جنمین اکبر کی بادشاہت کی پیشین گوئی تھی - چنانچہ چند برہمن الہ اباد سے آئے اور عرض کی کہ مکند برہم چاری جسنے اپنا تمام بدن کاٹ کاٹ کر ہون کر دیا تھا اُسنے یہہ اشلوک بھی لکھدیا تھا اُسکا خلاصہ یہہ ہے کہ مین عنقریب ایک بادشاہ با اقبال ہوکر آونگا اُسوقت تم بھی حاضر ہونا - چنانچہ اسی گیان پر حضور کا دھیان کرکے بیٹھے ہین - حساب کیا تو اُسکے مرنے اور اکبر کے پیدا ہونے مین فقط تین چار مہینے کا فرق تھا - بعض لوگون نے اعتراض کیا کہ برہمن کو ملیکش یعنی مسلمان کے گھر مین جنم لینا خلاف قیاس ہے - عرض کی کہ اُسنے اپنی طرف سے تدبیر کی مگر تقدیر سے ہون کی جگہہ کچھہ ہڈیان اور لوہا وغیرہ گرا تھا یہہ اُسکا اثر ہے ؀

ایک بالاخانہ خوابگاہ کہلاتا تھا اکبر خود اُسمین بیٹھتا تھا اور ایک برہمن کو چارپائی[1] پر بٹھا کر اُسمین رسیان باندھتے اور کھینچ لیتے تھے وہ معلق رہتا اور آفتاب اور ستارون اور دیوتاؤن کے منتر سکھایا کرتا - چنانچہ تسخیر آفتاب کا منتر اور اُسکے ایک ہزار ایک نام سیکھہ کر

---

[1] شاستر مین حکم ہے کہ جو شخص شاستر کا فیض ملیکش کو دیگا [illegible] وہ ٹھیرا نرک کا ہے - چنانچہ یہہ [illegible] یہہ بند وبست کیا تھا ؀

پڑھنے شروع کئے۔ اکبر شرق کو منہہ کرکے سویا کرتا۔ کہ آفتاب خدا کا مظہر ہے اور زراعت و میوہ بلکہ کل کاروبار عالم کے اُسپر منحصر ہین۔ غرض محلون مین رانیان تھین دربار مین راجہ تھے۔ چند روز کے بعد قبلۂ عالم سے مہابلی بنگئے اسلام کی رسمون کو سلام کرکر ڈاڑھی کے ساتھ رخصت کردیا۔ عیدون سے زیادہ جشن نوروزی اور ہندی تہوارون کی رسوم دھوم دھام ہونے لگی۔ جشن کے دن قبا و خفتان کے ساتھ عمامہ سر سے بڑھا جامہ پہن۔ کسہڑ کی دار پگڑی سر سے باندھی۔ مبارک گھڑی جب لگن دیکھکر پوجا کے بعد برہمن نے پیشانی پر ٹیکا لگایا۔ جواہر نگار کنگنا ہاتھ مین باندھا۔ ادھر بادشاہ نے تخت پر قدم رکھا اُدھر کڑاہی مین تڑاپڑا۔ اور ہون ہونے لگا۔ تُلادان مین من من سونا اور جواہرات چڑھتا اور دربار مین نچھاور ہوتا۔ دسہرہ کو باز ہاتھ پر لیتے قلعہ کے برجون پر شراب رکھی جاتی۔ بادشاہ کے سبب سے ایرانی و تورانی مصاحب بھی اسی رنگ مین رنگے گئے اور پان کی گلوری اُسکا جز ہوگئی۔ گائے کا گوشت اور لہسن پیاز وغیرہ بہت سی چیزین حرام اور بہت سی حلال ہوگئین۔ بلکہ جب والدہ کا انتقال ہوا تو پندرہ ہزار اہل دربار کے ساتھ بھدر اکروایا۔ اُنہی دنون مین گجرات کیطرف سے آتش پرست آئے۔ اُنہون نے کیانی بادشاہون کے ساتھ پرانا رشتہ نکالکر اپنے مذہب کی روشنی سے نیا نور پھیلایا۔ اُنکی بہت سی رسمین ہنود کے مطابق ہی تھین۔ حکم ہوگیا کہ قدیم رسم فارس کی موجب آتشکدہ بنے اور آگ اُسکی ہرگز بجھنے نہ پائے۔ چنانچہ ابوالفضل اُسکے مہتمم ہوئے۔ دفتر سے سنہ ہجری موقوف ہوکر سنہ الٰہی اکبر شاہی قائم ہوا۔ بلکہ کل اکبری آئین کا نام آئین الٰہی رکھا۔ ملک فرنگ سے پادری اورپا آئے۔ اُنہون نے کتب آسمانی پیش کرکے اُنکے مطالب بیان کئے

ہ یہہ ایک رسم جشن ہنود کی ہے۔

اور بزرگونکی تصویرین بنتیں تھین جسوقت حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر نکالی تو تعظیم کے لئے دوزانو اٹھہ کھڑا ہوا اور اسقدر شوق ہوا کہ ابوالفضل کو ترجمہ وانجیل کے ترجمہ پر مقرر ہوا چنانچہ اول ہی اسنے یہہ مصرع کہا ۵ ای نامی تو ژژو کرستو[1] دوسرا مصرع سوچتا تھا جو فیضی برابر سے بولا۔ سُبحانَکَ لَاشَرِیکَ یَاہُو بادشاہ کا دل دنیا کی رنگا رنگی کا ایک عجائبخانہ تھا۔ چنانچہ ان لوگونکی بعد یہہ نیرنگ چھایا کہ مین خود خلیفۃ اللہ ہون اقبال کی یاوری سے برابر فتحیں ہوتی گئیں۔ جو بات منہہ سے نکلی وہین پوری خوشامدی سب بڑھی ہوئی جن تھی۔ انہون نے اپنا تاریخی تجربہ ذہن نشین کیا کہ ہزار برس کے بعد دنیا مین ایک اولوالعزم خلیفہ خدا اور صاحب مذہب پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ اب آپ خلیفۃ اللہ ہین۔ شاہ خورشید نگاہ جس نے بہت سے مذہبون نور اٹھایا تھا۔ اس بات سے نہایت خوش ہوا اور دین الٰہی اکبرشاہی کا انتظام شروع کر دیا۔ کہ آفتاب کی تعظیم اسکا جزو اعظم تھا کلمہ اسکا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَکْبَرُ خَلِیْفَۃُ اللّٰہ تھا سلام علیک مین اللہ اکبر اور جل جلالہ پر کفایت ہوتی حکم تھا کہ شراب اتنی پیو کہ بدمست نہ کرے۔ شیر اور سور شجاع جانور ہین اسلئے انکا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے۔ جو مرید کہ دین الٰہی مین آتے وہ چیلے کہلاتے تھے۔

دین الٰہی کے حکم تو ہزارون تھے۔ مگر خاتمہ اسپر ہے کہ جو شخص مر جاے اسکے گلے مین کچھ اناج اور پکی اینٹین باندھکر پانی مین ڈبو دین۔ پانی نہ ہو تو جلا دین۔

ایک بدخاص مر گیا تو اسکی قبر مین جالی بھی رکھی گئی کہ آفتاب کی روشنی پہنچتی رہے۔ بلکہ چراغ کی لو بھی منہہ کو لگاتی کہ روشنی اور آگ پاک کرتے ہین۔

عالم بھی ایسے ایسے جمع ہو گئے کہ قاضی نظام بدخشی ایک بڑا فاضل صاحب تصنیف تھا جسکا خطاب قاضی خان تھا چنانچہ سجدہ زمین بوس کا مصنف وہی تھا۔ ملا عالم کابلی اسپر افسوس کیا کرتا تھا کہ ہاے یہہ نکتہ[2]

---

[1] یعنے ای وہ خدا کہ تیرا نام جیزز کرایسٹ ہے ۱۲

[2] یہہ کلمہ اہل خلوت کے اسرار مین تھا عام رواج نہین پایا ۱۲

مجھے پہلے نہ سوجھا تھا ڈاڑھی منڈانی کے لئے بھی چند وجوہات پیدا ہوگئیں۔ نوروز کے
تڑکے بادشاہ کی صورت دیکھنی عبادت تھی۔ آپ لب دریا شرق رویہ مکان مین بیٹھتے تھے اُسکا
نام جھروکہ درشن تھا کہ لوگ وہان سے جہاں پناہ کے درشن کرین اور وہ سورج دیوتا کے درشن
کرتے ہین اگرچہ بیربر بھی دین الٰہی کے رکن اعظم تھے۔ مگر ابوالفضل خلیفہ تھے کہ اُنھی کے
ذریعہ سے چیلے پیش ہوتے۔ مریدون کے لئے چار منزلین اخلاص کی تھین۔ ترک مال
ترک عیال۔ ترک زن۔ ترک ایمان اور اسمین بڑے بڑے امرا اور رکن دربار داخل ہوتے
چنانچہ خلیفہ کی تصدیق سے اقرار نامہ لکھکر گزرانتے۔ خلاصہ مضمون اُسکا یہہ ہوتا تھا کہ مین فلان
ابن فلان عقیدت دل سے اقرار کرتا ہون کہ اسلام مجازی اور تقلیدی کو چھوڑ کر دین الٰہی اکبرشاہی
مین داخل ہوا۔ اور چارون خلوصونکو صدق دل سے قبول کیا۔ چیلونکو بجائے شجرہ کے ایک تصویر بادشاہ
کی ملجاتی تھی اور اللہ اکبر کا وظیفہ ہوتا تھا[1]

لطیفہ خان اعظم اکبر کا کوکہ اور سپہ سالار ایک سیدھا سادہ مسلمان تھا کہ ڈاڑھی اُسکی بہت
لمبی تھی وہ کسی علاقہ پر تھا۔ کئی دفعہ بادشاہ نے اُسے بلایا۔ وہ کاروبار کے سبب سے نہ آسکا آخر فرمان
تاکیدی مین یہہ بھی لکھا گیا کہ معلوم ہوتا ہے تمھین ڈاڑھی کا بوجھ ہلنے نہین دیتا۔ جو یہانتک آ تو
ناچار ہوکر بجائے حج کو چلا گیا مگر آکر سجدہ بھی کیا۔ ڈاڑھی کو بھی صفائی دی۔ اور مریدون مین
بھی داخل ہوا ؎

ایک دن تجویز ٹھہری کہ نماز جمعہ کے بعد بجائے خطبہ کے خود بدولت کچھ ارشاد کرین چنانچہ
تمام امرا جمع ہوئے مگر جب خلیفۃ اللہ منبر پر چلے تو دفعۃً تھرتھرانے لگے۔ اور جو کچھ سوچا تھا ایک حرف
زبان سے نہ نکلا آخر فیضی کے چند شعر پڑھکر اُتر آئے۔ کہ وہ بھی اور لوگ بناتے گئے ؎
خود بھی عبادت کرتے تھے مگر ڈھنگ اُسکا نرالا رکھا تھا یعنے آفتاب کے سامنے دو دفعہ

---

[1] یہہ وظیفہ خاص اہل خلوت کے لئے تھا ۱۲

کانو پر رکھکر کھڑے ہوتے کچھ اچھلتے۔ کچھ چکر کھاکر کانو پر سکے مارتے جاتے تھے اپنا سر بھی تالو پر سے منڈاتے تھے کہ بزرگون کی روح تالو مین سے نکلا کرتی ہے۔

بدیاوان پنڈتون نے ایکہرا ایک نام اُنکا بھی تصنیف کیا کہ وہ چیلونکا وظیفہ تھا جب آپ عبادت کرکے باہر آتے تو چیلے اُنہین دیکھتے ہی سجدہ مین گر پڑتے۔ عبادت کا وقت صبح اور آدھی رات تھی۔ ان دونو وقتون مین اذان کی جگہہ نوبت اور باجے بڑی زور شور سے بجتے تھی۔ جانور کا ذبح اتوار کو تمام ملک مین منع تھا کہ خلیفۃ اللہ کے جنم کا دن ہے۔ جشن ولادت مین مہینا بھر تک ذبح کی ممانعت رہتی تھی۔ حکم تھا کہ ذبح کرنے والے کا ہاتھ اور جو شریک ہو اُسکی انگلی کاٹ لو[1]۔

چونکہ ان باتون کے لئے کرامات کا لازمہ بھی ضرور ہے۔ اور اُنہین سے یہان کچھ نہ تھا اسلئے صاحب کرامت فقیرون اور جوگیون وغیرہ کی بہت تلاش رہتی تھی۔ لوگون نے کہا کہ خطا اور تبت مین لامی گرو ترک دنیا کرکے پہاڑون مین دو دو سو برس تک زندگی کرتے ہین اور بڑی بڑی عمرین پاتے ہین۔ اسلئے بادشاہ نے بھی محلونمین جانا چھوڑ دیا۔

لطیفہ ایک مکار اسی شہر لاہور مین مشہور ہوا کہ دریا کے کنارے پر باتین کرتے کرتے دفعۃً بے پل بے کشتی پار جا کھڑا ہوتا ہے اور وہین سے آواز دیتا ہے کہ تم گھر جاؤ اب ہم جاتے ہین بادشاہ نے اُسے بلاکر خلوت مین بہت سے دم دئے اور آخر مین دھمکا کر سمجھایا۔ تب اُسنے پیٹ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ سب اس دوزخ کے واسطے ہے۔ اور حقیقت حال یہہ کھلی کہ آپ تو باتین کرتے کرتے پانیمین کود کر ادھر اُدھر چھپ جاتا تھا۔ بیٹا اُسکا ہم آواز تھا۔ وہ پار کھڑا رہتا تھا اور وہان سے آواز دیتا تھا۔ لوگ جانتے تھے کہ شاہ جی نے کرامات دکھائی۔

---

[1] اس حکم کی تعمیل بہت کم ہوتی تھی فقط زبانی دھمکی تھی ۱۲

باوجود ان باتون کے کمال اور ہنر کا طالب اور شجاعت کا نہایت قدردان تھا جب اسکی قدردانی سے اہل فرنگ کی آمد و رفت جاری ہوئی تو ایک باجا آیا اسکا نام ارغنون تھا لفظ مین تو ارگن کا معرب معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسمین بہت کچھ کھٹراگ تھا یعنے ایک بڑا صندوق تھا اور جدھر سے کھولکر بجاتے تھے ادھر مور کی دم یا کسی اور جانور کے پر لگے تھے۔ کہ انہین انگلیون سے دباتے تھے۔ اس سے ایسی نغمہ ہای رنگین نکلتے تھے کہ سننے والے حیران رہجاتے تھے۔ پھر مشہور ہوا کہ اسکے اندر دو آدمی بھی ہین انکا کچھ تصرف ہے۔ انہی لوگون نے پتلون پر اثر کر دیکھنے والون کی عقل اڑائی۔ شاہزادہ مراد اور چند امیرزادون کو فرتیون فرنگی کا شاگرد کیا کہ یونانی زبان سیکھین۔ حکیم علی گیلانی نے ایک حوض ایسا طلسمات کا بنایا کہ پانی سے لبریز تھا اور اندر ایک پہلو مین وسیع حجرہ کھلا تھا مگر پانی اسمین نجا سکتا تھا۔ دریای راوی مین ایک جہاز بنوا کر ڈالا کہ یہان سے روڑی اور گوشری بندر کو رستہ جاری ہوجاے مگر پانی کی کمی سے بمشکل پہنچا۔ مستعمل نسکا ؛

ایکدن گفتگو آئی کہ ملک ملک کے لوگونکی زبان جدا جدا ہے۔ اسلئے انسان کی طبعی زبان کا بھی دریافت کرنا چاہیے چنانچہ شہر کے باہر بہت دور ایک مکان عالیشان کو سب ضروری سامان سے آراستہ کیا۔ بہت سے لڑکے اور لڑکیان پیدا ہوتے ہی مان باپ سے لے لین اور انہین بہت احتیاط سے وہان رکھا۔ بچون کی دائیان اور اہل خدمت اور پہرہ کے سپاہی بھی گونگے ہی رکھے کہ انسان کی آواز تک کان مین نہ پہنچے۔ اور مکان کا نام گنگ محل رکھا جب وہ بچے پانچ پانچ سات سات برس کے ہوئے تو انہین دربار مین منگوا کر سامنے چھوڑا۔ سب جنگل کے جانورون کیطرح غائین غائین کرتے تھے۔ ایکحرف سمجھ مین نہ آتا تھا

جشن کے دنون مین مینا بازار لگتا تھا چنانچہ تمام امرا دکاندار بنتے۔ جو جو عجائبات

بہم پہنچاتے وہ لاکر سجاتے - اہل صنعت کے جوہر کھلتے - جرثقیل اور طلسمات کے عمل ہوتے - علم ہیئت کے آلات رکھے جاتے - علم کیمیا اور نیرنجات کے شعبدے کام مین آتے - جب مردانہ بازار ہو چکتا تو محل کی عورتین آتی تھین انکا بازار گرم ہوتا

لطیفہ ایک راجپوت لڑائی مین مارا گیا - بی بی اُسکی حاملہ تھی - جب بچہ پیدا ہوا تو دیکھا کہ جہان جہان باپ کے زخم لگے تھے - وہین بیٹے کے نشان موجود ہین تذکرہ اسکا دربار مین پیش ہوا اسنے کہا کہ باپ کے جو زخم لگے تھے تو بدن پر لگے تھے نہ کہ روح پر - اس بچہ مین اگر اسکی روح خیال کرین تو بدن پر زخمون کے نشان ہونے سے کیا علاقہ ؟ آپہی نقل بیان کی کہ جب خود حمل مین تھا تو ایکدن ہمایون بادشاہ محل مین آئے - دیکھا کہ بادشاہ بیگم اپنے پانو کا تلوا سوئی سے گودکر سرمہ سے پھول بناتی ہین - سبب پوچھا تو کہا کہ جی چاہتا ہے ایسا ہی پھول میرے بچہ کے پانو مین بھی ہو - خدا کی قدرت کہ جب اکبر پیدا ہوا تو بعینہ وہی نشان تلوے مین موجود تھا ٭

اکبر کی شجاعت اور دلاوری کے معرکے بھی ایسے ہین کہ انہین فقط زور اقبال کہنا چاہیے چونکہ اُس زمانہ مین لڑائی کے وقت ہاتھیون سے بڑا کام نکلتا تھا اسلئے اُسکو بھی ہاتھیونکا کمال شوق تھا خود سوار ہوکر لڑاتا تھا اور مست ہاتھی کہ جنکے پاس فیلبان نہ جاتے تھے - یہہ سایہ کیطرح برابر جاتا - اور دانت پر ہاتھ رکھتے ہی گردن پر بیٹھا نظر آتا مست ہاتھی لڑتے ہوتے تھے - اور یہہ ایک سے اُچھلکر دوسرے پر جا بیٹھتا تھا ایکدفعہ مست ہاتھی چھٹکر شہر مین آیا اور لوگونکی جان و مال ضایع کرنے لگا فیلبان جانکے ڈرسے جرات نکرسکتے تھے - اکبر سنتے ہی محل سے نکلا اور جسطرف اُسکی آمد تھی اسطرف بازار مین آکر ایک کوٹھے پر کھڑا ہوگیا جون ہی ہاتھی برابر آیا جھٹ جست کرکے پیٹھ پر جا بیٹھا اور اُس دیو کو دباکر زیر کیا **لطیفہ** ایکدن دو راجپوت نوکری

سلاطین دہلی نے یہہ [illegible] رسم سلطنت مین [illegible] کہ ہفتہ مین دو دفعہ [illegible]

کے طالب آئے۔ اکبر نے پوچھا کہ کیا جوہر دکھا سکتے ہو۔ راجپوت جانباز نے نیزہ لیکر ایک انی اپنے سینہ پر رکھی اور دوسری دوسرے رفیق کے سینہ پر۔ ساتھ ہی تلوارین کھینچ گھوڑون کو ڈپٹایا۔ دونو چھاتیون کے بیچ نیزہ پار آ گئے۔ اور خود ایک ایک تلوار مین ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ اس بیجگری پر بادشاہ کو بھی جوش آ گیا۔ جانتا تھا کہ کوئی ہمخوار اسطرح میری سامنے نہ کھڑا ہو گا۔ اسلئے دیوار مین ایک تلوار کا قبضہ گڑوا کر پھل اُسکا باہر رکھا۔ اور پیلکے پر سینہ رکھکر چاہتا تھا کہ آگے حملہ کرے جو راجہ مان سنگھ دوڑ کر لپٹ گیا اکبر نے اُسے اُٹھا کر دے مارا اور نہایت خفہ ہوا کہ تو نے میری دلاوری کا جوہر کیون نہ کھلنے دیا۔ وہ شیر کے شکار کا عاشق تھا اکثر چیتے اور شیر شمشیر سے شکار کئے۔ چنانچہ اگر اُسکی بہادری کے کارنامونکو کوئی پھیلائے تو ایک شاہنامہ تیار ہو جائے۔ آخر پچاس برس کی سلطنت کے بعد سنہ ۱۰۱۴ھ مین خود شیر اجل کا شکار ہو گیا۔ تاریخ ہوئی کہ ع الف کشیدہ ملایک فوت اکبر شاہ

نورجہان بیگم

ملک ایران مین خواجہ محمد شریف نام ایک عہدہ دار بادشاہی تھا۔ چونکہ آدمی بالیاقت اور صاحب تدبیر تھا۔ بڑھتے بڑھتے شاہ کے دربار مین وزارت کے مرتبہ کو پہنچ گیا۔ چند روز کے بعد اُسکا انتقال ہوا۔ مگر وارثون سے فلک نے دغا کی۔ مرزا غیاث اُسکا بیٹا ایسا تباہ ہوا کہ معاش کی تلاش مین گھر سے نکلا۔ اور ایک قافلہ کے پیچھے پیچھے مع عیال ہندوستان کو روانہ ہوا۔ بی بی حاملہ تھی۔ اسی حالت مین ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ بے سامانی کا سفر جنگل کا مقام۔ محلو کچھ بیٹھنے والے ماں باپ نے ساری رات جنگل مین روتے دھوتے کاٹی۔ صبح ہوتے پھر روانہ ہوئے مگر لڑکی جو ایسے نحوست کے وقت مین پیدا ہوئی تھی

اُسکا پلنا سخت مشکل ہوا۔ آخر باپ اپنی حالت اور بیٹی ذات کے انجام کو سوچا۔ کہا کہ خدا پر توکل کرو اور اسکی قسمت کے حوالہ کرکے یہین چھوڑ دو۔ ہرچند ممتا کی آنچ گود سے اُتارنے نہ دیتی تھی۔ مگر جب مجبوری آئی تو ماں نے بھی کلیجہ کے ٹکڑے کو زمین پر رکھدیا اور روتی چلی گئی۔ ایک رات کی جان جنگل مین پڑی روتی تھی۔ تھک جاتی تو ہاتھ چوسنے لگتی تھی مگر قسمت سرہانے کھڑی ہنستی تھی کہ جلدی نکر جس محل مین تجھے ملکہ بنا کر بٹھانا ہے۔ وہ ابھی تعمیر نہین ہوا۔ پیچھے پیچھے قافلہ بھی آتا تھا۔ اس چمکتے ستارے کو زمین پر پڑا دیکھکر سب حیران ہوگئے۔ ایک سوداگر کے دلمین خدانے رحم ڈالا۔ گود مین لیکے منزل پر آیا۔ اس جنگل بیابان مین دودھ کہان! سارے قافلہ مین یہ بات کا چرچا تھا۔ کسیکو مرزا غیاث کا بھی خیال آیا۔ سوداگر سے کہا کہ وہ فلک زدہ جو قافلہ کے ساتھ ہے اُسکے عیال بھی ہمراہ ہین۔ اگر سپرد کرو تو عجب نہین کہ اس بچے کی جان بچ جائے۔ غرض کچھ اجرت پر لڑکی اُسکے حوالہ ہوگئی۔ اتنی برکت تو پیدا ہوتے ہی معلوم ہوئی کہ کچھ کھانا قافلہ سے آنے لگا اور ایک سواری بھی ملگئی۔ سوداگر نے جب مرزا غیاث کی لیاقت اور خاندان کا حال معلوم کیا۔ تو بہت افسوس کیا۔ اور ہندوستان مین پہنچکر اکبر کے دربار مین پہنچا دیا

ہمایون بادشاہ جب ہرات مین پہنچا تھا تو خواجہ شریف یعنی مرزا غیاث کا باپ ہرات کا حاکم تھا۔ اور اُسوقت مین بادشاہ کی بہت خدمت کی تھی۔ چنانچہ اب مرزا غیاث نے باپ کے حقوق کی سفارش مین پیش کیا۔ اور چونکہ خود بھی صاحب اور خوشنویس اور شاعر خوش تقریر تھا دیوان بیوتات[1] ہوگیا۔ جسطرح اور امرا کی بی بیان محلمین جایا کرتی تھین اسیطرح مرزا غیاث کی بی بی بھی جایا کرتی تھی۔ بلکہ اسکا ایک بیگم سے بہناپا بھی ہوگیا تھا۔ اور چونکہ اس عرصہ

---

[1] ایک عہدہ ہے جس سے ۳۶ کارخانے بادشاہی متعلق ہوتے ہین ۱۲

مین لڑکی بھی بڑی ہو گئی تھی اُسکا نام مہر النسا رکھا تھا چنانچہ ماں کے ساتھ بیٹی بھی جایا کرتی تھی۔ مگر اسی عالم مین حسن خداداد کے ساتھ اسکے آن و انداز کو دیکھکر ساری بی بیان کہتی تھین کہ دیکھئے یہہ بجلی کدھر گرتی ہے۔ ایکدن مینا بازار مین پھرتی تھی جہانگیر ان دنونمین شہزادہ تھا۔ دو کبوتر ہاتھہ مین لئے روش پر جانکلا۔ اُسوقت سرور کے عالم مین تھا۔ مہر النسا کا البیلے پن سے چمن مین پھرنا بہت بھایا۔ آپ پھول توڑنے لگا اور اس سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہماری کبوتر تو لئے رہو مہر النسا نے کبوتر اُسکے ہاتھہ سے لے لئے۔ اتفاقاً ایک کبوتر پھڑک کر ہاتھہ سے چھٹ گیا۔ جب شہزادہ ادھر متوجہ ہوا تو پوچھا کہ ہین۔ میرا کبوتر کیا ہوا۔ اُسنے کہا صاحب عالم[۱] وہ تو اُڑ گیا۔ شہزادہ نے کہا کیونکر۔ اُسنے دوسرا بھی اُڑا دیا کہ حضور اسطرح اُڑ گیا۔ یہہ بھولے پن کی ادا اُسوقت ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ شاہزادہ کو ایک خیال پیدا ہو گیا

ماں کو جب یہہ حال معلوم ہوا۔ تو بیگم سے شکایت کی۔ اور بیٹی کو محل مین لیجانا چھوڑ دیا بلکہ رفتہ رفتہ یہہ شکایت بادشاہ کے کان تک پہنچی۔ اکبر بہت خفا ہوا۔ بیٹے کو خلوت مین بلا کر سمجھایا کہ بیٹا بادشاہو نپر واجب ہے نوکرونکی بہو بیٹیونکو اپنی بیٹیان سمجھین۔ اگر ہم ایسی باتین کرنے لگین۔ تو دنیا مین آج ہی قیامت آجائے۔ تمہین بھی ایکدن بادشاہ ہونا ہے خبردار۔ پھر ایسا خیال نکرنا۔ ساتھہ اسکے مرزا غیاث کی بی بی سے بھی کہا کہ تم بیٹی کی کہین شادی کردو۔ اور چند روز اسے جہانگیر کی آنکھوں سے الگ رکھو

علی قلیخان ایک شخص شاہ ایران کے نعمتخانہ کا داروغہ تھا۔ وہ شاہ کے مرنے کے بعد انقلاب سلطنت سے ملتان مین آنکلا عبد الرحیم خانخانان اُن دنون بھکر پر لڑتا تھا اس سے ملاقات ہوئی اور معرکہ مین بڑی بڑی جانبازیان کین۔ جب خانخانان دربار مین آیا

---

[۱] اہل دہلی کے محاورہ مین شہزادہ کو صاحب عالم کہتے ہین ۱۲

تو اسے بھی حاضر کیا۔ علی قلیخان جیسا الیق بہادر تھا۔ ویسا ہی صورت کا وجیہ تھا۔ اکبر نے ایک معزز عہدہ دیکر اسے مہر النسا کی شادی کی اور ڈھاکے کا صوبہ کر کے بھیجدیا مہر النسا حسن و خوبی کے ساتھہ عقل کی پتلی اور لطائف و ظرائف مین بلبل ہزار داستان تھی۔ چندروز مین میان کو غلام بنا لیا علی قلیخان کو فن رمل مین بھی دخل تھا۔ ایکدن زایچہ دیکھہ رہا تھا۔ بیگم نے کہا کہ ذرا میرا زائچہ بھی تو دیکھو۔ اسنے قرعہ پھینکا۔ اور دیکھکر کہا کہ بیگم سر پر چتر شاہی زوبان ہوتا نظر آتا ہے۔ بیگم ہنسنے لگی۔ مگر ساتھہ ہی جہانگیر کا معاملہ دلمین کھٹک گیا۔

الغرض جبکہ جہانگیر بادشاہ ہوا تو پھر اسکی نیت برگشتہ ہوئی۔ اور عشق کی چنگاری جو کچلا گئی تھی وہ چمک اٹھی۔ علی قلیخان کو بہانہ سے بلا بھیجا اور چاہا کہ کسی ایسے ڈھب سے مروا ڈالے جسکا الزام نہ آئے۔ چنانچہ ایکدن اسکی شجاعت اور بہادری کی بہت سی تعریفین کر کے مست ہاتھی کے سامنے کر دیا۔ اس شیر جنگ نے اسے مار ہٹایا۔ پھر ایک شیر سے بھڑا دیا اسنے بے ہتیار ہی مارا اور شیر افگن خان کا خطاب لیا۔ جب یہہ وار نہ چلے تو ایک رازدار کی زبانی صاف پیغام بھیجا۔ اس غیرت والے کی غیرت نے گوارا نہ کیا اور سوچ سمجھکر یہی مناسب دیکھا کہ اس نوکری پر لعنت کر کے اپنی جاگیر پر جا بیٹھے بادشاہ نے قطب الدینخان اپنے کوکہ کو وہان کا صوبہ کر کے بھیجا اور اشارا کر دیا کہ جسطرح ہو اسکا کام تمام کر دے شیر افگنخان بے خبر بردوان مین اپنی جاگیر پر بیٹھا تھا سنتے ہی استقبال کو آیا۔ دو چار جان نثار اسکے ساتھ تھے قطب الدینخان کے آدمیون نے فوراً انہین گرفتار کر لیا۔ شیر افگن خان دیکھکر حیران ہو گیا سمجھا کہ معاملہ بگڑ گیا۔ تلوار کھینچکر کوکہ جی کے ایسا ایک ہاتھہ مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر ہزار سالہ مردون مین جا ملے۔ بادشاہی سپاہی دیکھتے ہی ٹوٹ پڑے اور اس تن تنہا کی بوٹی بوٹی بانٹ لی۔ مگر ننگ و نام کے دیوان مین نام اسکا سر دفترون مین لکھا گیا۔ اس بیگناہ کے لئے ہزار جہون

برابر تو یہی جرم تھا کہ جہانگیر کا رقیب تھا۔ اب تو بادشاہی عہدہ کو بارا سلطنت کا گنہگار بھی ہو گیا۔ سب گھر بار ضبط ہو کر دربار کو روانہ ہوا۔ مگر مقصد اصلی گوہر شب چراغ سے تھا۔ چنانچہ اب تو پردہ بھی درمیان سے اُٹھ گیا تھا۔ ایک بی بی کھلم کھلا پیغام لیکر آئین۔ مہر النسا سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائی اور بولی کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسری کا منھہ دیکھنا ننگ و وفا کا منھہ کالا کرنا ہے۔ بی بی تم میری طرف سے حضور مین عرض کرو کہ خیر جہان پناہ اس بدنصیب پر جو کچھ گذر گئی اُسکی تقدیر مین یہی لکھا تھا۔ مگر بیوہ بیکس پر اب رحم فرمائی اور اِس مرنے والے کی روح کو ایذا نہ دیجئے۔ اس جواب کو جسنے سنا یہی کہا کہ سبحان اللہ لاج والی بی بی جسے اپنے پیارے شوہر کا رقیب سمجھتی اُسکی مسند شاہی پر اسطرح خاک ڈالتی ہے۔ مگر جہانگیر اس وقت بھی چپ ہو رہے بہت اوچاٹ ہوا تو بھی جو دلکی پھانس تھی وہ لگی رہی۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ان کو اشارہ کیا کہ مہر النسا کو اپنے مصاحبون مین رکھ لو۔ مدت اسطرح بھی گذری۔ غرض برسین گذر جاتے اخیر کو یہہ ہوا کہ مہر النسا سے نور محل اور نور محل سے نور جہان بادشاہ بیگم بنکر نور الدین جہانگیر کے پہلو مین بیٹھ گئین ٭

نور جہان حسن و تدبیر کے ساتھہ سلیقہ مین بھی بے نظیر تھی۔ بادشاہ تو شراب کا نام رام رنگی رکھکر اسکی ترنگ لیون مین لگ گئے۔ اسنے تمام سلطنت سنبھال لی۔ یہانتک کہ جو حضور مین کچھ عرض کرتا جواب پاتا کہ ہم تو دو پیالے شراب اور ایک سیخ کباب پر سلطنت بیگم کے ہاتھہ بیچ چکے۔ جو کہنا ہو انسے کہو۔ روپیہ اشرفی پر سکہ لگ گیا کہ بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور ٭ بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر ٭ مہر کا سجع تھا کہ نور جہان گشت بفضل الٰہ ٭ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ ٭ مرزا غیاث یعنی باپ اعتماد الدولہ

ہوکر وزیر سلطنت - اور بھائی آصف جاہ ہوکر دربار کے مالک ہوگئے - جو جھروکہ مین بیٹھکر حکم احکام جاری کرتی تھی - اور تمام منصبدار اپنی اپنی عرض و معروض کرتے تھے - بادشاہ کا یہہ عالم تھا کہ ایکدم بیگم جدا ہوتین تو بے چین ہوجاتے - اگر دم کے دم دربار مین بیٹھتے تو پیچھے پردہ پڑجاتا - بیگم پشت پر ہاتھہ رکھے بیٹھی رہتین —— غرض خلوت و جلوت مین اسی کا جادو تھا - راجہ مان سنگہ کی بہن - مہاراجہ جودہپور کی بیٹی غیر رانیان اور مہارانیان تھین - مگر نورجہان نے سبکے چراغ بے نور کردئے تھے

بادشاہ کے کئی بیٹے تھے - مگر ایک بیٹا وسے چھوٹا خرم تھا - کہ وہی شاہجہان ہوکر بادشاہ ہوا - چونکہ ابتدا سے یہہ شاہزادہ ہونہار نظر آتا تھا - آصفجاہ نے دور اندیشی کی آنکھہ سے دیکھکر اس سے اپنی بیٹی کی شادی کردی تھی

نورجہان کی ایک بیٹی شیر افگنخان سے بھی تھی - اسکی شادی بادشاہ کے چھوٹے بیٹے شہریار سے ہوگئی - اب نورجہان کو یہہ فکر پڑی کہ جہانگیر کے بعد تاج شہریاری کسیطرح شہریار کے سر پر رکھا جائے - اسلئے بھائی سے بھی کھٹک گئی - اور خرم کیطرف سے بادشاہ کے ایسے کان بھرے کہ اسکا ناک شہریار کو ملگیا - یہانتک کہ باپ بیٹے کو لاکھون کے ساتھہ لڑادیا - ان لڑائیون مین بادشاہ کیطرف سے مہابتخان نے بھی خوب خوب جوہر وفاداری کے دکھائے تھے - چنانچہ اب اسنے ایسا زور پکڑا کہ وہ نورجہان اور آصفجاہ دونو کے ہاتھون سے نکلنے لگا - چونکہ دربار نورجہان کی مٹھی مین تھا - یہان سے الٹے سیدھے احکام جاری ہونے شروع ہوئے - آخر حکم پہنچا کہ اپنے علاقہ سے چلے آؤ اور حساب کتاب سمجھاؤ - ناچار مہابتخان آیا مگر اپنی رفاقت مین پانچہزار راجپوت

ایسے لایا کہ جو اُسکے نام پر سر کٹوانے کو سرخروئی زندگی کی سمجھتے تھے ۔ بادشاہ کابل کو جاتے تھے اور جہلم کے کنارے پڑے تھے جو حاضری کی اطلاع ہوئی ۔ حکم ہوا کہ جب تک آصفجاہ کو حساب نہ سمجھا دو ۔ تب تک مجرا موقوف مہابتخان بہت دق ہوا دو دن ٹالا ۔ دوسرے دن علی الصباح دیکھا کہ بادشاہ حرم سرا مین مع چند خواصون اور خواجہ سراؤن کے رہ گئے ہین ۔ آصفجاہ اور تمام لشکر پار اتر گیا ہے ۔ اسی وقت پل اور گھاٹ کو روک خیمون کے گرد راجپوتون کو پھیلا دیا اور خود گھوڑی پر سوار تھانون کے اندر بارگاہ کے دروازے پر آن کھڑا ہوا ۔ حرم سرا مین غل مچ گیا ۔ بادشاہ گھبرا کر باہر نکل آئے اور کہا کہ مہابتخان کیا کہتا ہے ۔ اُسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ دشمنون کے ہاتھ سے جان بچا کر حضور کی پناہ مین آیا ہون ۔ یہ کہکے تین دفعہ تصدق ہوا اور اسی وقت پالکی اپنے سپاہیون سے اٹھوا خود کندھا دیتا ہوا اپنے خیمہ مین لیگیا نذرین دین اور بیٹون کو تصدق کیا ۔ ساتھ ہی خیال آیا کہ چال چوک گیا ۔ بیگم کو ضرور لینا تھا ۔ چنانچہ پھر بادشاہ کو سوار کرکے لایا ۔ مگر وہ اتنے عرصہ مین پار اتر گئی تھی ۔ ناچار شہریار کے پکڑنے کا خیال کرکے اُسکے ڈیرون پر آیا ۔ اور وہین بادشاہ کو اتارا ۔

ادھر بیگم نے پار جا کر بھائی کے ساتھ تمام سردارون کو بہت لعنت ملامت کی ۔ اور مورچ کو تیار کیا ۔ یہان بادشاہ کو بیگم یاد آئین ۔ اور ہرچند حکم پہنچے کہ خبردار لڑائی کا ڈھنگ نہ ڈالنا مگر وہ باز نہ آئی ۔ پہلے دن ایک سردار فوج لیکر اترا اور ناکام پھرا دوسرے دن آپ مورچ مین بیٹھی ۔ شہریار کی چھوٹی سی بیٹی کو گود مین اور دو خواجہ سرا کو

اسکے پیچھے بڑھا کر سب سے پہلے اپنا ہاتھی دریا مین ڈالا اور فوج کو پایاب اُتار کر میدان گرم کیا۔ بہت ترکش تیرون کے آپ خالی کئے۔ آخر ہزارون آدمی ضایع ہوئے لڑکی گود مین زخمی ہوئی اور بیگم خود اسکا بازو باندھتی ہوئی پار اُتر گئی تو ادھر مہابتخان بہی کر کے بادشاہ کے تصدق ہوتا تھا مگر قید کر رکھا تھا اور جو چاہتا تھا سو کرتا تھا۔ دو تین دن کے بعد قول و قسم کر کے بیگم کو بلایا لیکن الگ خیمہ مین اُتار کر قید کر دیا۔ اور جبراً قہراً بادشاہ سے قتل کا حکم لکھوالیا۔ بعد اسکے خواجہ سرا کو بلایا اور بیگم کو موت کا پیغام سنایا۔ بیگم نے جب یہ حکم سنا تو ہاتھ کے طوطے اُڑ گئے۔ مگر تدبیر کے میدان مین ایک قدم نہ چوکی۔ نہایت بے پروائی سے کہا کہ خیر میرے مالک کا یہی حکم ہے۔ تو ایسا مرنا مجھے ہزار جینے سے بہتر ہے ایک دفعہ اسکا آخری دیدار دکھادو۔ مہابتخان نے بڑی تکرار سے مانا۔ مگر اس شرط پر کہ ملاقات میرے سامنے ہو۔ چنانچہ وہ نورجہان کہ جسکے پردہ کے سامنے سے اُمرا اور وزرا پنجہزاری ہفت ہزاری خلعت پہنکے چلے جاتے تھے۔ نظربندی کے خیمہ سے سکھپال مین بیٹھکر آئی۔ میلے کچیلے کپڑے پہنے۔ چہرہ پر ہوائیان اُڑتی۔ ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان پہنے منہہ سے کچھ نہ بولی مگر اس انداز سے آکھڑی ہوئی کہ مایوسی اور بے اختیاری کی تصویر سامنے کھینچدی۔ اسکی صورت دیکھتے ہی بادشاہ کا جگر پانی پانی ہو گیا اور آنکھون سے آنسو نکل پڑے۔ غرض مہابتخان کی منتین کر کے جان بخشی کروائی۔ اور تمام لشکر کابل کو روانہ ہوا ٭

اب بیگم نے اندر ہی اندر پھر اپنے بندوبست شروع کئے۔ ادھر آصفجاہ جو بھاگ گئے ہوئے تھے وہ بھی صفائی کر کے آملے اور مہابتخان کی مہابت مین فرق آنے لگے

مگر راجپوت جنہین سوا تلوار مارنے کے اور کسی بات کی عقل نہ تہی وہ سب جو زورون پر چڑہے ہوے تہے۔ چنانچہ کابل مین ایکدن اُنسے اور بادشاہی سپاہیون سے کسی آپس کی بات پر تلوار چلی۔ کچھہ تو ملک غیر تہا۔ کچھہ ہوا بدلی ہوئی تہی۔ غرض یہان راجپوتی کہانڈون کی کھنڈت ہوئی۔ بہت سے مارے گئے۔ بہت سے بہاگ کر پہاڑون مین ٹکرائے۔ بہتیرے خراسان و ترکستان مین غلام ہوکر بک گئے مہابتخان کا زور اور بہی کم ہوا اور نورجہان پہر اپنی چمک دکہانے لگی۔ چنانچہ مہابتخان کو شاہجہان کی مہم کا بہانہ کرکے نکالا۔ کہ دشمن کے ہاتہہ سے سانپ مرے اور دونو طرح اپنا مطلب قائم رہے ٭

بادشاہ چند روز کے بعد وہان سے کشمیر پہنچے مگر سردی کے سبب سے دمہ کی پرانی بیماری نے زور کیا اور پہر شدت نے ان کو پہیری۔ جب بارہ گلے کے مقام پر پہنچے تو شام کے قریب شکار کہیلنے بیٹہے۔ قراول اور وہان کے پہاڑی میدار ہرن وغیرہ شکارون کو گہیر گہیر کر لاتے تہے۔ سامنے ایک پہاڑ کی دہار تہی۔ جب ہرن اسکی چوٹی پر آتا تو بادشاہ بندوق مارتے تہے کہ شکار گولی کہا کر قلابازیان کہاتا نیچے جا پڑتا۔ ایک اجل رسیدہ لڑکا ہرن کو گہیر کر سامنے لایا مگر ہرن ابہی ٹہیک زد کے مقام پر نہ آیا تہا۔ یہہ بیچارا خدمت کے جوش مین اور آگے بڑہا کہ اسے روک کر آگے بڑہائے۔ اتفاقاً پانو پہسل گیا۔ وہان ایک چہوٹا سا درخت اگا ہوا تہا۔ سہارے کے لئے اسپر ہاتہہ مارا مگر وہ بہی ٹوٹ گیا۔ اور یہہ اجل کا شکار خود شکار کیطرح ہاتہہ پانو مارتا قلابازیان کہاتا پہاڑ کی تہ مین پہنچا کہ ہڈیان چور چور ہوگئین۔ بادشاہ گہبرا کر اٹہہ کہڑے ہوئے اور

حرم سرا مین آ گئے۔ اسی وقت سے طبیعت دمبدم بگڑنی شروع ہوئی۔ یہانتک کہ تیسرے دن جہان سے رخصت ہوئے اور تاریخ ہوئی کہ ؎ جہانگیر از جہان رفت ٭ نور جہان کی جہانداری کا دن بے نور ہو گیا۔ بہت روئی۔ بہت پیٹی۔ منہہ نوچا بال کھسوٹے اور جس روز سیاہ کے اندیشہ کا برسون سے بندوبست کر رہی تھی وہ وقت آ گیا۔ آصفجاہ کو بلا بھیجا کہ شہریار کے لئے کچھ تدبیر کرو۔ مگر بھائی کو اپنے گھر مین سلطنت لینی تھی۔ اُسیوقت بہن کو نظربند کر لیا اور سب کی آمد و رفت بند کر دی۔ اُسنے بھی بہتیرے منصوبے کھیلے مگر عورت تھی کوئی چال اسکی نہ چل سکی۔ آخر رضا بقضا دیکر بیٹھ ہی رہی ٭

نور جہان بڑی سلیقہ والی بی بی تھی زیور پوشاک۔ بناؤ سنگار گھر کی آرائش مین نئے نئے ایجاد کر گئی۔ گلاب کا عطر بھی اُسکی یا اسکی ماکی گل افشانی ہے گھوڑے پر خوب سوار ہوتی تھی۔ شکار ایسا کھیلتی تھی جسکے نشانہ سے ہرن پاڑہا ہو یا چکارا ہی شیر و پلنگ کو پناہ نہ تھی چنانچہ ایکدفعہ شیر شکار کیا تو کسی ظریف نے یہہ مطلع کہا اور دفعتہً عالم مین مشہور ہو گیا ؎ نور جہان گرچہ بظاہر زن ست ٭ در صف مردان زن شیرافگن ست ٭ حاضر جوابی کا یہہ عالم تھا کہ منہہ سے پھول جھڑتے تھے۔ ساتھہ اسکے خود بھی شاعر تھین۔ ایکدفعہ رمضان ختم ہوا۔ بادشاہ نے عید کا چاند دیکھکر نور جہان کیطرف دیکھا اور کہا کہ ع ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد ٭ اسنے فوراً کہا ع کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد ٭ ایکدفعہ آسمان پر دمدار تارا نکلا جسے جاہل لوگ بادشاہ یا بادشاہت پر منحوس سمجھتے ہین۔ بادشاہ محل مین کھڑے دیکھ رہے تھے۔ کسی خواص کے منہہ سے

نکلا کہ دیکھو تو کیا لبی شعاعین ہین۔ بیگم نے اُسیوقت یہہ شعر پڑھا ؎

ستارہ نیست بدین طول سر برآوردہ ٭ فلک بشاطری شاہ پہ برآوردہ ٭

ایکدن بادشاہ نے جو قبا پہنی تو اُسمین لعل کی گھنڈیان لگی ہوئی تھین نورجہان نے دیکھکر یہہ شعر پڑھا ؎ ترا نہ تکمۂ لعل است در لباس حریر ٭ شدہ است قطرۂ خون منت گریبان گیر ٭

جسطرح خود شاعر تھی اسیطرح شعرا کی قدردانی بہی کرتی تھی۔ چنانچہ ایکدن باغ کی سیر کو گئی تمام باغ مین پردہ ہوگیا۔ منہہ پر نقاب ڈالے ہنستی بولتی مصاحبون کے ساتھہ چلی جاتی تھی مرزا صیدی شاعر اُسی دن شہر مین پہنچا تہا اور اُسی باغ کے کنارے ایک کوٹھے پر اُترا تہا۔ اُسے خبر نہ تہی کہ نورجہان یہی ہے بے تکلف یہہ شعر پڑہا ؎ برقع برخ افگندہ برد ناز بباغش ٭ تا نکہت گل بیختہ آید بدماغش ٭ نورجہان نے سنکر حال دریافت کیا پانسو روپیہ تو اُسی وقت انعام دیا اور پھر بلاکر شعرا کی دربار مین داخل کیا۔ اکثر شعرا سے مباحثے بھی رہتے تھے چنانچہ سلیم شاعر نے ایکدفعہ یہہ شعر کہا کہ ؎ ز شرم آب شدم آب را شکستے نیست ٭ بحیرتم کہ مرا روزگار چون شکست ٭ نورجہان نے ہنسکر کہا کہ — یخ بستہ شکست۔ ایکدن طالب آملی سے کہا کہ تم حضور کی تعریف مین قصیدے کہتے ہو کچھہ ہمارے لئے نہین کہتے ؟ ۔ اُس حاضرجواب نے ہاتھہ باندھکر عرض کی کہ جسے دیکھا نہو اُسکی تعریف کیا کرون ؟

شاہجہان نے بادشاہ ہوکر پچیس لاکھہ روپیہ کی جاگیر مقرر کردی اور بہت عزت و حرمت سے رکہا مگر نورجہان کی آنکھون مین جہان

جہان سیاہ تھا رنگیلے شوہر کے بعد جب تک زندہ رہی رنگین کپڑے نہ پہنے۔ آخر بارہ برس کے بعد دنیا سے منہہ موڑا۔ اور شہر لاہور کے پاس خاوند کے مقبرہ کے پہلو مین آرام کیا۔ چنانچہ ٹوٹا پھوٹا گنبد اُسکا اب بھی موجود ہے ۔

شہاب الدین شاہجہان

جب جہانگیر بادشاہ نے جہان کے دار و گیر سے مخلصی پائی۔ تو آصفجاہ وزیر نے ہرکارون کے داروغہ کو خلوت مین بلاکے کہا کہ کوئی ایسا تیز رفتار اور بااعتبار ہرکارہ لاؤ کہ اسی وقت ہوا ہو جائے۔ اور یہہ ہمارے ہاتھ کی انگوٹھی ہے اسے شاہزادہ خرم تک پہنچائے کہ حیدرآباد دکن مین ہے ایک اشرفی کوس کا تو ابھی حساب سمجھا دو اور انعام پیچھے دیکھا جائیگا۔ چنانچہ مہتا بنارسی نام ایک ہرکارہ آیا اور انگوٹھی لے سلام کر روانہ ہوا یہان مصلحتہً ایک شہزادے کو تخت پر بٹھا دیا اور تمام لشکر کو لیکر لاہور مین آیا۔ اودھر ہرکارہ انگوٹھی لیکر اُڑا۔ کوہ و دریا پر سے ہوا کی طرح گزرتا اور ہوا کو گرد کیطرح پیچھے چھوڑتا۔ دو مہینے کی منزلین بیس دن مین طے کر کے جنیر کے مقام پر شاہزادہ کو جا مجرا کیا۔ خسرا و سدا اباد مین پہلے ہی سے اشارے ٹھہرے ہوئے

(۸۱ جہانگیر کا مقبرہ جہان ہے پہلے یہہ جگہہ قاسم خان کا باغ کہلاتا تھا ۔

تھے۔ انگوٹھی کو دیکھتے ہی مطلب سمجھہ لیا اور فوراً آگرہ کیطرف کوچ کیا۔ منزل بمنزل دار الخلافہ مین پہنچا اور جشن شاہانہ سے دربار کیا۔ جابجا فرمان جاری ہوئے اور شہاب الدین شاہجہان کے لقب سے فرمانون کی پیشانی نے رونق پائی

شاہجہانی سلطنت کے لئے اول تو کئی پشت سے سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے جن ہونہارون کیطرف سے کھٹکا تھا تخت پر بیٹھتے ہی اُنسے خاندان کو صاف کیا ساتھہ اسکے عام رعیت کے لئے بھی اسکی نیت بہت نیک تھی اسلئے کوئی خرخشہ ایسا نہوا جس سے بنیاد سلطنت مین خلل پڑے خانجہان لودہی اپنے نمکخوار کی بغاوت کے سبب دکن مین فساد ہوا۔ چنانچہ لودہی تو ناکام مارا گیا مگر ملک دکن اسکی آفت مین گرفتار ہو گیا۔ اور نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ وہان کی حاکمون سے خاطر خواہ اطاعتین لینے کے لئے بڑے بڑے معرکے ہوئے۔ اور عہدنامے تازے ہوکر انکے زور گھٹائے گئے۔ علیمردانخان شاہ ایران کے کاردار نے اپنے آقا سے ناراض ہوکر قندھار شاہجہان کو حوالہ کردیا مگر شاہ ایران نے پھر چھین لیا۔ ہرچند ایکدفعہ داراشکوہ اور دوسری دفعہ اورنگزیب بڑے بڑے سامانون سے گئے مگر دونو ناکام پھر آئے۔ بلخ کو بھی فتح کیا مگر سنبھال نسکے۔ اہل پرتگال نے چاٹگام مین ایک کوٹھی مستحکم بنائی اور ہگلی اسکا نام رکھا۔ ڈھاکہ کے حاکم کو انکی طرف سے شبہہ پیدا ہوا۔ چنانچہ اُسنے دربار کو انکی شکایت لکھی اور یہہ بھی لکھا کہ یہہ لوگ روز بروز گستاخ ہوتے جاتے ہین بلکہ قلعہ پر توپین بھی چڑھالی ہین۔ بادشاہ نے حکم بھیجا کہ

بت پرستون کو نکال دو چنانچہ بہت سے آدمی انکے قتل ہوئے باقی اسطرح نکالے گئے کہ پھر اہل پرتگال کو بنگال مین قدم رکھنا نصیب نہوا۔ اسکے علاوہ جاہ و حشم کے آئین نے جشن جمشید اور آئین سکندر کو گرد کر دیا۔ اکبری عہد کے خلاف شرع قواعد و آئین جہانگیر کے وقت کے عیش رنگین سب موقوف کئے اور بند و بست کے آئین و قوانین جاری کئے

قلعہ دہلی جب جاہ و حشم کے ہجوم کے لئے آگرہ اور لاہور کے قلعون مین گنجایش نرہی تو دلّی مین ایک نیا قلعہ بنوانا شروع کیا کہ قلعہ آگرہ سے دوچند اور لاہور سے چند در چند زیادہ ہو چنانچہ کروڑ روپیہ کی لاگت سے دس برس مین بنکر تیار ہوا۔ میر عمارت نے عرضی لکھی۔ خود بدولت ہوادار آبی پر سوار ہو کر لب دریا کے دروازہ سے قلعہ مین داخل ہوئے قلعہ کو ملاحظہ کیا سر سے پانو تک سنگ سرخ سے گلرنگ اسپر سنگ مرمر کے حاشیہ کا نرالا ڈھنگ۔ برجیان فصیلین اور مرغولین خوشنما۔ عمارتین اور باغ اور باغون کی نہرین ایسی دلکش کہ اگر بے مبالغہ بھی ایک ایک کی تفصیل لکھی جائے تو ایک دفتر آراستہ ہو جائے۔ کل قلعہ کا نقشہ دیکھو تو کاغذ پر ایک ہشت پہلو پھول نظر آتا ہے۔ غرض کہ جشن کا سامان شروع ہوا دیوان عام کے سامنے وہ شامیانہ کہ جسکا نام دل بادل تھا۔ اور دیوان خاص کے میدان مین تھا منڈل خیمہ استادہ ہوا جسکا کلس خیمہ فلک کے پار نکلا جاتا تھا۔ یہہ بھی سات برس کے عرصہ مین تیار ہوئے تھے۔ اور ہزارون گز پشمینے کشمیر کے اور مخمل زرباف گجرات کے

---

[۱] ۱۰۴۸ھ میں بنیاد رکھی گئی ۱۰۵۸ھ میں تیار ہوا۔ تاریخ ہوئی کہ "شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد"

۹۵۷۶۲
۲۰۷ ۴۴۲۷

اُنپر خرچ ہوئی تھی۔ دونو سونے کے ستونون اور چاندی کے استادہ پہر کھڑے تھے۔ اُسکے آگے خوشنما شامیانے اطلسی و زربافی سنہری و پہری چوبونپر تانے گئے ایوان عالی جسطرح طلائی چھت کی مینا کاری سے گوناگون تھا۔ ویسی ہی ایرانی قالین اور بنارسی کمخوابون سے بوقلمون تھا۔ صدر سے لیکر باانداز کے ایک ایک مکان تک در و دیوار کو مخمل زرباف بادلہ و کمخواب پردہ ہای فرنگی۔ دیبائے رومی۔ اطلس چینی سے۔ نگارخانہ چین کر دیا۔ صدر مین تخت طاؤس سجایا گیا ؀

تخت طاؤس نمونہ عجائبات دنیا کا تھا۔ کروڑ روپیہ کہنے کو تو دو لفظ اور ایک بات ہے مگر خیال کرنا چاہیے کہ آج اسقدر سونے اور جواہرات کے لئے کسقدر دریا اور پہاڑ اُلٹنے پڑتے ہین۔ پشت کا تختہ جسپر بادشاہ تکیہ لگا کر بیٹھتا تھا۔ دس لاکھ روپیہ کا تھا ؀

بارہ مرصع ستونون پر مغرق محرابین۔ اور جڑاؤ مینا کاری کی چھت دھری تھی۔ چھت سے پایہ تک خالص کندن اور آبدار جواہر سے جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ اور تین سیڑہی بلند چبوترہ پر یہہ عالم تھا گویا ایک ستارہ کا نگینہ ہے کہ انگوٹھی پر دھرا ہے۔ اسکی روکار کی محراب پر ایکدرخت طلائی بہار ہی دھرا تھا۔ جسے سبزہ و الماس سے سرسبز اور لعل و یاقوت سے گلرنگ کیا تھا اِدھر اُدھر اُسکے دو مور رنگا رنگ کے جواہرات سے مرصع چونچ مین موتیون کی تسبیحین لئے اسطرح کھڑے تھے گویا اب ناچنے لگتے ہین۔ چارون طرف چارون چتر زرنگار جنمین موتیون کی جہالر جہلملاتی تھی۔ آگے ایک شامیان

کہ جواہرات اور موتیونکی آبداری سے دریاے نور کیطرح لہراتا تھا اور ایک لاکھہ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا تہا سونے روپے کی چوبونپر شاوہ تہا گرد اُسکے کرسیان اور چوکیان انہی اپنے مرتبہ سے سجی ہوئی تھین تخت کے گرد پاس ادب کے لئے کئی کئی گز تک حاشیہ چھوڑ کر چاندی کا کٹہرا ایسا خوشنما لگا تھا کہ جسکی مینا کار جالیان مرغ نظر کو شکار کرتی تھین۔ غرض دربار آراستہ ہوا انکا اقبال کا رعب داب دیکھکر قدرت خدا یاد آتی تھی چنانچہ کٹہرے کے باہر اول مین بیمار شاہزادے والا تبار بعد انکے راجہ مہاراجہ ملک ملک کے حاکم امیر وزیر اپنی اپنی عہدے لئے کھڑے۔ مگر تمام فرمانبردارونکی آنکھین زمین پر اور گوش دل انہی فرمانروا کے حکم پر لگے تہے۔ ہر ایک در مین دو دو خاص بردار۔ مخمل کی غلاف دار بندوقین کندھونپر۔ بادلہ کی جھنڈیان ہاتھونمین لئے بت بنے ہوئے قائم تھے باہر کے دالان مین اور عہدہ دار اور منصبدار حکم کے منتظر حاضر تہے اُس سے آگے کے درونمین تین تین حبشی جیسے کالے پہاڑ۔ آنکھین لال لال۔ زربفت کی وردیان پہنے ہتیارون مین ڈوبے بنے۔ گرزہاے فولادی کندھونپر۔ بادلے کی ہیرقین ہاتھون مین۔ تیسرے درجہ مین اہلکار۔ اور ہر کارخانے کے کاردار منشی متصدی۔ قلمدان کمر مین۔ بستے آگے رکھے موجود تہے اور درونمین سپاہی ننگی تلوارین علم کئے۔ قدآدم چاندی کے کٹہرے سے لگے خاموش کھڑے تھے۔ باہر تیس گز کا فاصلہ دیکر پھر چاندی کا کٹہرا کھڑا تھا۔ اور اسکے برابر بہادر سپاہی۔ خاص بادشاہی۔ جنمین داہنے پر ترک بائین پر افغان سامنے راجپوت اپنی اپنی وردیان پہنے۔ سنہری پہلی ہیرقین ہاتھون مین لئے جمے تہے یہانسے دروازہ تک سوارون کے پرے۔ دو رستہ باہتہ آراستہ تھے۔ جو درباری لوگ آتے پھیری پہرے پر اپنے اپنے نام و نشان بتاتے اور آگے چلے جاتے۔ مگر دبدبہ و دہشت

کا یہہ عالم تہا کہ ہوش و حواس کے قدم تہرتہراتے تھے۔ دربار مین پہنچکر تین سلام کا ہو تسلیم بجالاتے تہی۔ جب نقیب آواز دیتا تہا کہ آداب بجالاؤ۔ جہان پناہ بادشاہ سلامت عالم پناہ بادشاہ سلامت تو دل سینون مین ہل جاتے تھے۔ کٹہری کے پاس کورنش کا آداب ادا کرتے تہی۔ غرض اول شاہزادون کی نذرین گزرنی شروع ہوئین۔ ہر ایک کو خلعت اور ترقی منصب کے احکام سنائے گئے۔ سعد اللہ خان[۱] وزیر اعظم کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔

عبرة دربار مین یہہ شان پروردگار آشکار تھی کہ دفعۃً بادشاہ آبدیدہ ہوئی اور دونو ہاتھہ فاتحہ کو اُٹھائی۔ ساتھہ ہی سب اہل دربار نے ہاتھہ اُٹھائی۔ مگر پاس آداب سے کوئی شخص جرات سوال کی نکر سکا۔ بعد فاتحہ کے خود بادشاہ نے کہا کہ ای بندگان با اخلاص جو خیال اسوقت میری دل مین گزرا اُسکا اظہار تمپر بھی واجب سمجھتا ہون۔ وہ یہہ ہی کہ فرعون نے ایک آبنوس اور ہاتھی دانت کے تخت پر بیٹھکر دعوی خدائی کا کیا۔ گواہ اور آگاہ ہو کہ جس نخوت اور تکبر سے اُسنے وہ دعوی کیا تہا مین اُس سے لاکھہ مرتبہ عجز و نیاز کے ساتھہ عبودیت الہی کا اقرار کرتا ہون یہہ کہکر اُٹھا اور دوگانہ شکرانہ کا بجالاکر دیر تک پیشانی کو زمین نیاز پر ملتا رہا۔ وقت کی تاثیر سے دربار مین سناٹی کا عالم ہوگیا۔ سب کے دل آب ہوگئی اور سینو کے ولولون نے دم گرم سے اُس ایوان مین ایک گونج پیدا کی۔ بادشاہ سجدہ سی اُٹھکر دوبارہ مسند پر

---

[۱] چنیوٹ علاقہ جھنگ کا شیخ ملا تھا اور ایک غریب کنبہ کا بیٹا تہا۔ لاہور مین علم حاصل کیا اور فقط علم کی برکت نے اس مرتبہ تک پہنچایا کہ شہنشاہ ہند کا وزیر اعظم ہوگیا چنانچہ سنہ ۱۰۵۰ ہجری مین ملازم ہوا سنہ ۱۰۵۲ مین دیوان خالصہ ہوا سنہ ۱۰۵۵ ہجری مین وزیر اعظم ہوئیا اُسکی مسجد مقام چنیوٹ مین اب بھی موجود ہی جسکے دو مینار سنگ لرزان کے ہین کہ ہلانے سے حرکت کرتے ہین "

بیٹھا ملک الشعرا نے قصیدہ مبارکباد کا پڑھا کسی باکمال نے کبت سنائی کوئی اشرفیون مین تلا۔ کسیکا منہہ موتیون سے بھر گیا۔ اتنے مین غلامان خاص جواہر کا خوان ہاتھون مین لئے آئے۔ جنکے جواہر نگار خوان پوشون مین موتیون کی جھالر لٹکتی تھی۔ میر دربار نے اشارہ کیا۔ اشارہ کے ساتھہ ہی سونے روپے کے پھول اور جواہرات کا مینہہ جھم جھم برسنے لگا ٭

رات کو **جشن ماہتابی** ہوا کہ تمام دیوانعام ایک بقعہ نور نظر آنے لگا فرش مین سفید مخملین سفید ہی قالین۔ دیوارونپراق اطلسین زربفت وکمخواب کے پردے۔ مگر وہ بھی پہلی۔ آرائش کے سامان اور روشنی کے سب لوازمات موجود مگر تمام بلور اور شیشی سفید۔ سامنے چمن اور درختون کے پھول پتے تمام سفید روشونپر گھاس سفید۔ دربار کا لباس سفید۔ یہانتک انگوٹھی بھی چاندی کی۔ اسپر بھی الماس سفید غرض کہ زمین سے آسمان تک نور کا عالم تھا۔ اور دریائے مہتاب لہراتا نظر آتا تھا چندرما کی ملا کے جشن مین نودن باقی تھے اسلئے نودن تک برابر جشن انعام و اکرام جاری رہے ٭

شاہجہان کی ایک بی بی ممتاز محل آصفجاہ کی بیٹی تھی کہ نہایت نیک نیت ونیک طبیعت تھی چارون بیٹے بھی اُسی کے شکم سے تھے اور جو محبت کہ بادشاہ کو اس سے تھی کسی سے نہ تھی وہ حاملہ ہوئی۔ جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اندر کاردان دائیان اور باہر حاذق حکیم جمع ہوئے دفعۃً پیٹ مین سے بچے کے رونے کی آواز آئی سب سنکر حیران بلکہ ہراسان ہوئے بیگم نے خود بادشاہ کو بلایا۔ اور کہا کہ اب وقت قریب آیا ہے۔ دو وصیتین میری ہین

وہ سن لو۔ اوّل یہہ کہ بعد میری اور شادی نکرنا۔ کہ ایسا نہو سوتیلے بہائیون مین بگاڑ ہو۔ اور میرے بچون کی جانین تلف ہون دوسری یہہ کہ میری قبر پر ایسی عمارت بنوانا کہ عالم مین یادگار رہے۔ تہوڑی دیر کے بعد لڑکی پیدا ہوئی اور بیگم کا انتقال ہوا۔ بادشاہ کو بڑا غم ہوا۔ دو برس تک دنیا کی لذتون کا لطف نہ اُٹھایا۔ ناچ رنگ کی صحبتین بند کردین۔ اور دل و دماغ پر ایسا صدمہ ہوا کہ چند روز مین بال سفید ہوگئے۔ عمارت جو بیگم کے مزار پر بنی وہ حقیقت مین ایسی ہی بنی ہے کہ روے زمین پر ثانی نہین رکہتی۔ چنانچہ تاج گنج کا روضہ خاص و عام مین مشہور ہے۔ الغرض اکتیس ۳۱ برس کی سلطنت کے بعد اقبال کا آفتاب ڈہلنا شروع ہوا۔

محی الدین اورنگ زیب کی عالمگیری

اخیر عمر مین بادشاہ خود بادشاہی کرتے تہے اور چارون بیٹے ملک گیری اور ملکداری کرتے تہے مراد اور شجاع تو بڑے شہزادے ہی تہے۔ دارا شکوہ جو سب مین بڑا تہا شہزادہ پن کے ساتہہ فقیری اور تصوف مین بہی ڈوبا ہوا تہا۔ فقرا خواہ صوفی خواہ ویدانتی صحبت مین رہتے۔ اُنکی کتابین پڑہواتا۔ باتین سنتا۔ عربی اور فارسی مین تصوف کی کتابین تصنیف کرواتا بلکہ سنسکرت سے فارسی مین ترجمے کرواتا۔ اورنگ زیب برخلاف اُن سب کے ایسا تیز شخص تہا کہ پابندی شرع کے لحاظ سے ملکی جوڑ توڑون کے سوا دوسرا خیال نہ رکہتا تہا۔ جا بجا پرچہ نویس بٹھائے ہوئے تہے ہر طرف کان لگائے رکہتا۔ بلکہ ہر بات کی پیش بندی برسون پہلے سے کرتا۔ مگر باپ کو چارون بیٹون مین دارا ہی پیارا تہا۔ اور اکثر اسی کو پاس رکہتا تہا چنانچہ تیس برس کی سلطنت کے بعد ایک دفعہ ایسا بیمار ہوا کہ کل کاروبار دارا کے ہاتہہ

مین اگئے۔ چونکہ یہہ ناز پروردہ اور سلطنت کے کاروبار مین بے تجربہ تہا۔ باپ کو چراغ سحر اور تخت کو زیر قدم پاکر بہائیون کے نام ایسے احکام جاری کیے کہ انہین پڑھکر اور باپ کو بیمار سنکر گھبرا اُٹھے۔ ساتھہ ہی اُنکی وکیلون کو نظر بند کرلیا اور دربار کی خبرون کی بندکرنے کے لئے اُدھر کے سوداگرون اور بنجارون تک کو بہی روک لیا۔ یہہ حال دیکھکر تینون بہائی اپنے اپنی علاقون سے چلے — مراد اور شجاع نے تو کہلم کہلا سلطنت کی نشانون پر پہریری چڑہا دئیے مگر اورنگ زیب نے یہان بہی اپنی منانت خرچ کی یعنی در پردہ تو پورے سامان کئے۔ مگر ظاہر مین مراد چھوٹا بہائی جو گجرات دکن مین اسکے قریب تہا اُسے نہایت دردمندی کے ساتھہ ایک خط لکہا خلاصہ اُسکا یہہ کہ مجہے سلطنت کی ہوس نہین مگر چونکہ دارا شکوہ بدعقیدہ اور بدمذہب ہی اور تم جیسے چھوٹے بہائی پر کہ قابل سلطنت ہو ناحق جبر کرتا ہی۔ مین برادر عزیز کے حق تلفی ناجائز سمجھکر اعانت فرض سمجھتا ہون۔ میرا ارادہ یہہ ہی کہ اس مہم کے بعد حج کو چلا جاؤن اور وہین گوشہ عافیت مین بیٹھکر یاد الہی مین خاتمہ کرون۔ چھوٹا بہائی سمجھا کہ بڑا بہائی شفقت کے پردہ مین دغا کرتا ہی۔ صاف دل سے آیا اور جان و جگر سے رفیق ہوکر آگرہ کو روانہ ہوا۔ یہان بادشاہ کو شفا ہوگئی تو دیکھا تو عالم تہ و بالا ہی۔ اُسی وقت کاروبار سلطنت کو سنبھال بیٹون کے نام فرمان جاری کئے مگر ادہر تو اُنہین یقین نہ آیا ادہر دارا شکوہ جو اس عرصہ مین ایکدفعہ شجاع کو شکست بہی دی چکا تہا مقابلہ کو تیار ہوگیا باپ بڈھا تجربہ کار تہا وہ اس ناز پروردہ کی حقیقت کو بہی جانتا تہا اور اورنگ زیب کو بہی خوب پہچانتا تہا۔ اسلئے مقابلہ کو منع کیا اور کہا کہ دونو تمہارے چھوٹے بہائی ہین ہم صفائی کروا دینگے دارا نے نمانا اپنی شکوہ مین آکر دونو بہائیون سے بہی جا اڑا اگر چونکہ میدان جنگ کا مشاق نہ تہا اسلئے شکست فاش

کھائی اور ہاتھی پر سے ننگے پاؤن کود کر پنجاب ہی علاقہ مین بھاگ آیا کہ یہہ ملک وسیع اور باسامان بہی ہے اور ادھر سے ایران کا رستہ بہی کہلا ہے یہان بیٹھکر خاطر خواہ بندوبست ہوجائیگا۔

فتحیاب نشان اقبال اُڑاتے آگرہ مین داخل ہوئے مگر مراد اس مہم مین ایسی جانبازی سے لڑا کہ شجاعت کا چہرہ زخمون سے گلرنگ ہوگیا۔ ہاتھی کا میگڈمبر ہاری تیرون کے سیہہ جانور کا نمونہ بن گیا۔ عالمگیر نے باپ کو عرضی لکھی اور چونکہ آپ ابتک سلطنت کا دعوی نہین کیا تہا اسلئے بہائیون کی بے اعتدالی کا افسوس بہی لکھا۔ باپنے ایک تلوار بھیجی اور نہایت محبت سے لکھا کہ فتح مبارک ہو مگر مجہے آکر منہہ تو دکہاؤ۔ اسنے عذر معذرت کے بہانے ہمراہ کرکے بیٹے کو بھیجا۔ آپ باہر رہا مگر یہین بیٹھے بیٹھے ایسا پیچ مارا کہ بوڑہا باپ نہ سمجہا سنا تو دفعۃً یہی سنا کہ تمام دروازون اور چوکی پہرونپر عالمگیری سپاہی بیٹھے ہین۔ غرض باپ کو قید اور آگرہ کا بندوبست کرکے آگے بڑہا۔

مراد کے زخمی ہونے سے اسکی مراد خاطر خواہ برآئی۔ چنانچہ سلطنت کی صورت بنتی دیکھکر اُسکے نامراد کرنے کے بندوبست کرنے لگا۔ روز عیادت کو جاتا اور جو انعام واکرام فوجونکو دیتا اُنسے کہتا کہ نذرین شکریہ کی اُسی کو جا کر دو۔ چند روز کے بعد ایکدن اپنے خیمہ مین اسکی ضیافت کی۔ وہ بے تکلف چلا آیا اور چونکہ اسکا دل صاف تہا اسلئے خاطر جمع سے عیش و عشرت مین مصروف ہوا اور رات کو وہین رہا اسنے فوراً گرفتار کرکے گوالیار کے قلعہ مین قید کردیا۔

اب دارا کا حال سنو کہ لاہور مین بیٹھکر ادھر کے سردارونکو شامل کیا اور ہندوستان کے راجاؤن کو بغاوت کے لئے خطوط لکھے۔ باپ کو بہی منت زاری کے ساتھ عرضیان لکھین اُدھر سے بہی ہر طرف تحریرین جاری ہوئین۔ چونکہ لاہور کا خزانہ ہاتھ مین تہا۔ لشکر جمع

کرکے ستلج اور بیاس کے گھاٹون کا بندوبست کیا- مگر جب اودھر سے سکندری نقارہ بجتا آیا تو دارا کی فوجین بھاگین اور خود بھی گھبرا کر ملتان پہنچا کہ بھکر سے ہمایون کے قدمون ایران چلا جائے- شاہ ایران کو ایک خط لکھکر مدد مانگی- مگر وہان سے جواب آیا کہ اسطرح فوج کا مدد کے لئے آنا زیبا نہین- تم خانہ بے تکلف سمجھکر یہان آجاؤ اور چند روز اس ملک کی سیر کرو- ہم خود تمھارے باپ اور بھائیون سے خط کتابت کرینگے اگر تحریر سے کام نکلا تو بہتر ہے نہین تو جسطرح ہوگا تمھارا حق تمھین دلوا دین گے اس آوارہ نصیب نے قندھار کا ارادہ کیا مگر ساتھہ فقط رفیقون کی رفاقت- اور خدمتگارونکی جمعیت باقی تھی وہ بھی اکثر ہندوستانی یا وہ ولایتی تھے کہ ہندوستان مین رہکر ایسی ایسی محنتون کے چور ہوگئے تھے- رفیقون نے ساتھہ چھوڑنا شروع کیا سب سے زیادہ یہہ کہ پیاری بی بی اور کچھہ عیال بھی ساتھہ کجاوون مین سوار تھی- جب کوہستان مین داخل ہوئے اور اونچے اونچے پہاڑ نظر آئے تو بی بی ہندوستان کے محلون کی پلی رونے لگی- اور کسیطرح آگے جانے کو راضی نہوئی- دارا کو اس سے نہایت محبت تھی ناچار الٹا پھرا اور غستان کی جنگلونمین گھس گیا- اسحالت مین جسونت سنگہ جو جودھپور کا راجہ جو پہلے معرکون مین اُسکے ساتھ حق رفاقت کا ادا کر رہا تھا اُسکی طرف سے جواب آیا- اور اُسنے وہین بلایا- ایسی ڈوبتی کو اس تنکے کا سہارا غنیمت ہوا اور پھر ادھر کیطرف چلا- رستہ کی مصیبتون کا کیا بیان ہو کہ ہمایون کی مصیبتون سے بھی قلم کا دم نہین ٹھہرا- غرض جودھپور کے پاس پہنچکر خط لکھا اور راجہ کا انتظار شروع کیا عالمگیر نے اُسے پہلے ہی توڑ لیا تھا- جواب مین اُدھر سے غبار بھی نہ اُٹھا- امیر سردار سب گرگئے بلکہ ناچار ہو کر بیٹے کو بھیجا اور بہت سی منت وزاری کی مگر وہان سے جو ہمایون کو ناکامی

نصیب ہوئی تہی وہی میراث اسی ملی - وہ یہی کہے گیا کہ ہم اجمیر مین جنگ شہزادون مین آیا ہون - ناچار یہان آیا اور ہر چند کہ پہاڑون کو مورچون اور توپون سے سکندری بنا لیا مگر نصیبہ مین تو خود دارا تہا - یہان بہی شکست کہائی - شام تک ایک پہاڑی پر کہڑا الٹائی کا رنگ دیکہا کیا - رہے سہے جان نثار کٹے جاتے تہے اور مورچے ٹوٹتے دشمن چہاتے چلے جاتے تہے - جب رات ہوگئی تو مایوس ہو کر بہاگا - اندہیرے مین اہل و عیال کہین کے کہین جا پڑے - صبح ہوتے انکو بہی بہٹکتا پایا اور احمد آباد کا رخ کیا - پہاڑون اور جنگلون کی راہ خود بے سامان - دشمن کے تعاقب کا خطرہ - رستہ مین پتا پتا بلا نظر آتا تہا - اگرچہ عالمگیر نے پیچہا نکیا مگر پہاڑون کے [illegible] باسی چلے آتے تہے - جب موقع پاتے تہے - آن گرتے تہے - اور جو پیچہے رہجاتا تہا اسے لوٹ کہسوٹ کر بدن پر کپڑا نہ چہوڑتے تہے - غرض آٹہ دن تک گرتا پڑتا - برابر چلا گیا - اسی اثنا مین دیکہا کہ ایک قافلہ دلی کو چلا جاتا ہے اور اسمین ڈاکٹر فرنگی بہی ساتہ ہے - دارا کی بی بی زخمی ہوگئی تہی اور حکیم جراح کوئی ساتہ نتہا - اس بے سر و سامان نے ڈاکٹر صاحب سے خود ملاقات کی اور کہا کہ اس بری وقت مین تم ہمارا ساتہ دو تو بندون کی شکرگذاری کے علاوہ خدا کے ہان بہی ثواب ہے - اسکی بیکسی دیکہکر مروت نے ڈاکٹر صاحب کو بہی آنکہ نہ پہیرنے دی اور قافلہ کو چہوڑ اسکے ساتہ روانہ ہوئے - تین دن کے بعد جب احمد آباد ایک منزل رہا تو سب خوش ہوگئے کہ کل شہر مین پہنچکر بسم اللہ کے گنبد مین بیٹہہ جائینگے گویا اتنی راہ مین رات کو بستر نصیب ہوئی - اور یہی غنیمت ہوا کہ رہزنون کی آفت سے تو خاطر جمع ہوئی - مگر مکان کی قلت اور آدمیون کی کثرت سے ایسی چپقلش تہی کہ جو بی بیان کئی کئی ڈیوڑہیون کے اندر محلون مین بیٹہتی تہین انمین اور ڈاکٹر صاحب مین فقط ایک ٹاٹ کا پردہ تہا - غرض جون تون رات کاٹی صبحکو کوچ کی تیاری ہوتی تہی جو ایک

شخص نے اندر جاکر کچهہ کہا کہ دفعتہً ساری بی بیان رونے لگین - اور انکی باتونسے یہہ سمجهہ مین آیا کہ احمد آباد کے دروازے بند ہین - یعنی آفت نصیبونکو اندر جانا نصیب ہوگا - اب جان کی خیر اسیمین ہے کہ یہین سے پہرین اور کسی اور طرف کو نکل چلین آتے ہین دارا شکوہ اندر سے حیران پریشان نکلا - سب نے تعظیم دی مگر جب کہڑے ہوے اسکے چہرے سے معلوم ہوتا تہا کہ گویا زمین آسمان مین اسے کہین ٹہکانا نہین نظر آتا اور سواے باری کے کسی کی آس نہین - دل شکستہ نوکرون سے آبدیدہ ہوکر کہا کہ مین نہین جانتا مجہپر اور ان پردہ نشینونپر ظالمونکی ہاتہہ سے کیا کیا کچهہ ہونا ہے خیر رفاقت کا وقت ہے - یہہ حالت اسکی دیکهکر ڈاکٹر صاحب کے بہی آنسو نکل پڑے - غرض اس غم واندوہ کی دہوئین سے دلکو خالی کرکے ڈاکٹر صاحب سے بہی رخصت ہوا - چار پانچ زنانی سواریون کے ساتہہ دو ہاتہیونپر چند صندوقچے اور کئی گٹھڑیان لادکر سوار ہوا - اور چند رفیقون اور خواجہ سراؤن کو لیکر چلا - مگر لٹیرون کے ہاتہہ سے امید نہ تہی کہ چار قدم بہی صحیح سلامت چل سکے غرض جس رستہ آیا تہا انہین قدمون پہر بہکر کو روانہ ہوا

جاتے ہوے کچهہ کے راجہ نے بڑی خاطر کی تہی - اور اپنی بیٹی اسکے بیٹے سے نامزد کی تہی ابکی دفعہ وہ بہی اس بے مروتی سے پیش آیا کہ دنیا کی بیوفائی کی تصویر دل پر کہنچ گئی اور اسکے پنجہ سے نجات پانی غنیمت ہوئی - ناچار پہر بہکر کو روانہ ہوا کہ ادہر سے قندہار کی راہ ایران کو نکل جائے - اب فقط گنتی کے خدمتگار اور چند خواجہ سرا عیال و اطفال کے ساتہہ تہے اور دریاے سندہ کے کنارون اور سرحد کے پہاڑون مین ٹکراتا پہرتا تہا - چنانچہ انہی پہاڑون کا ایک سردار بڑے خلوص اور خاطرداری سے پیش آیا اور وعدہ کیا کہ قندہار تک خود جاکر پہنچا آئیگا مگر ملک جیون نام ایک افغان ادہر کا سردار تہا - کہ شاہجہان

نے ایکدفعہ اُسے ہاتھی کے پاؤن سے کھچوانے کا حکم دیا تہا اور دارا شکوہ نے اُسے بچایا تھا۔ اسوقت مین اُسکے خط پہنچے دارا کو پھر لالچ آیا کہ شاید اسکی مدد سے یہین کچھہ بات بن جاے چنانچہ بے تکلف اسکے گھر چلا آیا۔ وہ بڑی تعظیم و تواضع سے پیش آیا۔ یہہ فلک آوارہ اُسکے دل کی دغا سے بیخبر تھا۔ بے تکلف رہنے لگا کہ چند روز بیٹھکر یہان دم لے۔ مگر قسمت کی سرگشتگی کب ٹھیرنے دیتی تھی۔ جس پیاری بی بی کے سوا کوئی غمخوار و رفیق نرہا تہا ان دکھون کا وہ بھی ساتھہ ندے سکی۔ یعنی مصیبتون کے علاوہ کئی مہینے سے جو بیماری کے دکھون مین مبتلا تھی جان دیکر عذاب دنیا سے چھوٹ گئی۔ دارا کو نہایت رنج ہوا۔ دل زندگی سے بیزار ہوگیا اور رہے سہے ہوش و حواس بہی جاتے رہے چنانچہ جو جانثار ایسے وقتون کے رفیق تہے انہین جنازہ کے ساتھہ کرکے لاہور بھیجا کہ اپنے پیر یعنی میان میر صاحب کی خانقاہ مین دفن کرین۔ اسوقت اُس آفت زدہ کو اکیلا دیکھکر ملک جیون کی بدنیتی پھوٹ بہی اور فوراً گرفتار کر لیا۔ بادشاہی کاروار سرحد پر موجود تہے۔ انہین خط لکھہ بہیجے اور انہون نے بادشاہ کو عرضیان کین۔ چھوٹے بہائی نے بڑے بھائی کی گرفتاری کی خبر سنکر شادیانے بجوائے اور ملک جیون کے لئے خلعت بیش بہا۔ اور بختیار خان کا خطاب بھیجکر حکم دیا کہ جلد لیکر حاضر ہو۔ دارا بیچارا مع عیال و اطفال پانو مین زنجیر ہاتھون مین ہتکڑیان پہنے اُسیوقت روانہ ہوا۔ جب شہر ایک منزل رہا تو بادشاہ نے ایک معتبر خاص بہیجا کہ جا کر خود دیکھہ آئے اور نئے حکم پہنچائے۔ چنانچہ دوسرے دن اُسی ہدایت کے بموجب شہر مین لائے۔ ایک ہتنی کہ جسکی پیٹھہ پر عماری تک نہی

نہ تھی اُسپر وہ قیدی طوق و زنجیر مین مسلسل تہا۔ بیٹا برابر بیٹھا تہا اور خدا کی قدرت کو دیکھتا تہا کہ یہہ کونسا شاہجہان آباد ہے اور آج اسمین میرا کیا حال ہے۔ شہر کے لوگ بازارون مین کھڑے زار زار روتے تھے اور دم نہ مار سکتے تہے چنانچہ تمام شہر مین پہرایا اور پرانی دلی مین لیجا کر قید کر دیا دوسرے دن بختیار خان بدبخت بھی اپنے حسن خدمت کے انعام کے لئے دربار مین حاضر ہوا۔ جون ہی شہر مین قدم رکھا۔ ہزارون آدمی کوٹھون اور دکانون پر کھڑے ہو گئے۔ چارون طرف سے لعنت پھٹکار کا غل ہوا۔ جوتیان ٹھیکرے خاک مٹی جو کچھ جسکے ہاتھ مین آیا برسانے لگے۔ اور اسقدر ریلے گرے کہ کئی ہمراہی اُسکے پامال ہو گئے بلکہ اگر کوتوال نہ آ پہنچتا تو لوگ بدبخت خان کی بوٹیان اُڑا ڈالتے۔

دارا شکوہ نے اس عالم مین ایک **رقعہ** اپنے ہاتھ سے لکھکر بھیجا جسکا ترجمہ یہہ ہے برادر من بادشاہ من سلامت   سلطنت تمہین اور تمہارے بچون کو مبارک ہو مجھے اب کچھ ہوس نہین رہی فقط ایک گوشۂ عافیت اور ایک لونڈی[۱] خدمتگار چاہتا ہون کہ لقمہ کہا کر پانی کا گھونٹ پیون اور تمہارے لئے دعا کرتا رہون والدعا۔ بادشاہ بھائی نے اُسکے جواب مین کیا تو یہہ کیا کہ علما کو بلا کر چند رسالے اور کتابین جو اُسنے علم تصوف مین تالیف و ترجمہ کروائی تھین وہ پیش کین۔ اور پوچھا کہ جس شخص کا یہہ اعتقاد ہو اُسکے لئے شرع مین کیا حکم ہے۔ اُنہون نے کہا کہ انکے مضامین شریعت کے خلاف ہین جس مسلمان کا یہہ اعتقاد ہو اُسکا قتل واجب ہے چنانچہ اپنے نزدیک یہہ حجت شرعی قائم کی۔ مگر معلوم ہوا کہ کوئی شخص اس مظلوم کا قتل

---

[۱] یعنی مرد خدمتگار بھی مطلوب نہین کہ تم کسی سے سازش دوڑانے کا خیال کرو ۱۲

قبول نکریگا۔ ایک سنگدل اپنی عداوت ذاتی سے اُسکے لہو کا پیاسا تہا اُسے حکم دیکر چند ظالمون کے ساتہہ بہیجا وہ نو باپ بیٹے اُس ویران گہر مین بیٹہے مسور کی دال پکا رہے تہے۔ بلکہ اس عالم مین زہر کے خوف سے اکثر وہی کہا کرتے تہے گوسپندون نے اپنی قسائیون کو سامنے آتے ہی پہچان لیا۔ لیکن تیموری لہو نے اُسوقت بہی بیکسی سے خاک مین ملنا گوارا نکیا۔ ایک چہوٹی سی چہری باورچیخانہ مین پڑی تہی وہی اُٹہالی۔ اور جب تک کہ ظالم چارون طرف سے نہ آن گرے تب تک وہ بہی نہ گرا۔ آخر زخمون سے چور ہوکر مارا گیا اور مرکر پہر کوچہ و بازار مین تشہیر ہوا۔ بلکہ جن لوگون نے بختیار کے ہمراہیون کو پامال کیا تہا انپر بہی خلیفۃ اللہ کی مخالفت کا جرم ثابت کرکے مارا اور رعب اپنا لوگون کے دلونپر قائم کیا ؎

اے سکندر نہ رہی تیری بہی عالمگیری ۂ کتنے دن آپ جیا جسنے دارا مارا او بڑی بہائی کا تو یہہ حال ہوا مراد بخش چہوٹے بہائی کا حال سنو کہ گوالیار کے قلعہ مین قید تہا۔ معلوم ہوا کہ اُسکا ارادہ بہاگنے کا ہے۔ اُسے وہان سے طلب کیا۔ اور قتل کا سامان اسطرح طیار کیا کہ مراد بخش کو دکن سے چلتے وقت ایک خدمتگار پر سازش کا شبہہ ہوا تہا اور اظہارون کے وقت اُسنے بہت گستاخی سے جواب سوال کئے تہے۔ چونکہ میدان جنگ کا سامنا تہا اور موقع نازک تہا اسلئے اُسے مروا ڈالا تہا۔ اب اُسکا بیٹا دربار مین مدعی بنکر پیش ہوا۔ چنانچہ بادشاہ عادل نے اُس نامراد بہائی کو گوالیار سے بلا لیا۔ اور قصاص کے حکم سے اطلاع بہیجی۔ اُسنے جواب مین کہلا بہیجا کہ مرنے سے مین نہین ڈرتا مگر جسوقت قتل کا حکم تہا تو مین حاکم با اختیار تہا بلکہ تمنے بہی مجہے بادشاہ مانا ہوا تہا اور حاکم با اختیار

اپنی مسند حکومت پر جو حکم تجویز کرے اگر اُسکی رای درست ہے تو بارگاہ الہی مین دو ثوابون کا مستحق ہے اور اگر خطا پر ہے تو ایک ثواب کا۔ حاکم پر کسی شرع او قانون مین اسطرح قصاص مجرمانہ نہین آیا فقط۔ اورنگزیبی عدالت مین یہہ عذر بہی نامسموع ہوکر حکم قتل کا جاری ہوا اور وہ نامراد نوجوان اپنے نامہربان بہائی کے حکم سے مارا گیا شجاع نے اگرچہ بہت دفعہ شجاعت دکہائی مگر ہر دفعہ شکست کہائی۔ جب اورنگزیبی فوج برابر دبائے چلی گئی اور اسطرح پیچہا نہ چہوڑا تو ناچار ہٹتا گہٹتا اراکان کے راجہ کے پاس چلا گیا۔ اور وہان جاکر مفقود الخبر ہو گیا ۔

عالمگیر کا لشکر دکن پر جاتا ہے

ملک دکن کے اضلاع اکبر کے عہد مین ہی خراج دینے لگے تہے۔ شاہجہان نے اپنی حکومت کو ان مین زیادہ زور دیا تہا اور خود عالمگیر ہی اسوقت بہی فوج لیکر گیا تہا۔ اب جو سب طرف سے خاطر جمع ہوئی اور دیکہا کہ جواہرات کی کانون اور سمندر کی بندرگاہون سے اُس زرخیز ملک مین روپیہ کی بڑی کثرت ہے۔ چاہا کہ اپنی عالمگیری کو وہان پورا کرے۔ اسواسطے اُسکے لینے کا ارادہ کیا۔ اگرچہ ریاستین وہان اور بہی بڑی بڑی تہین مگر ابوالحسن تاناشاہ حیدرآباد و گولکنڈہ کا حاکم بڑا صاحب اقتدار اور عالی دماغ بادشاہ تہا ساتہہ اسکی خوش مزاجی اور نیک نیتی سے رعیت ہی اُسے نہایت عزیز رکہتی تہی۔ چونکہ بادشاہ مذکور عالمگیر کے ساتہہ بہی عہد و پیمان پر صدق دل سے قائم تہا اسلئے سر دست کچہہ بہانا ہاتہہ نہ آیا۔ آخر ایک جان نثار خاص کو روانہ کیا اور پیغام یہہ بہیجا کہ شا

ایک الماس نہایت نایاب تمہاری جواہرخانہ مین ہے وہ بادشاہی جواہرخانہ مین داخل کرو۔ امیر مذکور کو خلوت مین یہہ بہی سمجھا دیا کہ غرض اس وکالت سے فقط لڑائی کا بہانہ پیدا کرنا ہے۔ اسلئے تمہین بہیجا جاتا ہے کہ تاناشاہ کی ہر ایک بات پر نظر رکہنا اور جسطرح ہو تکرار کے بڑہانے مین کوشش کرنا۔ بلکہ اسطرح بیباکی اور گستاخی کی باتین کرنا جنکا تاناشاہ متحمل نہو سکے اور کسیطرح لڑائی کے لئے ایک سبب معقول پیدا ہوجائے امیر مذکور وہان گیا تو تاناشاہ نے نہایت تعظیم و تکریم سے استقبال کیا اور بڑی دہوم سے مہمانداری کی۔ جب اسنے الماس کے باب مین کہا تو اسنے جواہرخانہ کے داروغہ کو بلاکر تمام جواہرات مع فرد کی سامنے رکہدئے۔ بلکہ قسمیہ کہا کہ ان جواہرات کے سوا میرے پاس کوئی اور الماس نہین ہے اور جوکچہہ یہان ہے بندگانعالی کا مال ہے انہین دیکہکر جو اعلی سے اعلی قسم ہو وہ لے لو۔ چنانچہ ایک قطعہ الماس اسنے لیلیا مگر جب تک وہان کوئی موقع بگاڑ کا نہ ہاتہہ آیا۔ چونکہ وکالت کی اصل خدمت یہی تہی اسنے سر دربار سخت کلام کرنے شروع کئے۔ پہر بہی تاناشاہ ایسے معقول جواب دیتا تہا کہ یہہ بنا ہوجاتا تہا اور کوئی بات ایسی نہوتی تہی جسپر گرفت کر سکے۔ چنانچہ ایکدن تاناشاہ نے اثنائے تقریر مین کہا کہ اگرچہ ہم بہی بادشاہ ہین مگر اپنے تئین عالمگیر بادشاہ کے نوکرون مین جانتے ہین۔ امیر مذکور نے بگڑکر کہا کہ عالمگیر بادشاہ کے نام کے ساتہہ اپنے لئے بادشاہی کا نام لینا آپکو نہین چاہئے۔ ابوالحسن نے ہنسکر کہا کہ نہین۔ تمہاری غلطی ہے۔ اگر ہم بادشاہ نہو نگے تو عالمگیر کو شہنشاہ کون کہیگا آخر باوجود ان سب باتون کے شہنشاہ ہوس پناہ نے فوج کشی کے سامان کردئے

لیکن اب اکبر کے آئین اور جہانگیر کی خوش مستیون نے عہد شاہجہان کے امن و امان مین پرورش پاکر عجیب و غریب رنگ پیدا کئے تہے یعنی سلطنت کی شان و شکوہ کے ساتہہ فوج کا بہی ڈہنگ بدل گیا تہا۔ چنانچہ جب دیکھنے والے اُنہین دیکہکر تیموری اور بابری سوارون کا اور اُنکی بگٹوٹ بلغارون کا خیال کرتے تہے تو تعجب آتا تہا۔ لشکر کے ادنے ادنے رسالہ دار کا یہہ عالم تہا کہ اُسکے ساتہہ رسالہ ایک دولہہ کی برات معلوم ہوتی تہی۔ خیال کرنا چاہیے کہ ایک ایک شاہزادہ کا اور خود بادشاہ کی سواری کا کیا عالم ہوگا۔ غرض لشکر شاہی نے نشان چڑہایا اور دکن کو روانہ ہوا۔ سب سے پہلے ایک ہاتہی پر علم اژدہا پیکر۔ پیچہے اُسکے ہاتہیون پر ہندوستان کا ماہی مراتب اپنی ولایت کے طوغ و علم۔ برنجی اور فولادی نقارے اور دمامے۔ بعد اُنکے ہزارون ہاتہی۔ ہودج عماری سے سجے۔ سونڈہون مین فولادی زنجیرین لئے گلے مین ہیکلین پیشانیان شام شفق کیطرح رنگین اُس پر سنہری روپہلی ڈہالین۔ زربفت کی جہولین پاؤن تک لٹکتی۔ کسی پر ہودج کسی پر عماری۔ ریشمی اور کلابتونی رسون سے کسی گردنون پر مہاوت جنکے گلے مین زربفت کی کرتیان سر پر جوڑے دار پگڑیان۔ کمر مین کٹار۔ ایک ہاتہہ مین گجباگ ایک مین انکس۔ جہومتے جہامتے چلے جاتے تہے۔ آگے پیچہے چرکٹے سانٹہے مار۔ بہالے بردار۔ برچہیت۔ باندار۔ فتیلے سلگاتے بہاگے جاتے تہے ۰

پہر ہزارون سوارون کے پرے۔ سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈوبے بہادر نوجوان ترک بچے افغان۔ حبشی راجپوت۔ دو دو تلوارین باندہے فولادی خود سر و بر زرہ بر سے۔ کمر مین قرولی اور کٹار۔ پشت پر گینڈے کی ڈہال چار آئینہ

ہیے۔ کہنیون تک دستانے چڑہے۔ ہاتہہ مین سات گز کا برچھا۔ نگاہون سے خون ٹپکتا۔ موچھون کو تاؤ دیتے۔ گہوڑے اڑاتے چلے جاتے تہے۔ پہر ہزارون سانڈہنیان خوش رفتار کہ جنکے سو سو کوس کے دم۔ انپر بانکے راجپوت لال پگڑیان باندہے۔ زرد انگرکہے پہنے۔ آبی بانات کے پائجامے چڑہائے ہتیار لگائے مہارین اٹھائے۔ جب یہہ گذر گئے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑ کے دکنی۔ چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز۔ کسی پر جڑاؤ زین دھرا۔ کسی پر چارجامہ کسا۔ قجریان اور پاکھرین گہونپر پڑی۔ جنمین قاقم وسمور کی جہالر۔ کلابتون کے پہندنے۔ گلے مین سراکاؤ کی جوڑیان لٹکتی۔ سر پر کلگیان طلائی اور نقرئی۔ ریشمی باگڈورین سائیسون کے ہاتہہ مین الیل کرتے اور چوکڑیان بھرتے جاتے تہے۔ اسکے بعد عربی۔ رومی۔ تاتاری۔ فرنگی۔ ہندی باجے۔ نقیبون اور چوبدارون کے آوازے دمامے کی چوٹ کے ساتہہ کڑکیتون کے کڑکون کا وہ سما بندہا ہوا کہ بزدلون کے دلونمین لہو جوش مارنے لگے۔ انکے بعد احدیون اور خواصونکا انبوہ کندہونپر بندوقین جنپر بانات کے غلاف۔ پھر خاص برداران کا غول۔ سرونپر کشمیری شالین بندہی کمخواب کے انگرکہے۔ زربفت کی نیما آستینین پہنے۔ گجراتی مشروع کے گھٹنے چڑہائے صفہانی تلوارین سونتے۔ مرصع قبضے ہاتہہ مین۔ سنہری روپہلی میان کمرین۔ انکی بعد سقون کا غول آیا کہ چھڑکاؤ سے روی زمین کو تر و تازہ کر دیا۔ غلام اور خواجہ سرا انگیٹھیان اور عود سوز لئے۔ خوشبوؤن سے دماغ معطر کرتے چلے گئے پھر ارکان دربار کے جمگھٹ مین شاہ خورشید کلاہ سفید ڈاڑہی۔ بڑہاپے کا نور منہہ پر ہوادا

مین سوار۔ ساتھہ ایک خاصہ کا گھوڑا۔ پیچھے سونے کی عماری ہاتھی پر دھری جریب کا پیمانہ اور کوس کا پتا پتا چلا جاتا تھا۔ سواری سے کوس بھر پیچھے۔ سینکڑون ہاتھی مست جنگی۔ دیوزاد کی صورت۔ مستکونپر فولادی ڈھالین۔ ایک کالی گھٹا چلی آتی تھی۔ کہ جس سے بجائے پانی کے مستی ٹپکتی تھی۔ پیچھے چیتون کے چھکڑے آنکھونپر زردوزی دیدہ بند۔ کمر مین کلابتونی اور ابریشمی حلقے پڑے۔ ساتھہ ہی شکاری کتے تازی۔ ولایتی۔ بودار۔ بلڈوک۔ کہ شیر کا سامنا کرین اور پلنگ سے منھہ نہ پھیرین۔ پیچھے کوسون تک شاہزادون اور ارکان دولت کے لشکر۔ راجون اور مہاراجون کی فوجین۔ پیادون کے غول۔ اور سوارون کے رسالے رنگارنگ کے نشان جدا جدا پھریرے اڑاتے چلے آتے تھے۔ بہیر و بنگاہ کا تانتا لگا تھا کہ جسکا صبح سے شام تک خاتمہ نہ تھا ٭

غرض[1] شاہ فتح نصیب نے پہلے شاہزادون کو روانہ کیا انہون نے جا کر سرحد کے قلعون سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور بیجاپور اور حیدرآباد پر بھی فوجین گئین۔ دکنی جوان ایک ایک قلعہ اور گڑھی پر ایسے جان توڑ توڑ کر مٹے کہ بادشاہی سپاہ کے بھی چھکے چھوٹ گئے۔ اور اورنگزیبی تدبیرین اور انکے جاسوسون کی تحریرین کچھہ کام نکرسکین یہہ باہر سے بندوبست کرتے۔ مگر وہ بہادرانہ حملون اور دلاورانہ مقابلون سے ایسی ایسی زکین دیتے کہ بادشاہ کے قدیمی جان نثار اور بڑے بڑے سپہدار ندامت بر ندامت اٹھاتے۔ آخر محاصرہ سے تنگ ہو کر حاکم بیجاپور نے اطاعت اختیار کی اور حیدرآباد اور گولکنڈہ کی نوبت آئی —— عالمگیر عقل و تدبیر مین سکندر کو اور شجاعت مین رستم و اسفندیار کو خاطر مین نہ لاتے تھے۔ اور اخبار نویسون کی بھر دے

---

[1] یہہ حالات سیر المتاخرین اور خافی خان کی تاریخ سے لئے گئے ہین ۱۲

یہہ سمجھے ہوئے تھے کہ کوئی بات مجھہ سے مخفی نہین۔ چنانچہ کسی سردار پر بزدلی کا الزام کسی امیر پر بے لیاقتی کا جرم قائم کیا۔ بلکہ جن نمکحلالون نے حد سے زیادہ جان نثاریان کین تھین اُنہی کو سازش کی تہمتین لگائین۔ انتہا یہہ کہ ولیعہد سلطنت کو مع اُسکی بی بی کے ادنے گنہگارون کیطرح قید کیا۔ غسل اور حجامت تک بند کر دی اور زیور اور ضروری اسباب سب چھین لیا۔ اور اسمین بھی شک نہین کہ طرفانی آخر مسلمان تھے۔ اور چونکہ یہہ لڑائی بادشاہ نے فقط شوق طبیعت اور وسعت سلطنت کے اشتیاق مین اُٹھائی تھی اسمین لاکھون مسلمان کا خون ناحق ہوتا کسیکو بھلا نہ معلوم ہوتا تھا۔ غرض بادشاہی لشکر اور سلطنت کے سامان کے سامنے ایک صوبہ کی کیا بساط ہے! برسون کا طول کھینچ گیا۔ چنانچہ اس عرصے مین بعض قلعے فتح ہوئے بعض کے محاصرے سالہا سال تک قائم رہے آخر خود بدولت پہنچے اور تدبیرون کے جال پھیلانا شروع کر دئے۔ چونکہ لڑائی مین ایسے کام کرنے کچھہ فریب نہین بلکہ سپاہیانہ پیچ ہین اسلئے سازش کے سلسلے دوڑا کر ابو الحسن کے نوکرون کو توڑنا شروع کیا بہت سے اُدھر کے بیوفا اِدھر آ گئے۔ شاہ مصلحت پناہ نے اُنکے دل بڑھانے اور درجے چڑھانے کے لئے اپنے پنجہزاری اور ہفت ہزاری منصبدارون کو موقوف کیا اور موروثی کاردار بیکار کر دئے۔ غرض انواع و اقسام کی تدبیرین اور رنگارنگ کی تجویزین ہوتی تھین لیکن چونکہ حقدار کا حق بھی ایک قوی زور رکھتا ہے اسلئے فتح کیصورت نہ دکھائی دیتی تھی بلکہ ہر بات مین ندامت حاصل ہوتی تھی۔

ایک دفعہ بہت سے مشورہ اور گفتگو کے بعد یہہ ٹھیری کہ خان فیروز جنگ جوان دنون مین بڑی چلتی تلوار رکھتا تھا رات کو شبخون کرے اور کمندین ڈالکر قلعہ

پر چڑہ جاسکے چنانچہ وہ ایک شب بڑے بڑے جانباز سپاہیون کو ساتہہ لیکر رات بھر اندھیری رات کی چادر مین چھپا رہا - صبح ہوتے کمندین اور زینے لگا دیئے اور جب سپاہی اُنپر چڑہنے لگے تو حاجی محراب مقرب خاص کہ اکثر معاملون مین خفیہ نگہداشت اُسکا کام تہا - اُنکی کارگزاری دیکہنے کے لئے کہین لگا ہوا تہا - وہ اُسی وقت دوڑا ہوا آیا - بادشاہ ابہی سجّادہ پر تہے کہ دور ہی سے مُجرے سلام مبارکباد کرنے لگا - یعنی فوج قلعہ پر چڑہ گئی - بادشاہ بہی باوجود اپنی تمکنت و وقار کے خوشی کے مارے اُٹھہ کھڑے ہوئے اور اشارہ کیا کہ ہون یعنی فتح کے شادیانے کیون نہین بجاتے - ساتہہ ہی پوشاک پہنکر سواری منگائی اور خود تماشا دیکہنے کو تیار ہوئے تمام آس پاس کے لوگ آتے تہے اور آداب تسلیم بجا لاکر مبارکبادین دیتے تہے اتنے مین خبر آئی کہ منصوبہ اُلٹا پڑا اور جان نثارون کو بڑی چشم زخم پہنچی - صورت یہہ ہوئی کہ برجون کے پہرہ دار اُنکی آہٹ سنکر ہشیار ہو گئے - مگر دغا باز چپکے بیٹھے رہے - بلکہ ہتھیار لگا لئے اور لوہے کے نیچے ہاتہونپر چڑہا لئے - جون ہی نیچے والون نے فصیل سے سر نکالا - اُنہون نے پہلے ہی وار مین پگڑیان اور خود اُڑا دئے - بعد اُسکے سر کہوٹ اور منہہ نوچ نوچکر اسطرح دھکیلا کہ اوپر والون نے اپنے نیچے والون کو لیتے ہوئے زمین پر آگر دم لیا - جو زندہ رہے خراب خستہ لوٹتے پیٹتے ڈیرون مین آئے - مگر ایک کی صورت نہ پہچانی جاتی تہی - بادشاہ کے نمک حلال اخبار نویس اور معتبر جاسوس جنپر کل کاروبار کا مدار تہا اُنہون نے اس حملے کے بگڑ جانے کی اصل دریافت کرکے حق نمک ادا کیا اور لکہا کہ دلیرون کی دلیری مین کچہہ شک شبہہ نہین مگر حقیقت مین فصیل پر ایک کُتّا بیٹہا تہا وہ ناپاک اُنکی آہٹ سنکر بہونکنے لگا

که پہره دار جاگ اُٹھے ۔ نہین تو آج قلعه کے فتح ہو جانے مین کچھه باقی نتھا ۔ چنانچه ابو الحسن اُس کُتے کی نمک حلالی سے بہت خوش ہوا ہی سونے کی ہنسلی اور زنجیر گلے مین پہنا کر زربفت کی جھول کا خلعت دیا ہے اور وه منصب و خطاب عطا کیا ہے که تمام منصبدار اُس سے رشک کرنے لگے ہین ؎ چونکه ایسی ہی خبرین حضور مین تدبیر سلطنت کے راز سمجھی جاتی تھین اسلئے شاه با تدبیر نے بہی اخبار نویس کو خوشنودی مزاج کا پروانه لکھا ؎

ایک دن بہت منہه برسا ۔ قلعه کی فوج اُسی عالم مین نکلی اور اس دلاوری سے حملے کئے که مورچالون کے دہوئین اُڑا دئے ۔ اور باره ناموَر منصبدارون کو پکڑ لیگئے تانا شاه نے کئی دن اُنہین مہمان رکہا اور غله اور رسد کے سامان جو انبار در انبار بھرے پڑے تھے سب دکھائے ۔ بعد اسکے خلعت دیکر رخصت کیا اور بادشاه کے لئے عرضی بہی دی ۔ خلاصه اُسکا یہه تھا که اختیار یا بے اختیاری سے جو کچھه خطا ہوئی فدوی اُسکی سزا کو پہنچا ۔ اب امیدوار معافی کا ہون اور قلعه کا حال یہه ہے که اگر حضور نے فتح کیا تو آخر یہه پامال ملک کسی جان نثار کو عطا کر کے تشریف لیجائینگے وه جان نثار آپ فدوی ہی کو تصور فرمائین ۔ حضور پر روشن ہے که لشکر منصور کے اسقدر قیام کرنے سے یہه ملک آشیانه چغد و بوم سے بدتر ہو گیا ہے ۔ جسکو آپ مقرر کرینگے وه اپنے اور اپنے منصبدارون اور فوج اور دفتر کے لئے سالہا سال تک یہانکی آمدنی کے علاوه لاکھون روپیه خزانه شاہی سے لیگا ۔ مین اپنا خراج معمولی بدستور دیتا رہونگا اور اُسکے علاوه جب آپ تشریف لاوینگے تو ہر کوس پر لاکہه روپیه داخل کرونگا ۔ بلکه جتنی دفعه که ابتک حضور مورچه پر آئے اور گئے یاد

سمت کو قدم رنجہ فرمایا ہے اُسکے شکریہ مین معمولی نذرانہ الگ حاضر کرونگا۔ یہہ سب باتین فقط اسلئے ہین کہ طرفین کے مسلمان اور بندگان خدا ناحق نہ مارے جائین۔ اور حضور کی سپاہ کے لوگ جو برسون سے گہر کو ترس گئے ہین۔ یہہ عیال و اطفال کی جدائی کا رنج نہ اُٹھائین۔ اگر یہہ عرض بہی قبول نہو تو اتنی اجازت ضرور ہو کہ پانچ چہہ لاکہہ من غلہ جو جلال غلام نمک حلال حضور کا خود دیکھہ گیا ہے وہ لدواکر بھیجدون کیونکہ سنتا ہون حضور کے لشکر مین رسد کیطرف سے بڑی تکلیف ہے

تمام لشکر جو کئی برس سے یہان پڑا تہا اس مضمون کو سنکر خوش ہوگیا اور تاناشاہ کی تعریفین کرنے لگا۔ مگر بادشاہ نے اسکا جواب کچہہ نہ لکہا۔ ہان زبانی بہت سی باتین کہین۔ خلاصہ اُنکا یہہ تہا کہ اگر وہ فرمانبردار بنا ہے تو دروازے کہولدے کہ ہماری آدمی جائین اور طوق زنجیر پہنا کر لے آئین۔ بلکہ برخلاف اسکے برار کے حاکم کے نام حکم بہیجا کہ پچاس ہزار تہیلے ٹاٹ کے بہیجدو کہ دوبارہ خندق کو بہر کر قلعہ پر حملہ ہو اہل فوج سنکر کہنے لگے کہ کاش تاناشاہ کا پانچ لاکہہ من غلہ آلے دیا ہوتا کہ بہو کون کی جانین بچ جاتین اور تہیلے خندق کے کام آتے

لشکر کے دل شکستون کے دل بڑہانے کے لئے۔ ایکدن خود بدولت نے وضو کرکے نماز پڑہی۔ اور سجادہ پر بیٹہکر پہلا تہیلا دست مبارک سے سیا اپنے ہاتہہ سے اسمین خاک بہری اور حکم دیا کہ پہلے اسی خندق مین ڈالین اور ساتہہ ہی سرنگین لگانی شروع کین۔ چندروز کے بعد ایکدن رپٹ گزری کہ سرنگین تیار ہوگئین اور باروت فتیلے سب درست ہین۔ اسیوقت حکم پہنچا کہ ہر بازار کے لوگ رات کو قلعہ کے پیچہے جاکر چہپ جائین اور صبح ہوتے خوب دلیرانہ غل مچائین تاکہ قلعہ والے ادہر فصیل پر جہکین

اور یہان سرنگون کو آگ دکھائی جاے۔ چنانچہ اُسی وقت حکم کی تعمیل ہوئی اور دوسری طرف کو تمام فوج ہتیار سج کر حملہ کو تیار کھڑی ہو گئی۔ مگر جب فتیلون کو آگ دی تو سرنگ باہر کیطرف سے اُڑ کر رہگئی۔ اور مصیبت یہہ ہوئی کہ جو خاک پتھر اُڑے وہ اُدھر ہی آئے۔ چنانچہ لشکر منصور کے صدہا بہادر اور نامی منصبدار ضایع ہوگئے۔ آخر بادشاہی جاسوسون نے پھر حق نمک ادا کیا اور سراغ نکالا کہ قلعہ والون کو خبر ہوگئی تھی وہی چوٹّے اندر سے سرنگین توڑ کر باروت چرا لیگئے۔ اور نہر کاٹ کر پانی ادھر توڑ دیا۔ چنانچہ باہر کا حصہ خشک باقی تھا وہ اُڑ گیا۔ یہی سبب تھا کہ ملبہ اُسکا ادھر ہی زور کرکے آیا اور لشکر کے بہادرون کو تباہ کیا۔ یہان بادشاہی مورچون کے لوگ قلعہ کی دیوار کیطرف حیران دیکھ رہے تہے کہ کب گرے اور ہم آگے بڑھین اندر سے قلعہ کی فوج دفعةً آ گری۔ اور مار مار کرکے مورچون مین ایک قیامت برپا کر دی۔ آخر بہت سی جانین دین اور آہن سینہ زورون سے پیچھا چھڑایا تو ادھر تو ابھی مردون اور مجروحون کو سنبھال رہی تہے کہ دوسری سردار نے اپنی نقب کو آگ دیدی۔ وہان بھی دغاباز اپنا کام کر گئے تہے وہ نقب جسقدر اُڑی اُس سے بھی آفت برسی اور پہلے سے بھی دوچند بہادرون کا خون ہوا۔ یہہ حال سنکر پھر بادشاہ کے دریا مین طوفان آیا۔ خود ہوادار[1] پر سوار ہو کر مورچہ پر آئے اور دھاوے کا حکم دیا۔ بے ادب گستاخون نے بادشاہ کا بھی خیال نہ کیا ایسی توپین مارین کہ کئی گولے چتر شاہی پر تصدق ہوئے اور کئی پاؤن مین گرے۔ برابر سے ایک خواص کا ہاتھ اُڑ گیا۔ اُس پر بھی شاہ مستقل مزاج شوق فتح مین برابر حملہ کا حکم دئیے جاتا تھا۔ مگر غضب یہہ ہوا کہ باران بے محل آسمان سے نازل ہوا۔ اسنے سارا کام مٹی کر دیا۔ کہ توپ بندوق سے لیکر کمان تک

---

[1] ایک شاہانہ سواری کا نام ہے ۱۲

بیکار ہو گئی۔ وہ دمدمے جو لاکھون روپیہ اور ہزارون آدمی کی جانفشانی سے تیار ہوئے تھے سب بیٹھہ گئے۔ اور جو تھیلا حضو نے بعد نماز کے باوضو سیا تھا وہ بھی بہ گیا۔ سواری خاصہ کا ایک ہاتھی کہ مبصرون نے چالیس ہزار روپے اسکی قیمت آنکی ہوئی تھی وہ بھی ساتھہ تھا۔ گولا کھا کر بھاگا اور کیچڑ مین پانو پھسل کر حضو کے سر پر قربان ہوا۔ اتنے مین قلعہ والی باغی پھر شیر ہو کر اندر سے نکلی۔ حضو فوج کو سنبھال کر نہایت شجاعت اور کمال احتیاط سے پیچھے ہٹے۔ مگر انہون نے دمدمون پر آ توپین اور بہت سا سامان جو ہزار مشکل سے وہانتک پہنچا تھا آسان لے لیا اور خاطر جمع سے قلعہ مین چلے گئے۔ توپین جو چل سکین وہ لین باقی مین میخین مار گئے۔ دوسرے دن پھر حضو سوار ہوئے اور بہادر حملے کے لیے تیار ہو ایسی ایسی باتون سے جب بادشاہ بہت تنگ ہوئے تو ابوالحسن تاناشاہ کی عملداری کی خلاف شرع باتون سے ناراض ہو کر حیدرآباد کا نام دارالجہاد رکھا۔ اور جنگ دین کی نیت سے لڑائی شروع کی۔ مگر اپنے لشکر اسلام کے لوگ ایسے بداعتقاد تھے کہ خلیفۃ اللہ کے فتوے پر ذرا خیال نکرتے تھے۔ بلکہ جہاد تو درکنار۔ لڑنا گناہ محض سمجھتے تھے۔ جو اُدھر کے لوگ ادھر ٹوٹ کر آتے تھے اور انہین تالیف قلوب کے لئے عہدے ملتے تھے اُسے اپنی حق تلفی سمجھتے اور قحط اور بے سامانی اور اہل و عیال کی جدائیون سے تکلیفین ہوتی تھین انہین بادشاہ کی بے تدبیری کہتے تھے۔ اور جب اپنی جانفشانی اور حملے ناکام ہوتے تو بادشاہ کی بدنیتی خیال کرتے تھے۔ اگر بادشاہ سازش کا احتیاط کر کے انکا عہدہ گھٹاتا تو باوجودیکہ خانہ زاد قدیم تھے پھر بھی برا مانتے تھے۔ اور آپسمین شکایتین کرتے تھے بلکہ اُسکی بدتدبیریون پہ

ل ملک ہتے تھی۔ مگر اسپر بھی خود بادشاہ اور آپکے سردار باوفا تدبیر کے رستے مین بال بہر بہی کوتاہی نہین کرتے تھے۔ چنانچہ اور سامان جنگ کے ساتھہ عاملون اور ساحرون کے عمل بہی کام مین آتے تہے ۔

ایک قلعہ کو فوج شاہی گھیرے ہوئے پڑی تہی۔ کوئی مکّار عامل لشکر مین آیا اور تسخیر کواکب کے دعوی سے قلعہ کے فتح کروا دینے کا بیڑا اُٹھایا۔ سپاہ اور سپہ سالار بہوکون کے مارے تنگ آ گئے تہی۔ سب نے غنیمت سمجھا۔ اور اُسکی طرف رجوع کی۔ اُسنے عجیب عجیب پھند باندھے۔ اور بڑے بڑے دعوے کئے۔ بموجب اُسکے کہنے کے مورچے کے پاس ایک بڑا گنگھڑ تیار ہوا اور اُس متفنی نے ایک موٹا روئی دار گلہ اور ریشم کا بھرا ہوا چلتا پہنا۔ اُسپر ریبر کا لبادہ اوڑھا۔ اور ایک زنجیر طلائی کہ وزن مین سوا دو سیر سے کم نہی ہاتہہ مین لیکر بڑی گہمنڈ سے کھڑا ہوا۔ چند الفاظ بیمعنی منترکی طور پر پڑہنے شروع کئے اور کہدیا کہ جسوقت ہم اشارہ کرین اُسیوقت حملہ کردینا۔ اگرچہ اُس جعلساز نے تیر و تفنگ کا بندوبست پکّا کر لیا تہا۔ مگر کوئی ٹھنڈا گولا یا پتھر ایسا آکر لگا کہ خود گنگھڑ سے گرا اور گرتے ہی ٹھنڈا ہوگیا۔ آخر دو تین دن کے بعد فتح سے نا امید ہوکر محاصرہ اُٹھا لیا۔ چنانچہ سب سردار لباس بدل بدلکر چلے۔ اور چلتے ہوئے کینے جلکر اُس گنگھڑ کو بہی آگ لگا دی۔ قلعہ والے پیچہے دوڑے اور چلانے لگے کہ اپنے گنگھڑ کو تو جل لینے دو۔ اِسکی راکھہ منہہ پر مل کے جانا کہ اچھی طرح صورت بدل جای ۔

یہہ سب باتین تو تہین مگر بادشاہ با تدبیر نے جو خفیہ سازشون کی سرنگین لگائی تہین وہ سب سے زیادہ کارگر ہوئین۔ فی الحقیقہ ایسی مرد آزمائی کیوقت مین راہ رفاقت پر ثابت قدم رہنا بڑے مردونکا کام ہے۔ چنانچہ بہت سے نامرد نمکحرام اپنے ولینعمت کو چھوڑکر اُدھر سے اِدھر

آن ملے۔ اور چونکہ وہ اُس ملک کے حالات اور سلطنت کے معاملات سے بخوبی واقف تھے اسلئے تاناشاہ کو کہ بے یار و مددگار دشمن کے منہہ کا شکار رہگیا تھا بالکل ضعیف کردیا۔ باوجود اُسکے وہ استقلال کی تصویر اپنی جگہہ سے نہ ہلی اور باوفا نمک حلال اُسکے اسطرح لڑتے اور جانین فدا کرتے رہے۔ کہ جانبازی اور جانفشانی قیامت تک اُنکے نام کی قسم کھایا کریگی مگر ساری مہم کا خون ایک نمکحرام بے ایمان کی گردن پر ہوا۔ یعنے قلعہ مین ایک دروازہ پر کسی افغان سردار کے ماتحت فوج تھی وہ بدذات ملگیا۔ اور آقا کا گھر بگاڑ کر آخرت کا عذاب اپنی گردن پر لیا۔ چنانچہ دن کو بڑے زور سے لڑائی ہوئی اور دن بھر اہل قلعہ نے اس زور شور سے فوج شاہی کے حملون کو دفع کیا کہ سب کے منہہ پھر گئے۔ شام کو طرفین کے بہادر اپنی اپنی خیمہ گاہون کو پھرے۔ اُسوقت محمد اعظم عزیز فرزند بادشاہ کا اور کئی عمدہ سپہ سالار فوجین لیکر اُسی دروازہ کیطرف پہنچے جدھر افغان مذکور کا مورچہ تھا۔ چنانچہ اُس نمکحرام نے چپکے سے دروازہ کھولدیا۔ فصیلونمین بھی جا بجا سوراخ ہوگئے تھے تمام فوج بادشاہی سیلاب کیطرح قلعہ مین گھس گئی۔ اور دفعتہً ایک غل اُٹھا کہ تمام قلعہ مین ہل چل پڑ گئی۔ جو جانباز تمام دن توپ و تفنگ سے سینہ سپر رہے تھے پھر دوڑے۔ اور باقی رات اسطرح کی تلوارین مار مار کر کاٹی کہ وفاداری کے چہرے گلزار اور جان نثاری کے پھول شاداب ہوگئے۔ غرض جب صبح نے رات کا گریبان چاک کیا۔ اور تارون نے آنکھونمین آنسو ڈبڈبا کر دامن سحر مین منہہ چھپایا تو غنچیا بون نے اور بھی رو دیا۔ اور تاناشاہ کو موت سامنے دکھائی دی۔ ساتھہ ہی حرم سرا سے فریاد و زاری کا غل اُٹھا۔ اُسوقت دیوانخاص سے اُٹھکر گھر مین گیا۔ در و دیوار پر اُداسی اور سوگواری برس رہی تھی۔ ہر طرف نظر حسرت سے دیکھا۔ ہر ایک کو سامنے بلا کر تشفی اور

دلاسا دیا۔ اور ایک ایک سے حق بخشوا کر رخصت ہوا۔ بعد اسکے باہر آیا۔ اور اُسی صبر و وقار سے مسند پر بیٹھ گیا۔ خبردار نے خبر دی کہ چند سردار فوج عالمگیری کے شاہزادہ کے دربار سے اسطرف رخصت ہوئی ہین۔ چونکہ اسکے کہانیکا یہی وُقت تہا۔ اسواسطے بموجب معمول کے بکاول کو حکم بھیجا۔ اور بن بلائے مہمانون کے انتظار مین توقف کیا۔ باوجود اسکے چہرہ پر وہی بشاشت تہی اور تیوری پر بل تک نتھا۔ اتنے مین سرداران مذکور ہتیار سجے ننگی تلوارین ہاتہون مین لئے پہنچے۔ اس صاحب اخلاق نے خود سلام علیک مین سبقت کی پہر بہی تاناشاہ تہا۔ بادشاہی آن بان کو نہ چہوڑا۔ یعنے ہاتہہ سر پر نہ رکھا مگر نہایت گرمجوشی اور تپاک سے اور آداب ریاست کے لحاظ سے بات کی اسکی ہیبت نے ایسا رعب ڈالا کہ وہ بہی کچہہ کہہ نہ سکے۔ اور آکر خاموش بیٹھ گئے۔ اتنے مین دن روشن ہوگیا تہا۔ بکاول نے عرض کی کہ کہانا تیار ہے۔ تب اُسنے اجازت چاہی اور اُنہین بہی چلنے کے لئے کہا۔ اگرچہ کئی عالمگیری نمکخوار اجازت کے روادار نتہے۔ مگر کچہہ انسانیت کے نمک پروردہ بہی اُنہین تہے۔ چنانچہ اُنہون نے اشارہ کیا کہ جو کچہہ ہونا تہا وہ ہوچکا ایسی ادنی بات پر حکومت جتانی تنگ ظرفی معلوم ہوگی۔ چنانچہ کہانے کی اجازت دی اور خود بہی شریک ہوئے۔ ایک سردار نے طعن سے کہا کہ یہہ کیا وقت کہانیکا ہے تاناشاہ نے نہایت بے تکلفی سے کہا کہ ہان مین اسی وُقت کہانا کہایا کرتا ہون۔ اُسنے کہا کہ یہہ تو مین جانتا ہون۔ مگر اس حال مین آپکا جی کہانے کو کیونکر چاہتا ہے۔ جواب دیا کہ البتہ علی العموم تو لوگونکا یہی حال اور خیال ہے۔ مگر انسان کو خدا پر بہی نظر رکہنی چاہئے جو شاہ و گدا دونو کا خالق ہے۔ باپ دادا نے نہایت فارغ البالی سے عمر گزاری مینے چند روز نہایت فقیری اور تنگدستی اُٹھائی۔ پہر خدا کی عنایت ہوئی تو اس

بیمقدار کو اس درجہ پر پہنچا دیا کہ جسکا وہم و گمان بھی نتھا - یعنی ایکدم مین بادشاہ ہو گیا - الحمد للہ کہ اب کوئی آرزو باقی نہین - لاکھون حاصل کیئے - اور لاکھون ہی دئے - عالم سلطنت مین جو ناشائستہ عمل ہوئے اُسکی تنبیہ و تادیب کے لئے خداوند عالم نے بادشاہت لے لی - مگر الحمد للہ کہ استقلال اور اختیار کا سررشتہ اُسیطرح میرے ہاتھہ مین رہا ہے - غرض کھانا کھا کر پھر آیا - آپ پان کھایا - اورون کو کھلایا - عطر لگایا - اور اُسی آن بان اور دلکے اطمینان سے سوار ہو کر چلا - قلعہ کے دروازہ پر اعظم شاہ ایک مختصر خیمہ مین بیٹھا تھا اور دم دم کی خبرین پہنچ رہی تھین اُسکے پاس لیگئے - ملاقات کے وقت گلے سے نایاب موتیون کی ایک مالا اُتار کر شاہزادہ کو تحفہ کے طور پر دی - بعد اسکے دربار شاہی مین آیا - یہان سوای ذلّت و خواری کے اور کیا توقع تھی - چنانچہ قید ہو کر دولت آباد کے قلعہ مین گیا اور وہان سے عالم بقا کو پہنچا

عالمگیر دکن کے ملکون کا انتظام کر رہا تھا کہ بڑاپے کے سبب سے بیمار ہوا جب وقت قریب آیا تو ملک کو تین حصون مین تقسیم کر کے تینون بیٹون کے لئے وصیت نامہ لکھدیا - اور آپ اس ملک فنا سے رخصت ہوا

عالمگیر کے بلند ارادے اور مستحکم استقلال اکثر موقع پر قابل تعجب تھے - چنانچہ اکبر کے عہد سے یہ آئین مقرر تھا کہ بادشاہ ہفتہ مین دو دفعہ ہاتھیون کی لڑائی کا تماشا دیکھا کرتے تھے - شاہجہان کے سامنے ایکدفعہ دو مست ہاتھی لڑ رہے تھے خود بادشاہ جھروکہ مین بیٹھے ہوئے تھے اور اکثر شاہزادے امرا وغیرہ خاص و عام نیچے تماشا دیکھ رہے تھے عالمگیر کی چودہ برس کی عمر تھی اور گھوڑے پر سوار کھڑا تھا

اتفاقاً ایک ہاتھی بھاگا اور جدھر یہہ کھڑا تھا اُدھر ہی آیا۔ سب بھاگ گئے مگر یہہ اُسیطرح اڑا رہا۔ اور جب ہاتھی حملہ کرکے آیا تو ایک برچھا کان مین مارا کہ سر مین غرق ہوگیا۔ ہاتھی نے چاہا کہ گھوڑے کو سونڈ مین لپیٹ کر دے مارے گھوڑا اسطرح جھکا کہ پشت سے گرا اور پھر اُٹھکر تلوار سونت ایک ہاتھ سونڈھ پر مارا۔ اس عرصہ مین اور جان نثار آپہنچے اور ہاتھی بھاگ گیا۔ بادشاہ نے ہزارون روپے تصدق کئے۔ اور سمجھایا کہ نورچشم ایسی موقع پر اسطرح اڑنا نہین چاہیئے ہٹ جانا چاہیئے تھا۔ اسنے ہاتھ جوڑکے کہا کہ غلام ہٹنے کو پیدا نہین ہوا۔ اس استقلال نے سخت مزاجی کو پہنچکر یہانتک نوبت پہنچائی کہ غیر تو درکنار سگے بھائیونکا وہ حال کیا۔ باپ کو ایسا قید کیا کہ قید زندگی سے چھوٹ کر اُسکی قید سے چھوٹا

مشہور ہے کہ عالم قید مین ایکدن باپنے کہلا بھیجا کہ خالی بیٹھے بیٹھے جی گھبراتا ہے۔ چند لڑکے ہی بھیجدیا کرو کہ اُنہین سبق پڑھا کر دل بہلایا کرون۔ عالمگیر نے سنکر کہا کہ ابتک حکومت سے حضرت کا جی نہین بھرا؟

عالمگیر کو ہر قسم کے لہو و لعب سے یہانتک کہ شعر و سخن سے بھی بالکل نفرت تھی چنانچہ دیوان حافظ کا درس مکتبون سے موقوف کروا دیا تھا۔ مگر باوجود اسکے گلستان اور دیوان حافظ ہر وقت سرہانے دھرا رہتا تھا۔ بعض مصاحبون نے اسکا سبب پوچھا۔ جواب دیا کہ لوگون کی طبیعتین خام ہین۔ حافظ کے اصل معنی پر خیال نہین کرتے۔ ناحق شراب گلنار اور معشوق گلرخسار کے نام سنکر مست ہو جاتے ہین اسلئے اُنہین اسکا دیکھنا جائز نہین

شاعرون کا بازار اسکے عہد مین سرد ہوگیا تھا مگر دربار مین اکثر امیر ہی موزون طبع

اور عالی دماغ تھے۔ بعض دفعہ ایسے قصیدے کہکر لائے کہ خود بھی محظوظ ہوکر اُسکے اشعار کو پڑھتا رہا۔ مگر جب وہ پڑھ چکے تو اُنسے فرمایش مین یہہ کہا کہ آیندہ ایسے بیفائدہ کام مین اوقات ضایع نہ کرنا۔ باوجود اسکے کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا چنانچہ اُسیکا شعر ہے ؎ غم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم ٭
چسان در شیشہ ساعت کنم خاک بیابان را ٭

لطیفہ حالت شہزادگی اور عالم نوجوانی مین ایک حرم سے محبت تھی وہ قضا الہی سے مرگئی۔ چنانچہ نہایت رنج ہوا اور جی بہلانے کے لئے دوسرے دن شکار کو سوار ہوا جنگل مین جاکر جب خواص خدمتگار ادھر اُدھر پھیل گئے تو عاقلخان نام ایک امیر نے چپکے سے عرض کی کہ اس رنج و ملال مین شکار کی تکلیف وائی آبدیدہ ہوکر یہہ شعر پڑھا ؎ نالہای کلبۂ احزان تسلی بخش نیست۔ در بیابان میتوان فریاد خاطر خواہ کرد۔ عاقلخان نے اپنا شعر پڑھا ؎ عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ٭ ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت ٭ یہہ سنکر زار زار آنسو جاری ہوگئے جب دل ٹھیرا تو پوچھا کہ یہہ کسکا شعر ہے؟ اُسنے عرض کی ایسے شخص کا ہے جو حضور کے سامنے اپنے تئین شاعر نہین کہہ سکتا۔ مسکرایا اور کئی دفعہ پڑھوایا۔

قدیم سے قاعدہ تھا کہ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا تھا تو سب شعرای با تخت اُسکا سکہ کہکر لاتے تھے۔ اور جسکا سکہ پسند آتا تھا اُسے ایک لاکھہ روپیہ انعام ملتا تھا۔ اُنکے لئے بھی لوگ سکے کہکر لائے۔ اُنہون نے کہا کہ ہمنے بھی اپنا سکہ کہا ہے۔ تم سب دیکھو اور اپنی رای ظاہر کرو۔ چنانچہ روپیہ کے لئے ہے کہ ؎ سکہ زد

درجہان چو بدر منیر زد شاہ اورنگ زیب عالمگیر ہوا اور اشرفی پر یہ سکہ زد در
جہان چو مہر منیر شاہ اورنگ زیب عالمگیر سب نے متفق اللفظ اقرار کیا
کہ حقیقت میں اس سے بہتر سکہ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ وہی سکہ جاری ہوا

سیواجی

کہتے ہیں کہ دکن کے ملکوں میں مالوجی نام ایک سردار تہا۔ خاندان اسکا بہوسلا کہلاتا تہا اور چند خود اسپہ سواروں سے بیجاپور کے دربار کا ملازم تہا۔ انہی ممالک میں لکہہ جی جادوراؤ بہی ایک نامی سردار تہا کہ دربار مذکور سے دہ ہزاری منصب رکہتا تہا اور مالوجی کی نسبت ذات میں بالادست شمار ہوتا تہا۔ ایکدن جادوراؤ کے گہر میں کسی تہوار کی تقریب سے بڑا جلسہ ہوا۔ تمام ٹہاکر سردار اکٹہے جمع ہوئے۔ مالوجی بہی اس جلسہ میں آیا اور ساتہ اپنے چہوٹے بیٹے کو بہی لایا۔ بچہ کی پانچ برس کی عمر تہی اور ساہجی نام تہا محفل میں کہیلتا پہرتا تہا۔ اتفاقاً جادوراؤ کی چہوٹی سی بیٹی کہیلتی ہوئی وہیں آنکلی۔ چونکہ صحبت بے تکلف تہی۔ جادوراؤ نے دونو بچوں کو دونوں زانوؤں پر بٹہا لیا۔ اور باتوں باتوں میں کہنے لگا کہ بچپنے کا زمانہ عجب زمانہ ہے اور اس عمر میں اگر ہماری زندگی پوچہو تو انکا بیاہ رچانا ہے۔ مالوجی سنتے ہی بول اٹہا کہ ساری سبہا گواہ رہے میرے فرزند کا رشتہ جادوراؤ جی کی بیٹی سے ہوگیا۔ اگرچہ جادوراؤ کی عالی خاندانی اور بلند نظری اسبات کی برداشت نکر سکتی تہی مگر مالوجی کا اقبال بہی اب اوج موج دکہانے لگا تہا اسلیے بدمزہ ہوکر چپکا ہو رہا۔ چند روز کے بعد مالوجی کا ستارہ اور بہی چمکا اور احمد نگر کے دربار سے پنجہزاری کا منصب اور ملک حاصل کیا جسکا راج گدی مقام پونا تہا۔ مگر اس

سنگامی کا دعویٰ اسنے اب بہی چہوڑا - اور فی الحقیقت اب دعویٰ کچہہ بچا بہی تہا - چنانچہ جادو راؤ بہی راضی ہوگیا - چند روز کے بعد اوہر ساہجی جوان ہوگیا - اودہر لڑکی نے ہوش سنبہالا - غرض دونو کی سنجوگ نے ایسا زور کیا کہ خاندان کی ریت رسوم کے بموجب شادی ہوگئی - بڑے بڑے حاکم اور فرمانروا بیاہ مین آئے - احمد نگر کا بادشاہ اپنے دربار سمیت براتیون مین شامل ہوا - لیکن عجب یہہ لگن اور مبارک گہڑی سے یہہ بیاہ رچا تہا جسکا گل مراد یہہ کہلا کہ چند سال کے بعد سیوجی پیدا ہوئے - جنکی قدم سے مرہٹے کے خاندان مین حکومت کی بنیاد پڑی - جب سیوجی ۳ برس کا تہا جو ساہجی اسکے باپ نے ایک دوسری شادی کر لی اور بیٹے کو ما کے پاس بہیجدیا - وہان دادا جی نام ایک نامی گرامی پنتہہ کا گرو تہا تعلیم تربیت کے لئے اسکے سپرد کردیا - یہہ ہونہار لڑکا وہان پرورش پاتا رہا اور وہ تربیت پاتی جو ایسے ہونہار اولو العزم کے لئے چاہئے تہی - پڑہنے لکہنے کیطرف تو خیال نکیا مگر تیر اندازی نیزہ بازی شمشیرزنی - شہسواری - وغیرہ جنگی کرتبون کے ہنر سب حاصل کئے - جب ہوش سنبہالا تو استاد کی تربیت اور جوہر ذاتی سے ایک جتی ستی پکے عقیدہ کا ہندو نکلا - اسکو اپنی زبان مین ساکہی اور کہانیان اور نظم کی داستانین سننے کا بہت شوق تہا - چنانچہ اسکے جوش کلام نے دلمین اور بہی خروش پیدا کیا - اور یہہ شوق ہوا کہ جو مضامین ان کہانیون مین سوئے ہوئے ہین انہین میدان جنگ مین للکار کر بیدار کرون - جب ۱۹ برس کا ہوا تو جوان جوان پہاڑی اور جنگلی اہل وطن موجود تہے - وہین کے جنگل اور پہاڑون مین چرند و پرند کے شکار کی مشق کرتے کرتے آدم شکاری اور راہ ماری کے میدانون مین جا پڑا - اس اتفاقی تعلیم نے اسملک کے تمام رستے اور گہاٹیون کی مقامون سے آگاہ کیا - گویا جنگل اور پہاڑون کی بن اسکے دل کی امنگ کے لئے پرورش کا پنگوڑا

ہوگئے۔ جب ۱۹ برس کا ہوا تو لوٹ مار کرتے کرتے ایک قلعہ مار لیا۔ دو برس کے بعد ایسا ہوگیا کہ خود ایک جنگی قلعہ بناکر برج و خندق سے خاطر خواہ استحکام کیا۔ بیجاپور کا بادشاہ یہہ خبر سنکر صبر نکرسکا اور داداجی آنکے استاد گرو سے جواب طلب کیا اگرچہ داداجی اپنے نونہال کو پہلتا دیکھکر دل مین تو پہولا نہ سماتا تہا۔ مگر بظاہر مین صاف انکار کرگیا اور لکھا کہ لڑکے نے جو کچھہ کیا اپنی شوخ مزاجی سے کیا ہوگا مجھے اس معاملہ سے مطلق علاقہ نہین۔ چند روز کے بعد داداجی بیمار ہوا۔ جب حال اپنا غیر دیکھا تو سیواجی کو بستر مرگ پر بلاکر پاس بٹھایا اور کہا کہ اے فرزند یہین قضاے آسمانی ہے وہ سفر پیش آیا ہے جس سے کسی فرد بشر کو چارہ نہین اور رستہ اُسکا ایسا ہے جہان سے پھرنے کا گزارہ نہین تجھے اس دنیا کی ندی مین پار اترنا ہے اور بڑی بڑی مہمون کا سر کرنا ہے مگر دیکھتا ہون کہ اکیلا ہے اور دنیا کا ابہی کچھہ دیکھا نہین ہے اسلئے چند نصیحتین کرتا ہون اور خدا کے سپرد کرتا ہون سب سے اول یہہ کہ دہرم گیان پر قائم رہنا۔ اور گاے برہمن کا ادب رکھنا پھر خاندان کی حمایت کو لازم سمجھنا۔ سپاہی کو جان سے پیارا سمجھکر اُسکی دلداری اور پرورش مین ساعی رہنا۔ ٹہاکر اور ٹہاکردوارہ کی حفاظت فرض عین سمجھنا اور جب میدان مین قدم مارا پیچہے نہ ہٹانا۔ آگے جو کرے سو خدا۔ داداجی نے تو یہہ کہکر قضا کی۔ سیواجی نے فرزندی کے دعوی سے اُسکی جاگیر اور مال و متاع پر قبضہ کیا لیکن جو روپیہ خزانے اور علاقہ سے ہاتہہ آیا اُسے تمام فوج پر تقسیم کردیا۔ اور ملک گیری کے میدان مین دل کہولکر گہوڑے دوڑانے شروع کردئے۔ پہلا شکار تو یہی مارا کہ کوئی بادشاہی سردار تین لاکہہ اشرفی کا خزانہ بیجاپور کو لئے جاتا تہا۔ اسپر جاگرا اور سارا

خزانہ لیکر پہاڑون مین گہس گیا۔ چند روز کے بعد ایک انبوہ کثیر ساتہہ لیکر نکلا جسکے نقارون سے گیان دہرم گیان دہرم کی گونج اٹہتی تہی۔ اس حکمت سے تمام گرد پیش کے علاقون مین ایک طوفان مچگیا۔ چنانچہ اکثر قلعے فتح کئے اور قلعدار انکے گرفتار کر لئے مگر جب انہین سامنے بلایا تو بہت عزت سی پیش آیا اور انعام واکرام دیکر رخصت کیا۔ سیواجی کی طبیعت جسطرح گیان دہرم کیطرف راغب تہی اسیطرح مسلمانون کے رسم رواج سے متنفر تہی اور اس سے زیادہ حمایت قومی کے حق مین سرگرم تہی۔ چنانچہ یہہ سب باتین اسوقت کی چالون کے لئے ایسی اتفاق پڑین کہ خاص و عام ہنود کے دلون مین شوق کے ولولے جوش مارنے لگے۔ اور ترقی کے دریا لہرانے لگے۔ اور جب مضامین جمع ہوگئے تو شاعری آسان ہوگئی چنانچہ اسنے بہی جتی ستی ہوکر بہگتون کی صورت بنالی۔ اور اسقسم کے اشعار کہنے لگا جس سے معلوم ہو کہ اسکی حال پر اوتارون اور دیوی اور دیوتاؤن کیطرف سے ضرور دیا کی نگاہ ہے۔

بیجاپور کا بادشاہ یہہ ہتہکنڈی دیکہکر آگ بگولا ہوگیا۔ ساہوجی یعنے سیوجی کا باپ بادشاہ مذکور کیطرف سے کرناٹک کا صوبہ تہا۔ اس سی بدعملی کا جواب طلب ہوا مگر ساہاجی نے وہی معمولی جواب دیا جو دادا جی نے دیا تہا۔ چنانچہ بادشاہ نے کسی بہانہ سے اُسے دربار مین بلاکر قید کرلیا اور کہا کہ اگر تمہارا بیٹا اپنی حرکتون سی باز نہ آئیگا تو قیدخانہ کا دروازہ تیغہ کردیا جائیگا کہ پہر جیتے جی نکلنا نصیب نہوگا۔ سیواجی اُسوقت مین بائیس برس کا نوجوان تہا۔ یہہ خبر سنکر رنج تو بہت ہوا۔ مگر ذرا نہ گہبرایا بلکہ تدبیر کے رستہ پر متوجہ ہوا اور سوچا کہ اس گہڑی وقت مین بادشاہ دہلی کیطرف رجوع کرنی چاہئی۔ چنانچہ یہہ مقصد اسکا نہایت ٹہیک پڑا۔ اور انتہای مطلب یہہ ہے کہ شاہجہان

کے دربار سے پنجہزاری کا منصب حاصل کرلیا۔ اس عرصہ مین سیواجی کے بڑھے نصیبہ نے بہی آنکہہ کہولی یعنی اُسکے علاقہ پر کوئی غنیم آگرا۔ اُسوقت دربار بیجاپور مین صلاح ہوئی کہ ساہوجی کو رہا کرکے اُسکے علاقہ پر بہیجنا چاہئے چنانچہ اُسے طوق زنجیر سے نکالکر بحالی کا خلعت پہنا دیا۔ اور وہ کہن سال بوڑھا موچہون پر تاؤ دیتا پہر اپنی حکومت پر آ قائم ہوا۔ سیواجی کا زور اور اطمینان دوبالا ہوگیا۔ چنانچہ کونکن کے راجہ کو جا مارا کئی قلعے تسخیر کئے۔ کئی قلعے خود تعمیر کئے۔ اورنگ زیب شاہزادگی کے عالم مین دکن کیطرف ملک گیری کر رہا تہا۔ اُس سے ملکسند شاہی کو تازہ کیا۔ اور اپنے ملک مقبوضہ کو زور کو زیادہ پختہ کرکے خدمت گزاری کے لئے ساتہہ ہوگیا۔ لیکن تہوڑے دنون کے بعد جو ایک موقع ہاتہہ آیا تو اسکے علاقہ مین بہی کئی جگہہ ہاتہہ مارا اور پہر ایسا صاف اُڑ گیا کہ اورنگ زیب بہی دیکہتا رہ گیا۔ چند روز کے بعد شاہجہان کی بیماری کے سبب سے شاہزادہ کو ہندوستان کیطرف پہرنا پڑا۔ اسنے پہر موقع پایا۔ اور وکیل بہیجا کہ میری پہلی خدمتون پر لحاظ ہو اور قصور معاف ہو۔ چونکہ وقت نازک تہا۔ اسلئے شاہزادہ نے فرمان معافی بہیجکر لکہا کہ قصور معاف۔ ملک برقرار۔ لیکن اپنی فوج ہمارے ہمراہ رکاب کردو۔ جب تک شاہزادہ ادہر رہا سیواجی برابر باتون مین ٹالتے رہے مگر فوج کے بہیجنے کو صاف اُڑا گئے جب اورنگ زیب ادہر آیا اور ہندوستان اور پنجاب کی مہمون مین لگ گیا تو دکن کا میدان خالی ہوا۔ انہون نے پہر بادشاہ بیجاپور کو دق کرنا شروع کیا۔ چنانچہ وہان سے افضلخان نام ایک سردار بادشاہی دہوم دہام سے جلو مین لیکر روانہ ہوا اور حکم ہوا کہ سیواجی کا خاطر خواہ علاج کرکے پہرے ؛

افضل خان بڑا سپہ سالار بڑی آن بان سے اپنی نمود کے زور مین بہرا چلا آتا تہا۔ اُس

نوجوان کو جب خبر پہنچی تو اپنی کمزور حالت کو اور بہی خوف زدہ بنا کر اپنے قلعہ مین ہو بیٹھا اور عذر معذرت کے خطوط بہیجنے شروع کر دئے خان ایک تو پہلے ہی ہوا مین بھرے ہوئے تہے اب اور بہی پہولے - مگر سیواجی نے بڑا پیچ یہہ کہیلا کہ افضل خان کا دیوان ایک برہمن تہا اسکو بلا لیا - اُسنے خان مذکور کو بالکل منقوش خاطر کر دیا کہ لڑنے مین اصلا تاب مقابلہ کی نہین - ایک قلعہ مین پناہ پکڑ کے بیٹھہ گیا ہے اور اپنے حال مین سخت پریشان ہے کہ کیا کرے اور کیا نکرے - افضل خان شیر ہوکر اور آگے چلا اور اُنہی پیغام سلامون مین بہت سے بن اور کوہستان و دشوار گزار طے کرتا ہوا آگے بڑھگیا - جب قلعے کے نیچے دامن کوہ مین پہنچے تو سیواجی نے وکیل بہیجا اور کہا کہ آپ بزرگ ہین آپکو میری حال پر شفقت اور مرحمت کرنی چاہئے - اگر آپکی بدولت دربار سے میری عزت مین فرق نہ آئے تو مجھے اطاعت اور جان نثاری مین کچھہ عذر نہین مگر چند باتین زبانی کہنی ہین - آپ اودہر سے خود تشریف لائے - ادہر سے مین حاضر ہوتا ہون بالمواجہ انکا فیصلہ ہو جائے - خان مذکور چند سپاہیون کو ساتھہ لیکر دامن کوہ سے قلعہ کیطرف بڑھا تہا جو دیوان مذکور کی معرفت پھر عرض ہوئی کہ مجھہ بیمقدار کو اس جمعیت سے بہی اندیشہ آتا ہے - مین حاضر ہوتا ہون میرے ساتھہ بہی ایک خدمتگار سے زیادہ نہین آپ بہی اپنی جمعیت کو وہین چہوڑ دین - خان بہادر نے اپنی خانی کے گہمنڈ مین انہین بہی وہین چہوڑا فقط ایک خدمتگار ساتھہ - گلے مین تن زیب کا جامہ - ہاتھہ مین ایک سیدہی سیف کہ وہ بہی کسی اور ارادے سے نہ تہی فقط نمایش و زیبایش کی غرض سے لی تہی - خراماں خراماں قلعہ کیطرف چلے - ادہر سے سیواجی ایک روئی دار زرد دگلہ پہنے - اسکے نیچے فولادی زرہ بغلین تلوار دبائے - سکڑے سمٹے نمودار ہوئے - مگر اسطرح کہ گویا ڈرے جاتے ہین اور خان کی رعب کے

مارے چل بھی نہین سکتے۔ خان بہادر نی اسکی سوکھی سہمی صورت کو تیوری بدلکر ترچھی انکہوسے دیکھا اور بڑی فخر کے ساتھہ گلے ملنی کو ہاتھہ بڑھائے۔ سیواجی نی دونو ہاتھون پہ فولادی بگ نوہ[له] چڑھائے ہوئے تھے۔ گلے ملتے ہی اسطرح جھونکے کہ اسکی پیٹھہ کے پار ہوگئے۔ خان بیچارہ ابہی حیران ہی تہا کہ یہہ بلا کیا ہوئی ؟ جو اسنے ایک بچھوے سے اسکا کام تمام کردیا۔ اگرچہ افضلخان نے بھی ایک ہاتھہ مارا مگر سیواجی کے خود نے بچا لیا سیواجی نے کمال یہہ کیا تہا کہ جنگل کی جہاڑیون مین جابجا اپنے سوار لگا رکھے تھے چنانچہ اسوقت انہین پہر کاری دوڑائی۔ خان کا لشکر جہان جہان بیفکر اور بیخبر پڑا تہا یہہ چارونطرف سے گھیر کر اسطرح اسپر گرے کہ سب تتر بتر ہوگئے۔ اور بیشمار لوٹ ہاتھہ آئی۔ چند روز کے بعد جب ادھر سے پیٹ بھر کر خاطر جمع کرلی تو عالمگیر کو دق کرنا شروع کیا عالمگیر اب بالاستقلال بادشاہ ہوگیا تہا۔ اور سیواجی ان عرصین کھلا میدان پاکر چارونطرف دوڑتا پھرتا تہا۔ چنانچہ اسکے بندوبست کے لئے عالمگیر نے شائستہ خان حاکم اورنگ آباد کو نام فرمان جاری کیا۔ شائستہ خان نے اسکی دست درازیونکی روک تہام شروع کی۔ اور فوج لیکر مارتا ہٹاتا آگے بڑھا۔ اچھے اچھے میدان ہوئے۔ اور مرہٹے انہین ایسے ایسے اڑے کہ مرمر کے ہٹے۔ آخر شائستہ خان نے بڑھتے بڑھتے خاص پونا مین جاکر مقام کیا۔ اور اتفاق یہہ کہ اس محلمین سکونت اختیار کی جہان سیواجی نے بچپنے مین پرورش پائی تہی۔ الغرض یہان بیٹھکر ادھر ادھر فوج پھیلادی۔ اور اسطرح کا کڑا بندوبست کیا کہ اکیلا دکیلا آدمی بہی بیخبر نکلنے پاتا تہا۔ لشکر شہر کے گرد پڑا تہا اور آپ خاطر جمع سے محلونمین بیٹھا تہا چونکہ پونا کی سرزمین وہی میدان تہی جہان سیواجی جیسے شیر نے بچپن مین کود پھاند کر ملک گیری کی مشق کی تہی۔ اسلئے وہان کے گھر گھر بلکہ اسکی چپے چپے زمین سے

[له] دکن کے سپاہی فولادی پنجے ہاتھو پر چڑھا لیتے تھے جن سے [illegible] لوگونکو چیرتے تھے اور انہین بگنوہ کہتے تھے۔ یعنے پنجہ شیر ۱۲

خوب واقف تہا- اور آپ باوجودیکہ بادشاہی فوج ہر طرف پہیلی تہی مگر آس پاس داؤ گہات مین لگا ہوا تہا- چنانچہ سوچ سوچکر یہہ رستہ نکالا کہ شایستہ خان کی فوج مین ایک سپاہی نوکر تہا اُس سے سازش کی- اور وہ اسکی صلاح سے ایک برات بنا کر شہر کو لیچلا- اسنے سو سو- پچاس پچاس- پیادی کچہہ کچہہ فاصلہ سے راہ مین چہوڑی- اور آپ بہیس جانبازونکی ساتہہ براتیون مین ملگیا- سر شام برات شہر کے قریب پہنچی اور بے تکلف لشکر کے بیچ سے گزر کر شہر مین داخل ہوی- شیر دلیر نے محل کے نیچے کہڑے ہوکر دم لیا اور چارونطرف نگاہ دوڑائی- دیکہا کہ سب اپنی اپنے کاروبار مین بیخبر ہین- یہہ پچہواڑے کے دروازے سے اندر داخل ہوکر دفعتًا بادل کیطرح گرجا اور ایسا بلای ناگہانی کیطرح پہنچا کہ شایستہ خان حیران ہوگیا اُسی وقت مین جان بچا کر نکل جانا فتح عظیم سمجہا- چنانچہ گہبرا کر ایک کہڑکی سے کود کر بہاگا- بلکہ اپنی ہاتہہ کی دو انگلیان بہی وہین چہوڑ گیا و

شایستہ خان تو ناشایستگی کا داغ پیشانی پر لیکر بہاگا مگر اُسکا بیٹا اور بہت سے رفیق مارے گئے- اور سیوا جی اپنا کام کر جسطرح آیا تہا اُسی طرح پاک صاف نکل گیا- راہ مین جہان جہان سپاہی چہوڑ آیا تہا وہ بیٹہے اسکی سیوا کر رہے تہے- چنانچہ انہین لیتا اور نقارہ پر فتح کا ڈنکا دیتا اپنے مورچون مین جا پہنچا- اس کامیابی کی اسکے لشکر مین بڑی بڑی خوشیان ہوئین- اور ایسی روشنی کی- کہ ۱۲ میل کے فاصلہ پر بادشاہی لوگ پڑے تہے- مگر تمام چراغان دکہائی دیتے تہے حقیقت مین کل قوم کے لئی یہہ معرکہ باعث فخر اور سرمایہ عزت ہوا- چنانچہ اب تک بہی مرہٹے اس کارنامہ کو بڑی دہوم دہام سے فخریہ بیان کرتے ہین- مرہٹے کا فرقہ طبیعت کا محنت کش بدن کا ایسا چالاک اور پہرتیلا تہا کہ دکن کی سرکارونمین پلٹنون اور سوارون مین بہرتی ہوکر دہاوون اور یلغارون مین

خوب کام دیتے تہے چنانچہ سیواجی نے اپنی قوم کے آدمیون کو اس کام کا اوزار دیکہکر اُنسے کام لینا چاہا۔ سب کو سمیٹ کر لشکر مین بھرتی کر لیا۔ اور اپنی نمک کے زور سے قومی حرارت کو دلون مین اور بہی اشتعال کدی۔ چنانچہ اب قدم ہمت کو آگے بڑھایا۔ اور بڑہتے بڑہتے یہانتک ہوا کہ سورت جیسے مالا مال شہر اور بندر کو جا مارا۔ اور چونکہ مقام مذکور کہلا میدان اور بے آڑ جگہہ تہی اسلیئے خوب جی کہولکر لوٹا اور دولت و مال بیقیاس باندہ کر اپنی ٹہکانے لیگیا۔

چند روز کے بعد ساہجی کی سنانی آئی۔ اب سیواجی اور بہی کہل کہیلے۔ چنانچہ نام پر راجگی کا طرہ اور روپیہ اشرفی پر سکہ لگایا۔ اور سلطنت کی چہوت بناکر راج قائم کردیا اودہر بیجاپور سی لڑائی شروع کردی۔ اُدہر ایک بیڑا کشتیونکا بنواکر دریا مین دوڑا دیا اور لوٹ مار سے تر و خشک کو یکسان کردیا۔ مگر مشکل یہہ ہوئی کہ اُنہین چند کشتیان وہ بہی لوٹ لین جن پر حاجی لوگ ممالک ہندوستان سے جاتی تہی اور بادشاہ دہلی کی رعایا تہی۔ اورنگزیب کو انتقام لینے کے لئے اس سی بہتر موقع نہ ہاتہہ آیا او اسقدر غصہ ہوا کہ گویا آپے سے باہر ہوگیا۔ فوراً جہاد کا فتوی لگایا اور لشکر جرار روانہ کیا۔ فوج شاہی جاتے ہی چارون طرف پہیل گئی۔ اور جابجا اسکے قلعون پر محاصری ڈالدئی۔ سیواجی جب سبطرف سی تنگ ہوا تو دیکہا کہ اورنگزیب کو دکن کے قلعون کی تسخیر کا بڑا شوق ہے مصلحت یہہ ہی کہ اسوقت اس سی ملک بیجاپور پر چلئے اور فوج کو لوٹ کی چاٹ دیجئے۔ جب بادشاہی فوج کا ٹڈی دل وتی چلا جائیگا۔ پہر جیسا ہوگا دیکہا جائیگا۔

راجہ جی سنگہ۔ عالمگیر کا سپہ سالار تہا۔ اس سے خط کتابت جاری کی۔ اور چند

ہمراہیون کے ساتھہ بہ تکلف آن موجود ہوا ۔ سپہ سالار ہند کو بڑی خاطرداری سے پیش آیا اور اسنے بہی بڑی عاجزی سے جان نثاری اور وفاداری کے قول قرار کیئے ۔ راجہ کی سفارش سے اکثر درخواستین اسکی دربار شاہی مین منظور ہوئین اور عزت و توقیر کی سرخی سے فرمانون کی پیشانی نے رونق پائی ۔ چنانچہ سیواجی اپنی فوج کو لیکر راجہ جی سنگہ کے ساتھہ لشکر مین شامل ہوگیا ۔ اور فوج شاہی نے بیجاپور پر علم اُٹھائے ان میدانون مین مرہٹون نے ایسی ایسی جانبازیان دکھائین کہ اورنگزیب بہی قائل ہوگیا چنانچہ اسنے خود اپنے خطوط مین لکھکر فرزندون اور غمخوارون کو انکی جرأتین جتائین سیواجی کو راجہ کی رفاقت اور بادشاہ کی عنایت نے بڑا دہوکا دیا ۔ یعنی علاقہ پر اپنے معتبر کو چھوڑا ۔ اور آپ سنبہاجی بیٹے کو مع پانسو سوار اور سو پیادے مرہٹے کے ساتھہ لیکر دلی کو چلا ۔ مگر افسوس کہ دلی کے تخت پر اُسوقت نہ اکبر تھا نہ شاہجہان جو اس الوالعزم بہادر کو دل و جان سے بندۂ احسان بنالیتا یہان اورنگزیب تہا اور سیواجی کی ساری اگلی پچہلی باتون کو دل کے اندر امانت لیئے بیٹھا تہا ۔ کھلم کھلا سزا دینی تو مناسب نہ سمجھی ۔ یہہ چاہا کہ اسکی کم ذاتی کا داغ اور بے حقیقتی کا رنگ لوگونکو دکہا کر بےعزت کرے اور جو جو حرکتین اسنے کی ہین انکا بخار نکالے ۔ چنانچہ جب سیواجی ۔ دلی کے پاس پہنچے تو راجہ جی سنگہ کے بیٹے کے ساتھہ ایک بے حقیقت سے آدمی کو لینے کے لئے بہیجا سیواجی کو یہہ امر ناگوار تو گزرا مگر پہر بہی دربار مین آیا اور نذرانہ گران بہا پیش کرکے بڑی حوصلہ کے ساتھہ دعا و ثنا کے فقرے ادا کرتا ہوا آگے بڑھا کہ بادشاہ نظر عنایت سے دیکہین شاہ عالی دماغ نے آنکھہ اُٹھا کر بہی نہ دیکھا اور چوبدار نے اُسے تیسرے درجہ کے امیرون مین لیجا کر کھڑا کر دیا سیواجی کو سہبات کا ایسا رنج ہوا کہ چہرہ کا رنگ بدل گیا اور ضعف سے

پیچھے کو ہٹا۔ اسپر بھی دلکو تاب نہ آئی اور غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش مین آیا تو جی سنگہ کے بیٹے کو سرہانے کھڑا پایا۔ جی سنگہ کو بہت برا بھلا کہا کہ اُسکی بدولت یہہ ذلت و خواری مجھے نصیب ہوئی۔ خیر جب بادشاہ نے میری آبرو کو خاک مین ملایا تو جان کو کسکے لیئے چھوڑا ہے اسکا بھی فیصلہ کردے۔ غرض ایسی جلی بھنی باتین کر کے دربار سے رخصت اپنے فرودگاہ کو چلا گیا۔ اورنگ زیب ایسی باتین خدا سے چاہتا تھا۔ اس حرکت کو ایسا ٹال گیا گویا گستاخی سمجھا ہی نہین۔ کہا تو یہہ کہا کہ خیر جی سنگہ نے جو اس سے وعدے وعید کئے ہین ہمین معلوم نہین۔ اُس سے دریافت کیا جائیگا۔ مگر اسکی فرودگاہ پر پہرے بٹھہ جائین ٭

سیواجی سمجھے کہ قید تو ہو لئے مگر اب اس پھندے سے کسطرح نکلنا چاہئے۔ چنانچہ اُسکا رستہ یہہ نکالا کہ پہلے اپنے ساتھیون کو بیمار ڈالا اور ہوا کی ناموافقت کا بہانہ کر کے اُنکے وطن جانے کی اجازت مانگی۔ سیانا بادشاہ چوکا اور اُسکی جمعیت گھٹنی غنیمت سمجھکر خوشی خوشی منظور کر لیا۔ وہ لوگ یہان سے نکلے مگر کچھہ تو بھیس بدلکر شہر ہی مین رہ گئے۔ اور کچھہ منزل منزل وطن تک پھیلکر بیٹھہ گئے۔ بعد اُسکے خود سیواجی بھی بستر بیماری پر پڑ گیا۔ عالمگیر نے بید حکیم بھیجے۔ انکا علاج شروع ہوا۔ روز نسخے لکھے جاتے اور دوائین تیار ہوتین۔ مگر عالمگیر کا بھی استاد تھا اسنے روپیہ کی چاٹ پر لگا کر حکیمون کو گانٹھہ لیا۔ اور مٹھائی وغیرہ کھانے پینے کی چیزین غریب فقیرون کو بانٹنے کے لئے منگانی شروع کین اشیاء مذکور بڑی بڑی ٹوکرون مین رکھکر اور بہنگون مین کسکر آنے لگین۔ چنانچہ اوّل اوّل پہرے دارون نے روکا۔ مگر جب دیکھا کہ اسمین کھانے کے سوا کچھہ نہین تو انہون نے بھی روک ٹوک موقوف کردی۔ سیواجی ایکدن سر شام سے منہہ لپیٹ کر لیٹ رہا جب کچھہ رات گئی

تو ایک نوکر کو اپنی جگہہ سلا دیا۔ اور ایک ٹوکرے مین آپ بیٹھکر دوسرے مین بیٹے کو بٹھایا۔ رازدار نمک حلال موجود تہی۔ بے تکلف سر پر دہر پہرہ دارون کے سامنے سے لئے چلے گئے کسیکو خبر نہوئی۔ باہر جان نثار منتظر بیٹھے تہے اور گہوڑا تیار تہا اُسیوقت سوار ہوا اسطرح نکل گیا گویا یہان تہا ہی نہین۔ ادہر کچہہ دیر کے بعد پہرہ دارون کو کہٹکا گذرا۔ دیکہا تو بستر پر نوکر پڑا پایا۔ داروغہ بیچارا بہت گہبرایا۔ ادہر اُدہر دیکہنا شروع کیا۔ اتنے بادشاہ کو خبر ہو۔ اور حکم احکام جاری ہون اتنے وہ ایک بے خطر رستہ لیکر متہرا کو سیدہا ہوا اور پل کے پل مین کہین کا کہین نکل گیا۔

متہرا مین سیواجی کے سیوک ذرات بیٹہے انکی سیوا کر رہے تہے چنانچہ وہان پہنچکر داڑہی مونچہہ کو صفائی بنائی۔ سادہوون کی صورت بنائی۔ بدن پر بہبوت رمائی اور اُسی رستہ سے دکن کو نکل گئے جہان سے کسیکے وہم و گمان کا بہی گذر نہوا۔ بیٹے کو ایک برہمن کے سپرد کر گئے کہ خاطر جمع سے ہمارے پاس پہنچا دینا۔ دکن مین پہنچتے ہی سیواجی وہی تہے اور اُنکے ہتہہ کہنڈی وہی تہے۔ وہان جاکر خوب دل کا بخار نکالا اور تمام اضلاع کو زیر و زبر کر کے قیامت برپا کر دی۔

ادہر جب عالمگیر کو خبر ہوئی تو بہت پیچ و تاب کہایا۔ اور ولیعہد سلطنت کو مع دو اور جنگ آزمودہ سردارون کے فوجین دیکر بڑی دہوم دہام سے روانہ کیا۔ ادہر سیواجی بہی ایک آفت تہے اُنہون نے ولیعہد اور سرداران مذکور سے سازش کرنی شروع کر دی اُدہر عالمگیر بہی قیامت تہی اُنہون نے پہلے ہی پٹی پڑہا دی تہی کہ سپاہیانہ پیچون مین کسیطرح دریغ نکرنا بیشک الجہانا۔ مگر جسوقت موقع پر چڑہے تو خواہ دشمن خواہ قتل کسی بات مین نہ چوکنا۔ چنانچہ چند روز لڑائیان بہی ہوتی رہین۔ اور اسطرحکی وار بہی چلتے رہے

آخر سیوجی کا وار پورا پڑا کہ عالمگیر اپنے بیٹون اور سردارونکی جانب سے بدگمان ہوگیا۔ اور انہین بلاکر ادہر سردارون کو بہیجدیا۔ مگر سیوجی کی خوش نصیبی یہہ کہ بادشاہ خود پنجاب کی سرحد پر افغانون کو دبا رہا تہا۔ چنانچہ وہ تو کئی برس تک ادہر مصروف رہا۔ دکن کا فساد ادہر خاطر جمع سے پرورش پاتا رہا۔ اور جو سپہ سالار وہان تہا اُسکا یہہ حال ہوگیا کہ خود حملہ کرنا تو بالائے طاق۔ غنیم کا روکنا ہی اُسے مشکل ہوگیا ؎

سیوجی اب اپنی جی کے راجہ ہوگئے جب چاہتے اُٹہتے اور کوئی نہ کوئی قلعہ مار لیتے اسی عرصہ مین انکی سالگرہ کا دن آیا۔ اُنہون نے راج تلک کا جشن کیا۔ اور تمام راجگانہ رسمین ت کروہ زرق و برق دکہائی کہ بکرماجیت اور راجہ بہوج کے دربار گرد ہوگئے تُل بیٹہکر سونیکا تلادان کیا۔ سونا روپا جواہرات نچہاور کئے۔ سردارون کو خلعت منصب۔ بڑی بڑے انعام اور جاگیرین عطا کین۔ فارسی خطابون کی جگہہ سنسکرت لفظون سے خطاب دئے۔ اور وہ حکمتین برتین جن سے ہندو جوش اور قومی خروش ملکر ایک عجیب ہیولا کھڑا ہوگیا۔ سیوجی اس عرصہ مین اپنی ملک کو پہیلاتا اور ملکی زور کو بڑہاتا رہا۔ چند روز کے بعد عالمگیر بادشاہ نے فوج کثیر کے ساتہہ ایک سپہ سالار کو گولکنڈہ پر چڑہایا اور پیچہے اسکے ولیعہد کو بہیجا کہ بیجاپور کا محاصرہ کرے۔ بیجاپور کا مسندنشین تو خورد سال تہا۔ اسکے وزیر نے گہبرا کر سیواجی سے مدد مانگی۔ اسنے غنیمت سمجہکر اُسیوقت سواری کا حکم دیا۔ ہزارون برچہیت مرہٹا بہالے اور برچہی سنبہال سنبہالکر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور یہہ ان تیاریون کو لیکر روانہ ہوا مگر یہ سپاہی تہا۔ اپنی بازوؤن مین عالمگیری لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہ دیکہی۔ اسلئے لشکر سے بچکر علاقونپر آن گرا۔ اور جہان گذر ہوا تمام ملک کو ستیاناس کردیا۔ عالمگیر بہی انتظام مین پکا اور بندوبست کا پکا تہا۔ چارون طرف احکام جاری کئے اور پہیر پہیر کر

ایسی جگہہ لاڈالا جہان سیواجی چارون طرف سی گہر گئے۔ ادہر یہہ بہی بقول عالمگیر کے پہاڑی چوہا تہا۔ اسطرح وہ بچ کر نکل گیا کہ اہل لشکر دیکہتی کے دیکہتی رہ گئے۔ عالمگیر تو اپنی کارگزاری پر غصہ اور عتاب کے وہان جاری کرتے رہی۔ یہہ چند ہی روز کے بعد نکلی۔ اور ایسی کڑک کے تک سے نکلے کہ پہلی سے دہ چند زیادہ۔ اس عرصہ مین عالمگیری فوج نے بیجاپور کو نہایت تنگ کر رکہا تہا چنانچہ ایکدفعہ وزیر بیچارہ نے سیواجی کو بڑی منت و سماجت سی مراسلہ لکہا اور خیر مین یہہ بہی لکہا کہ زیادہ تحریر کی گنجایش نہین لیکن آنا ہے تو اسوقت سب سے پہلی کام آؤ کہ بعد اسکی آنا بیکار ہے۔ بہادر کو پہر سپاہگری کا جوش آگیا۔ اسیوقت لشکر جرار پیادہ اور سوار کا لیکر دکنی گہوڑی کی باگ اٹہائی یلغار کرتا جاتا تہا جو رستہ مین پرچہ لگا کہ سنبہاجی یعنی راج کنور اپکا سپہ سالار عالمگیر سے جا ملا۔ سیواجی سنتی ہی گہبرا گیا مگر پہر بہی ہوش و حواس کو قائم رکہکر فوج کشی کے کار و بار بدستور جاری رکہی۔ ادہر سنبہاجی جب سپہ سالار کی پاس آیا تو بڑی آؤ بہگت سے اسکا استقبال ہوا خیمہ گاہ مین پہنچا تو سپہ سالار سروقد کہڑا ہوگیا۔ نہایت تپاک سی ہاتہہ کہولکر بغلگیر ہوا۔ اور اعزاز و احترام سی خیمون اور سراپردون مین اتارا۔ سپہ سالار دکن نے تدبیر یہہ سوچی تہی کہ جب بیٹی کو فوج و حشم اور طبل و علم سی ساتہہ لیکر آگے بڑہا دینگے تو باپ کی جمعیت خاندانی مین تفرقہ پڑ جائیگا۔ مگر سیواجی کا ستارہ اوج پر تہا۔ اول تو لڑکے نے باپ کے اطوار و خصائل مین سے خودسری اور سرشوری کے سوا کچہہ نہ لیا تہا۔ دوسرے یہہ پیچ پڑا کہ سپہ سالار دکن نے جو عالمگیر کو یہہ سارا عرض حال لکہا تو وہانسی حکم آیا کہ اُسے فوراً قید کرلو اور پابزنجیر کرکے ہمارے پاس بہیجدو۔ سپہ سالار نی ایسی اطاعت کو عہد و مروت کی برخلاف دیکہکر اُسی چہوڑ دیا۔ اور وہ چہوٹتے ہی سیدہا باپ کے پاس پہنچا۔ اب سیواجی نے لشکر شاہی کو ذرت دہاڑی کرکے اور جابجا رسدون پر چہاپے مار کے ایسا تنگ کیا کہ سپہ سالار دکن کو بیجاپور سے

معاملہ اُٹھا لینے کو سو اکچھہ بن آیا۔ یہہ بدر جو عین فتحیابی کا تاج تہی اُسکے صلہ مین دربار سے بہیجی ہوئی سیدو جی کے بڑی شکریے ہوئی بلکہ مبارکباد کے خلعت اور تحفون کے ساتھہ باپ کے سارے حقوق عنایت ہوئی۔ انبان شوکت کے سامان اور زور شور کے نشان ایک سے ہزار ہوگئی۔ اور وہ وقت آگیا کہ جو جو آرزوئین دل کی ہین اُنہین جی کہولکر پورا کرے۔ یعنی انہی حریفون سے سینہ بسینہ مقابلے کرکے ملک کو خاطر خواہ پہیلائے۔ یہہ ان فکرون مین تہا جو دفعتہ پیام اجل آیا اور ایسی یکایک طبیعت بگڑی کہ ۳۵ برس کی عمر مین سارے ارمان سینہ مین لیکے دنیا سے چلا گیا۔

محمد شاہ کی تمہید سلطنت

بہادر شاہ یعنی عالمگیر کے بیٹے نے باپ کے بعد سوا پانچ برس بادشاہت کی۔ مگر اسکے بعد امیرون کی کٹہ پتلی ہوگئے۔ اور تخت کے وارثون مین ایسی تلوار چلی کہ برسون مین کئی دعویدار شہزادے مارے گئے۔ آخر فرخ سیر تخت پر بیٹھا۔ مگر وہ عیش و عشرت مین ایسا مست و مدہوش ہوا کہ تاج شاہی کو سر پر سنبہال نسکا۔ بلکہ وزیر اور سپہ سالار کو جو اُسکی باعث تقویت ہوتے تھے۔ اُنہی کے مارنے کے درپے ہوا۔ چنانچہ مستی کا وار تو پورا نہ پڑا۔ ہشیاری اپنا کام کر گئی۔ اُنہون نے ۴ مہینے مین پے درپے دو اور شہزادے بہولے بہالے ڈہونڈ کر تخت پر بٹھائے شہزادے تو بہت سے نظر بند پڑے تھے مگر انہین ایسا عقل کا پورا چاہئے تہا جو کٹ پتلی کیطرح انکے اشارے پر چلے۔ آخر ایک شاہزادہ بہادر شاہ کا پوتا سلیم گڈہ مین قید تہا۔ اسکے نام پر مصلحت کا قرعہ پڑا۔ دربار اور اہل دربار اُسوقت آگرہ مین تہے چنانچہ چند امیر اُسکے لینے کو روانہ ہوئے۔

محمد شاہ کا زمانہ اور نادر شاہ کا آنا

روشن اختر شاہزادہ اگرچہ قید خانہ مین تہا۔ لیکن دُنیا کی آفتون سے محفوظ

ماں کے پہلو مین تخت بیٹھا تھا۔ دفعتہً ستارۂ اقبال اوج پر آیا۔ چند امیرون نے آکر مجرا کیا۔ اور دست بستہ عرض کی کہ تخت حاضر ہے چلکر اپنے قدم سے رونق دیجیے شاہزادہ تو لڑکا تھا اور برسون سے قیدخانہ مین آنکھین بند پڑا تھا۔ مگر ماں دیکھہ ہی چکی تھی جو بادشاہ ہوتا ہے وہی تخت کی قربانی ہوتا ہے۔ اسلیئے ہاتھہ جوڑتی پردہ سے نکل آئی کہ برای خدا مجھے تاج نہین چاہیئے۔ اس یتیم کا سر سلامت رہنے دو اور سلطنت سے معاف رکھو۔ امیرون نے ہر طرح عہد پیمان سے اسکی تشفی کی۔ بعد اسکے خود چتر لگا کر شاہانہ عظمت سے لیگئے۔ اور تاج سر پر رکھہ محمد شاہ بادشاہ غازی بنادیا۔ شہزادہ یا تو قیدخانہ کی کوٹھری مین بند پڑا تھا۔ یا دفعتہً تمام ہندوستان کا شہنشاہ ہو گیا۔ اکبری اور جہانگیری دربار مین سارے امیرون وزیرون کو سامنے ہاتھہ باندھے دیکھا۔ آنکھین کھل گئین۔ مگر دل مین حیران تھا کہ عجب بادشاہت ہے۔ محل سے نکلتا ہے تخت پر آبیٹھتا ہے۔ تخت سے اٹھتا ہے اندر چلا جاتا ہے۔ معلوم نہین دربار کیا ہے؟ اور ملک مین کیا ہو رہا ہے؟ ماں کے سوا کوئی اپنا نظر نہ آتا تھا جس سے دل کا حال کہے۔ اور کچھہ مشورہ کرے۔ وزیر اور سپہ سالار دونو دربار کی مالک تھے۔ جو چاہتے تھے سو کرتے تھے۔ اور انہی کے بھائی بند سارے کاروبار مین پھیلے ہوئے تھے باقی سب امیر برائے نام تھے

محمد شاہ تو لڑکا ہی تھا۔ ماں نے پھر بھی زمانے دیکھے ہوئے تھے۔ وہ سمجھی کہ وزیر اور سپہ سالار کے پنجہ سے رہائی ممکن نہین۔ مگر اتنی بات ہے کہ یہہ سید ہین۔ اور باقی جو دربار کے امیر ہین اکثر ترک ہین۔ اور ہر چند وہ بھی بڑے بڑے حوصلہ والے ہین۔ مگر اتفاق وقت سے دب گئے ہین۔ اور ان دونو فریقونکا آپس مین بگاڑ ہے۔ بلکہ مذہب مین بھی اختلاف ہے۔ غرض ماں نے بیٹے کو سمجھایا کہ ترکون سے جوڑ کر سیدون کو توڑ دو تو بات بنجاتی ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے بھی اسبات کا خیال شروع کیا۔ ساتھہ ہی زور طالع یہہ ہوا کہ وزیر و سپہ سالار کو بعض کامون کیلیے

لئے دربار سے دور ہونا پڑتا تہا۔ کاروبار مین بادشاہ سے گفتگو کرنے کے لئے اور امرا کو بہی رستے ملنے لگے۔ اگرچہ اُن دونو کے معتبر آدمی ہر وقت موجود رہتے تہے۔ مگر بڑی بات یہہ ہوئی کہ محمد شاہ۔ ترکی زبان جانتا تہا۔ چنانچہ اُنسے اُسی زبان مین باتین کیا کرتا۔ اور اس پردے مین جو نکتے مطلب کے ہوتے وہ بہی ہو جاتے۔ رقیبون کے آدمی کہڑے دیکہا کرتے نہ کچہہ سمجہتے نہ کچہہ کہہ سکتے ؛

رفتہ رفتہ بادشاہ کی حمایت سے ترکون نے زور پایا۔ اور انکے زور سے بادشاہ کی بادشاہت مین زور آیا۔ چنانچہ وزیر اور سپہ سالار مارے گئے اور انکی قوم کا نام دربار سے مٹ گیا اگرچہ صوبون مین اب بہی فساد تہے مگر جب دربار غبار سے صاف ہوا تو بادشاہ کی رنگین طبیعت نے اپنا اصلی رنگ دکہانا شروع کیا۔ چنانچہ ملک کا انتظام امیرون وزیرون پہ چہوڑا اور خود ناچ رنگ شراب کباب سے ایسا عیش کے دریا مین ڈوبا کہ کسی بات کی خبر نہ رہی رعیت بہی چتون سے امن چین کے ساتہہ انعام و اکرام سے مالا مال ہوتی چلی آتی تہی۔ گہر گہر عیش و عشرت سے دن عید رات شب برات ہوگئی۔ ایسی قدردان اور عالی شان سلطنتون مین علما و شعرا اور عام اہل کمال کا کیا ٹہکانا تہا۔ ہزارون آدمی جمع تہے۔ مگر بادشاہ کی طبیعت کو رنگینی پر مائل دیکہکر سب رنگین ہوگئے۔ موزون طبع۔ لطیفہ گو۔ نوجوان آکر مصاحبت مین داخل ہوئے۔ بلکہ پرانے پرانے بڈہے سر سے پانون تک خضاب ہوگئے۔ اسی عالم مین بادشاہ خود بہی شعر کہتے تہے۔ چنانچہ فارسی کا شعر ہے ؎ یار در بر صبح بر سر فکر بر جایش کنید ؛ عاشقان شب میرود زنجیر در پایش کنید ؛ اور اردو کا شعر ہے ؎ پیری مین نہ کسطرح کرون سیر جہان کی ؛ دن ڈہلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا ؛

عمدۃ الملک نواب امیر خان ایک قدیم الخدمت اور خاندانی امیرزادہ تہا کہ دلیرانہ ہمت

اور امیرانہ دماغ رکھتا تھا۔ ساتھہ اسکے لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی کا یہہ عالم تھا کہ پھلجھڑی کیطرح منہہ سے پھول جھڑتے تھے۔ خلوت و دربار مین ایسی گل افشانیان کرتا تھا کہ تمام دربار لوٹ لوٹ جاتا تھا **لطیفہ** ایک دن بادشاہ نے پوچھا کہ امیرخان یہ جو۔ پوت۔ سپوت۔ کپوت۔ لوگون مین زبان زد چلے آتے ہین اب بھی کچھہ انکی اصل ہے؟ عرض کی کہ حضور اسی دربار مین سب موجود ہین۔ بادشاہ نے کہا کیونکر؟۔ کہا۔ پوت تو ہی جیسے حضور یعنی سلطان ابن السلطان ابن السلطان اور سپوت برہان الملک کہ محمد امین نام ایک مغل ایران سے آیا۔ یہان حضور کے تصدق سے وہ مرتبہ پایا کہ باپ دادا کا فخر ہو گیا۔ اور کپوت یہہ خانہ زاد کہ باپ دادا۔ حضور کے بزرگون کی جان نثاری مین اعلی اعلی عہدون پر ممتاز رہے اور فدوی استحالت مین گرفتار ہے **لطیفہ** ایکدن امیرخان حضور مین اپنے بزرگون کی جان نثاریان۔ اور شاہجہان اور عالمگیر کی قدردانیان بیان کرتا تھا۔ اسمین یہ بھی کہا کہ میرا باپ کابل مین ناظم تھا۔ اور اپنی عقل و تدبیر سے اسقدر مورد عنایت تھا کہ کئی مہمین دکن مین فتح ہوئین۔ اور عالمگیر نے انکی فتح اسکے نام پر لکھی۔ یہہ ننگ خاندان اس حال مین حضور کے سامنے حاضر ہے برہان الملک نے کہا کہ ؎ پسر نوح با بدان بنشست ٭ خاندان نبوتش گم شد ٭ امیرخان نے کہا کہ دوسرا شعر بھی تو پڑھیے کہ ؎ سگ اصحاب کہف روزی چند ٭ پئے نیکان گرفت و مردم شد **لطیفہ** جب امیرخان۔ صوبہ الہ آباد سے آئے تو بادشاہ نے پوچھا کہ امیرخان ہمارے لئے کیا لائے؟ عرض کی کہ۔ دو ہزار احمق۔ بعد اسکے اپنے باوفا سپاہیون کو جو وہان سے ساتھہ آئے تھے موجودات کے لئے حاضر کیا بادشاہ نے

جب وہ چھیلی جوان اور انکی وردیان اور سامان دیکھی تو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ انہی لوگون کو تم احمق کہتے ہو؟ عرض کی کہ حضور ۔ نہ میری پاس خزانہ ۔ نہ ملک فقط زبانی بات پر تین سو کوس سے چلے آئے ۔ یہہ احمق نہین تو اور کون ہین ۔ بادشاہ نے کہا کہ خیر ۔ انکو اپنی رفاقت مین رکھو ۔ تنخواہ حضور سے مجرا ہوا کریگی ۔

غرض ایسے ایسے لوگون کی صحبتین تھین اور عیش و عشرت کے ہجوم تھے ۔ مہتاب باغ اور حیات بخش کے باغون کو سجا کر طلسمات کا نمونہ کر دیا ۔ نہرون مین فوارے چھٹتے رہتے ۔ بادشاہ انمین بیٹھتے ۔ ناچ رنگ کے جلسے جمتے ۔ اور شراب کے دور چلتے ۔ جب برسات آتی تو انکے ہان بہار آتی ۔ قطب صاحب کے جنگل سبزہ سے ہری بھری ہو جاتے یہہ شہر کو چھوڑ کر وہان جا رہتے ۔ حکم تھا کہ ابر سیاہ بہار نقیب ہے جب گرجنے کی آواز آیا کرے اُسیوقت کمر بندی ہو جایا کرے تو

تمام اُمرا ایک ایک ملک اور علاقہ پر تعینات تھے ۔ مگر بہار دربار کی لطف اُٹھانے کو نائب اپنے وہان چھوڑے اور خود دربار مین چلے آئے ۔ ظاہر ہے کہ جہان اہل دربار ایسے ایسے خیالات مین ہون وہان ملک کے انتظام کا کیا ٹھکانا ۔ مگر تازہ گل یہہ کھلا کہ وزیر اور سادات کے توڑنے کے لئے سب نے تجویز کی کہ نظام الملک آصفجاہ کو دکن سے بلانا چاہئے ۔ چنانچہ وہ آیا ۔ کل کاروبار اسکے سپرد ہو گئی اور ہر مقدمہ اُسی کی صلاح سے طے ہونے لگا ۔ مگر اُس دیرینہ سال نے عالمگیر کے عالم دیکھے ہوئے تھے ۔ دربار کے رنگ ڈھنگ دیکھکر بہت گھبرایا اور بادشاہ کو صلاحیت پر لانا چاہا ۔ یہان کے رنگین مزاج بھی اس سے گھبرائے ۔ اور اپنے توڑ جوڑ مارنے لگے ۔ لیکن چونکہ آصفجاہ ایک تپہ کا شخص تھا ۔ انکے وار اسکے مقابلہ کے قابل نہ ہوتے تھے البتہ دق کرتے تھے ۔ چنانچہ ایکدن بادشاہ نے اسی ملبوس

خاص کا خلعت اور وزارت کا عہدہ دیا۔ اہل دربار کو اس بات کا داغ ہوا۔ چنانچہ نوبت اسکا یہہ کیا کہ اسی رات کو ناچ کے جلسہ مین ایک بہانڈ نے بادشاہ کو بہت خوش کیا یارون نے اسی بہی ملبوس خاص کا خلعت دلوا دیا۔ اسپر بہی اس دل شکستہ نے جو طریقے اور آئین بادشاہی دربارونکے ہین وہ جاری کرنے شروع کئے۔ خلوت اور جلوت مین بادشاہ کی وقتون کی تقسیم کی اور کاروبار ملک کے پیش کرنے لگا۔ رنگین مزاجون نے اسکی ہنسی اڑانی شروع کردی۔ رنگیلے بادشاہ کو کچہہ تو خود یہہ کام وبال معلوم ہوتے تہے کچہہ امیرون نے بہکایا۔ چنانچہ آصفجاہ کی عرض معروض پر بادشاہ کی بہی وہ توجہ نرہی۔ ایک امیر نے اپنی جگہہ یہہ بہی کہا کہ کیسا بندر کیطرح بادشاہ کے سامنے اچہلتا پہرتا ہے۔ آصفجاہ کو بہی دم دم کی خبر لگتی تہی۔ سنکر کہا کہ اگر یہی حال ہے تو دیکہوگے کہ فصیل قلعہ کی ایک ایک کنگرہ پر بندر ناچیگا۔ آخر تنگ ہوکر کسی بہانہ سے اپنی علاقہ پر چلا گیا کہ ایسے مسخرون مین بیٹہکر وزیر ہندوستان کہلانے سے حیدرآباد کی صوبہ داری بہتر ہے۔ اتفاقاً انہی دنون مین نادرشاہ افغانون کو ایران سے نکالتا ہوا قندہار تک آیا تہا۔ اور افغان ادہر سے نکلکر تمام کوہستان کابل مین پہیل گئے تہے۔ چونکہ کابل مین دربار دہلی کی طرف سے صوبہ رہتا تہا۔ اسلئے نادرشاہ نے محمد شاہ کے پاس اپنا ایلچی بہیجا کہ تم بہی اپنے صوبہ کے نام حکم بہیجدو تاکہ دونو طرف سے دباکر اس فرقہ کو واردواقعی گوشمالی دین یہان ان دنون عیش وعشرت کے غل سے آواز تک نہی سنائی دیتی تہی۔ چنانچہ ایلچی راہ مین مارے گئے اور کسی نے خبر بہی نلی۔ کہتے ہین کہ آصفجاہ خود نود دکن کو گیا تہا۔ مگر نادرشاہ کو خفیہ ایلچی بہیجکر کہلا گیا کہ آپ بے تکلف چلے آئین یہان دلی تک میدان صاف ہے۔ چنانچہ چند روز کے بعد نادرشاہ نے ایلچیون کی تباہی سنکر پہر حملہ کیا

اور آخیر کو خطون کی بیجوابی نے خود اُسے بھی ہندوستان کیطرف کھینچا۔ مگر یہان یہہ حال تھا کہ عام خبرون کے علاوہ کابل لاہور وغیرہ کے حاکمون کی عرضیان بھی آتی تھین۔ اور کوئی خبر نہوتا۔ بلکہ جب لوگ نادرشاہ کے آنے کی خبرین دیتے تو امراے دربار سنکر خفا ہوتے اور کہتے کہ لوگون کے گھر بہت بلند ہین۔ دور سے نادرشاہ کا لشکر دکھائی دیتا ہے۔ جب ناچار ہوکر نادرشاہ نے کابل کو آن گھیرا تو وہان کے حاکم نے نہایت اضطراب سی عرضی لکھی۔ چنانچہ جسوقت خریطہ پہنچا تو بادشاہ مہتاب باغ مین عالم آب کا تماشا دیکھہ رہے تھے۔ اور سامنے ناچ ہورہا تھا چونکہ اُسوقت نہایت سرور کا عالم تھا۔ عرضی کو لیکر گوشہ اُسکا شراب مین ڈبویا اور یہہ مصرعہ پڑھا کہ ع این دفتر بیمعنے غرق مے ناب اولی۔ چونکہ آصفجاہ کی دانائی اور تجربہ کاری کو اُسکے حریف بھی مانتے تھے۔ اسلیے نادرشاہ کی آمد آمد سنکر اُسے بھی دکن سے بلوایا۔ اُدھر نادرشاہ نے کابل کو فتح کر کے پھر نامہ لکھا اور اپنا دوسرا ایلچی جو دربار دہلی مین رُکا ہوا تھا اُسے طلب کیا۔ یہان دربار مین یہہ مقدمہ الجھہ رہا تھا کہ کئی خط اور کئی ایلچی آئے اور اِدھر سے جواب بھی نہین گیا۔ اب جواب کیا لکھین؟ اور لکھین تو اُسمین القاب کیا لکھین؟ کیونکہ وہ اصل مین نادرقلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہین ہے۔ اتنے مین خبر آئی کہ اُسکا لشکر اٹک اُتر آیا۔ یہان بھی کوچ کی تیاریان ہونے لگین۔ اور چلتے چلتے دو مہینے مین کرنال پہنچے۔ سب نہر کے کنارہ برات کیطرح پڑے تھے اور جسطرح لوگ شہر سے عیدگاہ کو جاتے ہین اُسطرح آتے تھے اور لشکر مین شامل ہوتے جاتے تھے۔ برہان الملک کا انتظار ہورہا تھا۔ کیونکہ اُسکی فوج توپخانہ کی پشت گرمی سے ان دنون بہت نامور تھی۔ اتفاقاً جسدن وہ آکر لشکر مین شامل ہوا اُسدن نادرشاہ بھی پاس پہنچ گیا تھا۔ اور یہان کسیکو خبر بھی نہ تھی

برہان الملک نے دربار کی بے پروائی کی شکایتین کر کی کوچ کی تاکید شروع کی اُسی دن چند گھسیارے کچھہ زخمی کچھہ بد حواس دوڑے آئے کہ ہم جنگل مین گھاس کہودنے گئے تہے نادری قراولون[1] نے کئی آدمیون کو گرفتار کر لیا - اور ہمنے بہاگ کر اپنے تئین یہان پہنچایا ہے - امرانے جمع ہوکر پھر گفتگو شروع کی - اتنے مین خبر آئی کہ چند قزلباش نادری برہان الملک کے ڈیرون پر ہاتھہ مار گئے برہان الملک تلوار ٹیککر اُٹھہ کھڑا ہوا - اور کہا کہ صاحب اب کونسی بات باقی ہے جسکا انتظار کیا جاے اُسیوقت فوج لے لڑنے کو روانہ ہوا اگر خان دوران نے بادشاہ کو اطلاع دی - اُنہون نے آصفجاہ کو خبر کی - آصفجاہ بولا کہ پہر دن باقی ہے - برہان الملک کو روکنا چاہیے کیونکہ لشکر اتنی منزلین مارتا ہوا آیا ہے - اسوقت بیموقع جرأت کرنی مناسب نہین کل توپخانہ سامنے رکھکر اور سب لشکر کو ترتیب دیکر بندوبست سے لڑین تو مناسب ہی - بادشاہ نے یہی بات خان دوران کو کہلا بھیجی خان دوران سنتے ہی بگڑ کر اٹھہ کھڑا ہوا اور کہا کہ بڑی حیف کی بات ہی ایسا جوانمرد سردار آقا کے نام پر نثار ہونے جائے اور ہم پہلو مین بیٹھے اُسکے مرنے کا تماشا دیکہین - چنانچہ بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ برہان الملک اب مقابلہ مین جا پڑے ہونگے اسلئے واپس بلانا مصلحت نہین - ساتھہ ہی خود ہاتھی پر بیٹھہ - فوج کو لے - روانہ ہوا - اور آدہ کوس کا فاصلہ دیکر برہان الملک کے پہلو مین فوج جمادی

نادر شاہ بہی سنتے ہی اُٹھہ کھڑا ہوا اور فوج کے تین حصے کر کے ایک اپنے ساتھہ رکہہ دو کو دونو کے مقابلہ مین ڈالا - قزلباشون نے برابر حملہ پر حملہ کرنا شروع کیا تہوڑی ہی دیر

---

[1] قراول چند سوارون کا مجموعہ ہوتا ہے جو فوج سے آگے بڑھکر کئی کئی کوس تک گھوڑے مارتا پھرتا ہی تاکہ دشمن کی فوج کی اور گرد و پیش کے حالات کی خبر رہے - اور موقع پاتا ہے تو دست برد بھی کرجاتا ہے ۱۲

ہین عیش پرورده فوجین پریشان ہوگئین بہت سے سردار مارے گئے اور خان دوران زخمی ہوکر میدان سے پھرے۔ یہان شکست کی ہوا اُڑتے ہی خان دوران کے خیمے ڈیرے لشکر سب کارخانون کی خاک اُڑ گئی تہی۔ اتنا بہی نہ تہا کہ بیجان لاشہ کو سایہ مین رکہین غرض ایک بچھونہ کہین سے لیکر اُسمین اُتارا۔ اتنے مین بادشاہ کیطرف سے چند خواجہ سرا آئے اور آصف جاہ وغیرہ بہی عیادت کو پہنچے۔ تہوڑی دیر مین اُس بیمار نے ذرا آنکہہ کہولی اور آہستہ سے اتنا کہا کہ خیر ہمنے تو اپنا کام کر لیا اب بچے تو ورنہ تمہارا کام جانے۔ مگر اتنا کہتے ہین کہ بادشاہ کو نادر کے پاس اور نادر کو شہر مین نہ لیجانا۔ جسطرح ہوسکے اس بلا کو یہین سے ٹالدینا۔

اُدھر برہان الملک اور اُسکے چند رفیق میدان مین رہ گئے تہے وہ جوانمرد ہاتھی پر بیٹھا تیر مار رہا تہا کہ قزلباش چارونطرف سے گھر آئے۔ ایک جوان نشاپوری اسکا ہموطن گہوڑا اُڑا کر پہنچا۔ اور آواز دی کہ۔ ای محمد امین دیوانہ شدہ۔ بکہ جنگ میکنی؟ وبچہ اعتماد جنگ میکنی؟ برہان الملک نے ہاتھہ روک لیا۔ قزلباش نے نیزہ زمین پر گاڑ کہوڑے کی باگ ڈور اُس سے باندھی اور جہپٹ کر رسّا پکڑ ہودج کے اندر جا بیٹھا۔ برہان الملک ایران کے دستوروں سے واقف تہا۔ کمان ہاتھہ سے رکھدی اور اپنے تئین پنجہ تقدیر کے حوالہ کیا قزلباش ہاتھی کو گہیر کر اپنے لشکر مین لیگئے۔ نادرشاہ نے جرم بخشی کرکے عنایت فرمائی اور چونکہ شام ہوگئی تہی فوج لیکر اپنی خیمہ گاہ کیطرف پہرا۔ برہان الملک کو اپنے ساتھہ دسترخوان پر بٹہایا چنانچہ اُسنے مصلحت آمیز باتین کرکے نادرشاہ کو اسبات پر راضی کر لیا کہ حضور ایک معقول نذرانہ لین اور یہین سے واپس تشریف لیجائین۔ نادرشاہ اسبات پر راضی ہوگیا رہان الملک نے ایک عریضہ مین یہہ سب حال اپنے بادشاہ کو لکھا اور رقعہ

آصفجاہ کو بھیجا کہ تم آؤ اور اس امر کا فیصلہ کر دو۔ یہاں سب درباری حیرت مین غرق بیٹھے تھے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے! اور حیران تھے کہ کیا کرنا چاہئے؟ یہہ خبر سنتے ہی خوش ہوگئے۔ محمد شاہ نے فوراً آصفجاہ کو روانہ کیا۔ اسنے برہان الملک کے ذریعہ سے نادر کی ملازمت حاصل کی اور بعد گفتگو کے یہہ ٹھیرایا کہ دو کروڑ روپیہ نعل بہا[1] لیجیے اور یہین سے تشریف لیجائیے۔ نادر نے یہہ بات منظور کی اور آصفجاہ عہد و پیمان کرکے وہان سے رخصت ہوا۔ مگر محمد شاہ کے سامنے جاکر ان کامون کو اپنی کارگزاری اور دولتخواہی کے لباس مین ظاہر کیا یعنے برہان الملک کی حسن خدمت کو اڑا دیا حضور سے خان دوران اور امیر الامرائی کا خطاب اور خلعت بیش بہا آصفجاہ کو عنایت ہوا۔ برہان الملک کا ذکر بھی کسی نے نہ کیا۔ دوسرے دن محمد شاہ کی ملاقات ٹھیری۔ بادشاہ ادہر سے بڑی تو زک و احتشام کے ساتھہ روانہ ہوئے۔ ادھر سے نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال کے لئے بھیجا۔ وہ رستہ مین آکر ملا۔ بادشاہ نے تخت رواں زمین پر رکھوا کر ملاقات کی اُس نے فرزندانہ طور سے معانقہ کیا۔ اور ہمرکاب ہوکر بادشاہ کے پاس لیگیا۔ نادر شاہ لب فرش تک استقبال کو آیا اپنی مسند پر نہایت تعظیم سے بٹھایا۔ بعد اسکے برادرانہ اور دردمندانہ باتین شروع کین چائے آئی اُسکا دور چلنے لگا۔ نادر شاہ اُسوقت برک کی قبا۔ اُسپر قراقلی یعنے سیاہ پوست برہ کا خفتان۔ اُسپر ایک برکی جبہ پہنے تھا سر پر کلاہ پاپاخ[2] تھی ادہر محمد شاہ شبنم کا کرتہ ڈھاکہ کی ململ کا جامہ پہنے تھے۔ اور سر پر جو دستار تھی اُس سے بھی گھبراتے تھے۔ برابر پنکھا ہوتا تھا۔ نادر شاہ سے کہا کہ رخت شما بسیار گرم است بر تن گرانی میکند؟ نادر شاہ نے آہ سرد بھر کر کہا۔ کہ برادر

---

[1] مصارف جنگ اور خرچ راہ کے روپیہ کو نعل بہا۔ یا نعلبندی کا روپیہ کہتے ہین ۱۲

[2] یہہ لمبی ٹوپی تھی پوست برہ یعنے سیاہ دنبے کی کھال کی ہوتی ہے ۱۲

جان من! ہمین خست گرم ہست کہ مارا از ایران تا باینجا رسانید۔ لطافت لباس شماست کہ نگزشت از دہلی تا باینجا حرکت کنید۔ غرض بادشاہ نے ہنسی خوشی یہان سے مراجعت برہان الملک وہان امیر الامرائی کے منصب کو اپنا حق سمجھے بیٹھا تھا اسنے جب آصفجاہ کے خلعت و خطاب کا حال سنا تو بہت بگڑا۔ اور نادر شاہ سے کہا کہ حضور نے کیا غضب کیا جو ہندوستان کے قارونی خزانے چھوڑ کر دو کروڑ روپیہ پر رضامند ہوگئے یہہ رقم تو فقط غلام ادا کر سکتا ہے۔ اور بادشاہی خزانے اور امرا اور مہاجنون کے گھرانون کے کیا ٹھکانے ہین۔ البتہ شہر یہان سے چالیس کوس ہے حضور وہان تک تکلیف فرمائین۔ نادر شاہ خوش ہوگیا اور اسیوقت آصفجاہ کو بلا بھیجا وہ خوشی خوشی پھر حاضر ہوا۔ اسے حکم ملا کہ تم ٹھیرو اور اپنے بادشاہ کو بلالو۔ آصف جاہ نے کہا کہ عہدنامہ مین یہہ نہین ٹھیرا تھا۔ نادر نے کہا کہ ملک و سلطنت اور بادشاہ کی عزت و آبرو سے ہمین کچھہ تعرض نہین ہم فقط ایک ملاقات اور کرنی چاہتے ہین آصفجاہ نے ناچار بادشاہ کو لکھا۔ بہت سے امرا اور نوکر چاکر ادھر سے ساتھہ چلنے کو تیار ہوئے۔ مگر وہ فقط عمدۃ الملک وغیرہ چند امیرون اور چند خواجہ سراؤن کو لیکر آئے۔ نادر شاہ نے عزت و احترام کی ساتھہ الگ خیمہ مین اتروا دیا۔ اور کہا کہ بھائی محمد شاہ سلطنت اور دربار کا سامان مع حرم سرا کے منگوالو اور خاطر جمع سے یہین رہو۔ لشکر مین بھی حکم بھیجدیا کہ جو چاہے ہمارے لشکر مین آجائے۔ اور جو چاہے دلی چلا جائے۔ بعد اسکے اپنا فرمان اور بادشاہ کا شقہ ایک اپنے سردار کو دیکر شہر کو روانہ کیا۔ اسنے جاتے ہی قلعہ دار سے کنجیان لین اور سب کارخانون پر قبضہ کر لیا۔ لشکر کے لوگ پریشان ہوکر بھاگے۔ بہتون کو ولایتیون نے لوٹ کر باندھ لیا۔ جو انسے بچے وہ رستہ کے گوجرون نے مارے جیتے بچے تو نکلے

لیکے گھر پہنچے۔ دوسرے دن نادر شاہ بہی شاہ کو لیکر چلے اور دلی مین داخل ہوئے ثر پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی۔ مسجد مین خطبہ نادر شاہ کے نام سے پڑھا گیا۔ اور چونکہ دہرا دربار تہا۔ اسلیئے بڑی دہوم کا تزک و احتشام ہوا۔ مگر قربانی اس عید کی عجیب و غریب ہوئی۔ یعنی عصر کے وقت تک تمام شہر مین امن و امان سے عیش و عشرت ہو رہی تہی جو دفعتہ بہنگیڑ خانے مین بیٹھے بیٹھے ایک بہنگڑ بولا کہ واہ محمد شاہ رنگیلے! ۔ آخر بادشاہی پیچ کہیل ہی گیا دوسرا بولا۔ کیا؟ اسنے کہا کہ حرم سرا مین موقع تاک کر ایک قلماقنی سے نعلے کو مروا دیا[عہ]۔ یہہ ہوا دفعتہ اڑی اور ہوا کیطرح تمام شہر مین پہیل گئی۔ غضب یہہ ہوا کہ نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچون مین بے تکلف پہرتے تہی۔ انہین لوگون نے بے وارث سمجھکر قتل کرنا شروع کر دیا۔ رات کو نادر کو خبر پہنچی۔ اسنے فوج کو حکم دیا کہ اپنی جگہہ پر قائم رہو اگر تم پر چڑہ کر آئین تو جواب دو نہین تو چپ چاپ بیٹھے رہو۔ رات بہر برابر تلوار چلتی رہی۔ اور صبح تک سات سو ولایتی شہر مین کٹ گیا۔ افسوس یہہ کہ ارکان دربار چپکے تماشا دیکہا کئے۔ بلکہ چند اشخاص کہ جنکو نادر شاہ سے کہکر اپنے گھر لیگئے تہے وہ بہی مارے گئے۔ نادر نے صبحکو اٹہکر پوچہا تو یہی سنا۔ حیران ہوا کہ کرنال کے معرکہ جنگ مین کل تین ولایتی مرین اور بیس آدمی زخمی ہون! اور شہر مین میرا صد ہا سپاہی اسطرح ضایع ہو جائے؟ دنیا آنکہون مین اندہیر معلوم ہونے لگے۔ اسیوقت نکلا اور گہوڑے پر سوار ہو کر شہر کو دیکہتا ہوا چلا کہ شاید مجہے زندہ و سلامت دیکہکر یہہ طوفان تہم جائے اور دلی کے قتل عام کا دہبا میرے نام پر نہ آئے مگر شہر کے لوگون

[لہ] قلماق اگرچہ ترکون مین ایک فرقہ کا نام ہے مگر ہندستان مین قلماقنی اور اردا بیگنی اُن عورتون کو کہتے تہے جو اسلحہ جنگ سے سجی ہتی تہین اور حرم سرا مین سپاہیون کیطرح پہرے وغیرہ کا کام کرتی تہین [عہ] یعنے نادر شاہ کو مروا ڈالا ۱۲

نے اسپر بھی پتھر پھینکنے شروع کردیے بلکہ بندوقین بھی مارین یہانتک کہ ایک مصاحب کا پہلو زخمی ہوا۔ ساتھہ ہی دیکھا کہ جابجا ایرانی غریب الوطنون کے لاشے پڑے ہین یہہ دیکھکر اسکی آنکھون مین خون اتر آیا اور قتل عام کا حکم دیکر کہدیا کہ جہانتک کوئی قزلباش مرا ہوا نظر آئے ایک آدمی جیتا نہ رہے۔ یہہ کہکر ترپولئے تک آیا اور روشن الدولہ کی مسجد مین آکر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنی تلوار کھینچکر مسجد مین بیٹھہ گیا۔ کوچون مین خون کے نالے بہ گئے۔ اور گھرون مین آگ لگ کر زمین سے آسمان تک دھوان دھار ہوگیا۔ نادرشاہ کا غصہ خدا کا قہر۔ بادشاہ اور امیر سب دیکھتے تھے اور دم نہ مار سکتے تھے۔ ایک بڈھا خواجہ سرا محمد شاہ کے پاس قابو آیا اور کہا کہ حضور کے باپ دادا کی رعیت سب قتل ہوگئی بادشاہ بھی آبدیدہ ہوئے اور اتنا کہا کہ ؎ دیدہ عبرت کشا قدرت حق را ببین ٭ شامت اعمال ما صورت نادر گرفت ٭ دو پہر کے قریب جب عالم مین کہرام مچگیا تو پھر سب نے آصفجاہ سے رجوع کی۔ وہ تلوار گلے مین ڈالے۔ سر برہنہ کئے خاموش نادر کے سامنے جا کھڑا ہوا اور رونے لگا۔ نادرشاہ کے دل مین بھی خدا نے رحم ڈالا۔ پوچھا کہ چہ میخواہی؟ ۔ اُسنے یہہ شعر پڑھا ؎ کسی نماند کہ دیگر بہ تیغ باز کشی ٭ مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی ٭ نادر نے شعر سنکر سر جھکا لیا۔ تلوار میان مین کی اور کہا کہ بریش سفید تو بخشیدم۔ اُسیوقت شہر مین ایرانی نقیب اور چاؤش امان امان کہتے ہوئے دوڑے اور پل کے پل مین امن ہوگیا۔ سلطنت کے کاروبار کے ساتھہ دونو بادشاہون کی صحبتین پھر بدستور جاری ہوگئین۔ ایکدن بادشاہ نے نادر کی دعوت کی۔ ایک ایکخدمت ایک ایک امیر کے سپرد ہوئی۔ کھانے کے بعد جب چاے آئی تو عمدۃ الملک نے پیالی چاے کی بھری۔ مگر جب دینے لگا تو سوچا کہ اگر پہلے اپنے آقا کو دون تو اُدھر نادر ہے۔ ایسا نہوا ہی سر اڑا دے

؎ یعنی سنہری مسجد ۱۲

اور اگر نادر کو پہلے دون تو آیندہ بہی اپنی دربار مین منہہ دکہاتا ہی- یہان اسکی تیزی طبع کا جوہر کام آیا- یعنی محمد شاہ کے سامنے پیالی کرکے کہا- کہ شاہان بشاہان میدہند یعنی فدوی کی لیاقت نہین کہ اس عالیجاہ بادشاہ کو جام دے- آپ اپنی دست مبارک سے دیجئے- چنانچہ دونو بادشاہ خوش ہوئے اور دونو کے اہل دربار نے اس انداز خوشنما پر تحسین و آفرین کی ٭

لطیفہ ایک دن نادر شاہ کو پیٹ مین گرانی معلوم ہوئی- محمد شاہ سے حال بیان کیا- اسیوقت علویخان حکیم آیا اور نبض دیکہکر دواخانہ کے داروغہ کو اشارہ کیا- چنانچہ کشتی مرصع پر زرنگار خوان پوش پڑا ہوا آیا خوان پوش اٹھایا تو ایک مرصع مرتبان مین گلقند- الماس کا چمچہ برابر دہرا- گنگا جمنی کانٹا رتی ماشے سمیت وزن کے اندازے کے لئے ساتھہ موجود تہا- اور حکیم سوچتا تہا کہ کسقدر گلقند اسمین سے نکالے اور وزن کرکے کہانے کو دے- نادر شاہ نے خود مرتبان کو اٹھا لیا اور کہولکر دیکہا- بعد اسکے دو انگلیان اندر ڈالکر چار نوالون مین مرتبان خالی کر دیا- چونکہ اسمین خوشبو دوائین بہی ملی ہوئی تہین- اچہا معلوم ہوا اور کہا کہ- حلوای خوبست دیگر بیارید ٭

لطیفہ ایک دن نادر شاہ ہوا کہانے کو سوار ہوا محمد شاہ نے کہا کہ ایران مین ہاتہی نہین ہوتا آج آپ ہاتہی پر سوار کرو- جب ہودج مین جا کر بیٹھا تو آگے فیلبان کو دیکہا- پوچہا- این کیست؟ لوگون نے کہا کہ- فیلبانست این براند- فیلبان سے کہا- کہ عنانش من بدہ- اسنے عرض کی کہ قبلہ عالم فیل عنان ندارد باشارہ سر پا ہم راہ میرود- ناک چڑہا کر بولا- بنشانید کہ فروآیم[ؔ] مرکبی کہ عنانش بدست غیر باشد سواریرا نشاید ٭

[ؔ] فرود آیم کا مخفف ہے- یعنے ہاتہی کو بٹہا دو کہ ہم اتر آئین ۲

لطیفہ محمد شاہ کے اہل نشاط مین ایک کنچنی تہی نور بائی اُسکا نام تہا اور ناچ گانے کے علاوہ حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کا یہہ عالم تہا کہ گویا مُنہہ سے پہول جھڑتے تہے۔ ایکدن نادر شاہ نے بہی اُسکا گانا سنا۔ چنانچہ بہت محظوظ ہوئے کچھہ انعام دیا اور کہا۔ کہ نور بائی روئی ہند را سیاہ کن بیاکہ با یرانت بریم۔ یہہ سنتے ہی بائی جی کا دم بند ہوگیا۔ اور ساری لطیفہ گوئیان بہول گئین۔ دل مین ڈرین۔ کہ خوش ہوکر ساتہہ لیچلا ہے۔ اگر ذرا خفا ہوا تو خدا جانے ناک کاٹ لے۔ آنکہہ نکال لے۔ پیٹ چاک کرڈالے۔ غرض اُسیوقت یہہ غزل گائی ؎ من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی ٭ سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی نزدیکت اینچنینم دور آنچنانکہ گفتم ٭ نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی ٭ نادر شاہ بہت خوش ہوا اور اُسکا مطلب سمجھکر اپنے ارادے سے درگزرا ٭

اسی عرصہ مین نصر اللہ میرزا اپنے بیٹے کی ایک شاہزادی سے شادی کی دو مہینے وہان ہکر خاطر خواہ نقد و جنس اور جواہر جسقدر سمیٹ سکا۔ یہانتک کہ تخت طاؤس تک بہی اُٹھا لیا اور سونے چاندی کے جگّی کے پاٹ ڈہلوا کر اونٹونپر لدوا دئے۔ غرض کُل تیس کروڑ روپیہ کا اثاثہ لیکر روانہ ہوا۔ اور ڈیرہ جات۔ کابل۔ اور پنجاب کے اُن علاقون کو جنکا روپیہ کابل کی فوج مین لگا ہوا تہا اُنہین ہندستان سے نکالکر ایران کی سلطنت مین داخل کیا۔ محمد شاہ دولہا بھر یہان رنگ لیان کرنے لگے اور چند سال کے بعد اسی عیش و عشرت سے ۳۰ برس سلطنت کرکے عالم بقا کو روانہ ہوئے فقط

بابا نانک صاحب

سکھون کا فرقہ اگرچہ بابر بادشاہ کے عہد سے پیدا ہوا مگر مدت دراز تک یہہ لوگ فقیرانہ وضع اور صلح کل کے لباس مین نشونما پاتے رہے عالمگیر کے عہد مین وضع انکی بدلنی شروع ہوئی- یہانتک کہ فرخ سیر اور محمد شاہ کے عہد مین ملک گیری کے ہاتھہ پانو نکالکر تلوار سنبھالی- چونکہ اصل بانی اس فرقہ کے گرو نانک صاحب تہے اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ انکا حال بہی اس کتاب مین درج کیا جائے ۔

تلونڈی گانو مین کالو نام ایک کہتری تہا کہ حساب کتاب گانو کا لکہا کرتا تہا اُسکے گہر ایک لڑکا پیدا ہوا- کالو بہت خوش ہوا اور لڑکے کا نام نانک رکہا اسکی دائی کی زبانی بیان کرتے ہین کہ جسوقت وہ پیدا ہوا تو ایسا غل اور شور معلوم ہوا جیسے کسی بڑے امیر وزیر کی سواری کی آمد آمد مین ہوتا ہے- غرض جب لڑکا بڑا ہوا تو اُسے فارسی زبان اور رسمی حساب کتاب سکھانا شروع کیا- اُسنے بہت جلد سیکھہ لیا لیکن باوجود اسکے دنیاوی کاروبار کیطرف اُسکی طبیعت اصلا راغب نہ تہی ۔

کالو چاہتا تہا کہ بیٹے کو بنج بیوپار کے کام مین لگائے- چنانچہ اس خیال سے ایکدن اُسے بلایا اور چالیس روپے دیکر ایک جٹ کے ساتہہ کسی گانو کیطرف روانہ کیا رستہ مین اُسے چند فقیر ملے- نانک نے اُنہین کہانے پینے سے محتاج دیکہکر افسوس کیا اور کچہہ روپے دینے چاہے- ان لوگون نے کہا کہ بابا نقدی ہمارے کس کام

کی۔ ہم تو بہوکے ہین ہمین کچھہ کہانے کو دی۔ نانک خود شہر مین گیا چالیس روپیہ کا آٹا لا کر روٹیان پکوائین اور سب فقیرون کو کہلائین۔ جب اس ضیافت سے فارغ ہوا تو گھر کو پھرا۔ گھر کے پاس ایک درخت تھا باپ کے ڈر سے جا کر اسکی ٹہنیون مین چھپ رہا۔ باپ کو جب خبر ہوئی تو ڈہونڈ کر نکالا اور پوچھا کہ تو کیونکر واپس آیا اور جو روپیے مینے دئے تھے وہ کیا کئے۔ اسنے سب حال بیان کیا اور کہا کہ تمنے روپیے نفع کمانے کو دئے تھے سو مینے آخرت کا نفع کما لیا کالو کو کیا خبر تھی کہ یہہ خدا پرست لڑکا ایک موحد کامل ہو کر دنیا کے غافلون کو آخرت کے نفع کا رستہ بتائیگا۔ بیٹے کی تقریر سنکر بہت خفا ہوا اور نصیحتانہ مارنے کو تیار ہوا۔ اتفاقاً ایک زمیندار مسلمان وہان آنکلا اسنے پہلے ہی کچھہ کچھہ حالات نانک کے سنے ہوئے تھے چنانچہ کالو کو روکا اور اسے چھڑا لیا۔ آخر باپ کو جب معلوم ہوا کہ اسکی طبیعت دنیا کے کامون کے ڈہب کی بالکل نہین تو اُسے بڑا رنج ہوا۔ چنانچہ اکثر اسپر غصہ ہوا کرتا۔ مگر ماں اُسکی محبت مادری سے باپ کے غصہ کو ٹہنڈا کیا کرتی تھی۔ ناچار ہو کر سلطان پور علاقہ کپورتھلہ مین جہان اسکی بہن بیاہی ہوئی تھی وہان بھیجدیا۔ وہانکا نواب دولتخان ذات کا پٹھان ابراہیم لودی بادشاہ دہلی کا رشتہ دار تھا اور نانک کا بہنوئی اُسکی سرکار مین نوکر تھا اسنے نانک کو وہان پہنچایا۔ چنانچہ وہ بابا نانک جنہین فقر کی گدی پر بیٹھکر راج کرنا تھا چند روز کے لئے مودی بنکر بیٹھ گئے —— اب انکی سخاوت نے انکی آرزو نکالنے کے لئے اس سے بہتر موقع نہ پایا۔ دان پن کا دروازہ کہولکر رات دن برابر جاری کردیا۔ انجام اسکا یہہ ہوا کہ چند روز مین اُنپر غبن کا الزام لگا اور محاسبہ طلب ہوا

لیکن جو شخص خدا کی راہ مین خرچ کرے اُسکے حساب مین کمی کب آتی ہے! جب حساب ہوا تو انکا کچھہ روپیہ نوابکے ذمہ فاضل نکلا ۔

اُنہی دنون مین انکی شادی علاقہ بٹالہ مین ایک کھتری کے گھر ہوگئی تھی۔ اگرچہ انہین دنیا دارون کیطرح خانہ داری اور گھر بار بسانے کا شوق نتھا۔ مگر چونکہ خدا کو نسل بڑھانی تھی۔ اسی حال مین سری چند اور لچھمن دو بیٹے بھی ہوگئے۔ مگر بابا نانک کے دل پر نقش تھا کہ دنیا نقش بر آب ہے اور زندگی کا کچھہ بھروسا نہین اسلئے ہمیشہ سیاحی مین رہتے اور سفر کے پردے مین ترک دنیا کرکے یاد الٰہی کے لطف اُٹھاتے۔ اور چونکہ دنیا عقیدہ کی توحید کے ساتھہ صلح کل بھی تھی اسلئے باتین ایسی دلنشین اور خاطر پسند تھین کہ سب سنکر خوش ہوتے تھے اور ہر مذہب کے لوگ نظر عظمت سے دیکھکر صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے اسی حال مین فقیرانہ رہتے تھے کہین چنانچہ ایکدفعہ سلطانپور کے پاس بیاس دریا مین تین دن رات برابر پانی مین کھڑے رہے† اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر بھگوان کی تپسیا کرتے رہے غرض اسیطرح رفتہ رفتہ بالکل دنیا سے قطع تعلق ہوگیا۔ اور گھر بار سب چھوٹ گیا۔ جب یہہ حال اُنکے سسر نے دیکھا تو بہت رنج ہوا۔ چنانچہ وہ نواب دولتخان کے پاس آیا اور اُس سے کہہ سنکر بابا نانک کو بلوایا۔ مگر وہ ایسے اپنی دھن کے پکے ہوگئے تھے کہ ہر چند نواب کے آدمی گئے وہ باتون ہی مین ٹالتے رہے۔ نواب کے دربار تک بھی نہ آئے ۔

کہتے ہین کہ ایکدن بابا نانک کو نواب اپنے ساتھہ مسجد مین لے گئے نواب تو نماز مین مصروف ہوئے بابا نانک الگ بیٹھے رہے۔ جب نواب نماز سے فارغ ہوا تو پوچھا کہ

---

† اب بھی سکھہ اس مقام کو متبرک شمار کرتے ہین اور اسکا نام سنت گھاٹ رکھا ہے سکھہ اسی بابا کی بیڑی کہتے ہین ۱۲

نانک تم خدا کی نماز مین ہماری ساتھہ شریک نہ ہوئی! نانک نے کہا کہ تمہارا دل تو قندھار مین گھوڑون کی خریداری کر رہا تھا نماز کے ساتھہ پڑہتا؟ - نواب بھی منصف آدمی تھا اُسنے صاف کہدیا کہ فی الواقع میرا خیال ٹھکانے نتھا ۔

ایک دن قاضی جی نے انہین بلا کر نماز کے لئے مجبور کیا اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ یہہ الگ کھڑے رہے نماز نہین پڑھی - قاضی جی بہت خفا ہوئے - اور کہا کہ بابا تو نے نماز کیون نہین پڑہی؟ انہون نے ہنسکر کہا کہ قاضی جی آپ لوگون مین کھڑے ہوئے نماز پڑہتے ہین اور دل مین کبھی یہہ خیال ہے کہ بیٹا بیمار ہے کبھی یہہ فکر ہے کہ بچھڑا کھلا چھوڑ آیا ہون وہ کوئین مین نہ گر پڑا ہو - یہہ سنکر قاضی جی خاموش ہوگئے

غرض بابا نانک نے بالکل دنیا سے کنارہ کر کے فقیری اختیار کی جورو بچے انکے باپ کے گھر جا رہے - اور یہہ ملک بملک دیس بدیس پھرنے لگے - خدا کی یاد کیا کرتے اور آنکھین بند کئے دل کے دروازے کھولے بیٹھے رہتے - اس عالم مین دو آدمی انکے رفیق تھے ایک تو بالا نام شخص تھا کہ بچپن سے انکے ساتھہ تھا - یہہ ہندو دھرم تھا اور دوسرا مردانہ نام ایک مسلمان تھا کہ ذات کا ڈوم تھا - اور جب بابا نانک یاد الٰہی مین بیٹھتے تھے تو مردانہ رباب بجاکر اور تصوف اور معرفت کے بھجن گا کر دل روشن کیا کرتا - مردانہ بھی عجب بیچارہ دوانا تھا انکی رفاقت مین بھوکون مرتا - جورو بچونکو یاد کر کے تڑپتا اور اکثر بلاؤن مین بھی مبتلا رہتا ظاہر مین بہت گھبراتا مگر انکا ساتھہ نہ چھوڑتا - اور گرو نانک اور بھائی بالا کو اپنی باتون سے خوش کر کے دل بہلایا کرتا - بابا نانک اپنی سیاحی کے عالم مین ایمن آباد مین بھی چند روز آکر رہے[1] - یہان بھی انکی خدا پرستی و صفائی دلی نے بہت سے معتقد جمع کر لئے - اتفاقاً انہی

---

[1] یہان جس پر انہین گرو نانک صاحب ٹھیرے تھے وہان ادہر اودہر سے لیکر ٹھیرا [illegible] کر مین ہموار ہو جائے چنانچہ اس جگہہ کو سکھہ روڑی کہتے ہین ۱۲

دنونمین بابر بادشاہ بہی ہندوستان مین آیا۔ جب اسکی لشکر کا گزر امین آباد مین ہوا
تو شہر خوب لٹا اور گرو نانک مع اپنی معتقدون کے بیگار مین پکڑی گئے۔ اس عالم مین
بہی انکی موحدانہ کلامون نے اپنے نور کا جلوہ دکہایا۔ یعنی سپاہیون کو جب
حال معلوم ہوا تو بادشاہ مذکور کے سامنے لیگئی۔ بابر ان سے اچھی طرح پیش آیا
اور انکی باتین سنکر بہت محظوظ ہوا۔ کہتے ہین کہ اسوقت بابر بادشاہ اپنی مصاحبان
خاص کے ساتہہ بیٹہا تہا اور شراب کا دور چل رہا تہا۔ شاہ مذکور نے کہا کہ بابا کو بہی
شراب دو۔ بابا نانک نے کہا کہ اسکا نشہ عارضی ہے تہوڑی دیر کے بعد اُتر جاتا ہے
مجہے ایک ایسا نشہ ہاتہہ آگیا ہی کہ کبہی اترتا نہین۔ مجہی اس سے معاف رکہئے بابر
اس لطیفہ کو سنکر بہت خوش ہوا۔ کہتے ہین کہ اُسی بابا نانک نے دعا بہی دی تہی اور
کہا تہا کہ سات پشت تک تیری اولاد کی بادشاہت اسملک مین قائم رہیگی ؏

جب اسطرح پہرتے پہرتے دنیا کے سفر کی مدت تمام ہوئی۔ اور سفر آخری کا
وقت آیا تو ضلع گورداسپورہ مین ایک مقام پر آئے۔ وہان ایک دہرم سالہ
بنوایا اور اُسکا نام کرتارپور رکہا یہان بیٹہکر اپنی بال بچون کو بہی بلایا۔ اور جو چیلی
جا بجا تہے اُنہین بہی جمع کیا۔ چند روز ان لوگون کو اپنے پند و نصایح سے
فیض بخشی کی تہی کہ پیغام اجل کا آیا اور ستر برس کی عمر مین دنیا سے انتقال کیا ؏

بابا نانک کی خداشناسی اور وحدت پرستی کی باتین جو خاص و عام مین زبان زد
ہین۔ نہایت دلچسپ اور پر تاثیر ہین۔ ایک دفعہ بابا نانک ہردوار کے میلہ مین
پہر رہی تہے۔ چند برہمنون کو دیکہا کہ اپنی رسم مذہبی کے بموجب مشرق کو منہہ کئی
درختون کو پانی دی رہے ہین کہ پترون کو اسکا ثواب پہنچے۔ باباجی اُنکے سامنی

جاکر کھڑی ہوئی اور مغرب کو منہہ کرکے اُسیطرح پانی اچھالنے لگے۔ وہ لوگ اُنہین پہچانتے نہین سمجھے کہ یہہ کوئی گنوار فقیر پوجاپاٹ کے طریقہ سے بالکل بیخبر ہے چنانچہ ہنسکر کہا کہ بابا یہہ کیا کرتا ہے؟ اُنہون نے کہا کہ کرتارپور مین میرے کھیت ہین اُنہین پانی دیتا ہون۔ اُنہون نے کہا کہ بھلا یہہ کیا عقل ہے؟ یہان سے وہانتک صدہا کوس کا فاصلہ ہے یہہ پانی اتنی دور کیونکر پہنچ سکتا ہے؟ باباجی نے ہنسکر کہا کہ اگر اتنی دور بھی پانی نہین پہنچ سکتا تو بھلا کیونکر تمکو امید ہے کہ یہہ چار چلو پانی جو یہان چھڑک رہے ہو دوسری دنیا مین تمہارے پترون کو پہنچ جائیگا۔ بعد اسکے چند دُہرے معرفت الہی کے ایسے پڑھے کہ تمام سننے والونکی دل پانی پانی ہوگئی۔ اور سب نے آگر قدم لئے

باباصاحب کے معتقد انکی سیاحی اور صفائی باطنی کی باتین اسطرح بیان کرتے ہین کہ جو لوگ تاریخ اور علوم ظاہری کے پابند ہین۔ اُنہین سنکر حیران رہجاتے ہین چنانچہ انکا بیان ہے کہ وہ اکثر عالم ہوا مین پرواز کرتے تھے اور جس مقام پر چاہتے تھے دم کے دم مین جا پہنچتے تھے۔ بلکہ جس مقام کو چاہتے تھے اپنے پاس بلا لیتے تھے۔ یہانتک کہ عربستان کی بھی سیر کی اور مکہ مین بھی گئے۔ کہتے ہین کہ گروصاحب ایکدن حرم کعبہ کیطرف پانو کرکے سو رہے وہان کے لوگون نے جب یہہ حال دیکھا تو بہت غصے ہوئے اور اُنہین جگاکر لعنت ملامت کرنے لگے۔ اُنہون نے کہا ایسا کیا گناہ مجھہ سے ہوا جو تم اتنا خفا ہوتے ہو۔ اُنہون نے کہا ای بےعقل! تو خدا کے گھر کیطرف پانو کرکے سوتا ہے اور پھر پوچھتا ہے۔ کہ گناہ کیا ہوا؟ اِنہون نے کہا کہ مین تو جدھر

خیال کرتا ہون خدا ہی کا گہر معلوم ہوتا ہے۔ تمہارے نزدیک جدھر خدا کا گہر ہو اُدھر میری پانو کردو۔ یہہ نکتہ سنکر وہ خاموش ہوگئے ۞

اس حق شناس نے اپنی اولاد مین سے کسیکو گدی پر نہ بٹھایا۔ بلکہ اپنے چیلون مین سے میان لہنا کہتری کو اپنا جانشین کیا۔ اور اُنکا نام انگد گرو رکھا یعنے ذات ایک اور جسم جان ایک۔ انکی بی بی نے جب یہہ حال دیکھا تو اُنہین بہت رنج ہوا۔ اور آخر کو اصرار کرکے کہا کہ اپنے فرزندون کے ہوتے غیر شخصکو جانشین کرنے سے کیا حاصل ہے؟۔ جو کچہہ تم کہتے ہو یہہ تمہاری اطاعت کرینگے۔ اتفاقاً اُنہی دنون مین ایک دفعہ فرش پر چوہا نیم جان پڑا تھا۔ انہون نے بیٹون سے کہا کہ اسے اُٹھا کر پھینک دو۔ بیٹون مین سے کسینے اُسے ہاتھہ نہ لگایا گروصاحب نے لہنا کو اشارہ کیا اُسنے فوراً حکم کی تعمیل کی اور چوہے کو اُٹھا کر پھینک دیا گروصاحب بہت خوش ہوئے اور اُسے دعائین دین۔ بلکہ یہہ بہی فرمایا کہ میرا اصلی بیٹا یہی ہے جسنے میرے حکم کی تعمیل کی —— اسیطرح ایکدن کا ذکر ہے کہ جنگل مین چلے جاتے تہے۔ دیکھا کہ ایک مردار لاشہ پڑا ہے۔ باباجی نے کہا کہ جو میرا صدق دل سے چیلہ ہے وہ اس مردار کو کہالے۔ چنانچہ اور سب کو نفرت آئی مگر میان لہنا اُسی وقت جُھک کر منہہ مارنے لگے۔ پھر دیکھا تو وہ فقط موہن بہوگ یعنے تر حلوا تہا لاشہ مردار کچہہ نہ تہا ۞

چونکہ بابا نانک کے خیالات توحید مطلق کے نور سے نورانی اور صلح کل کے عطر سے معطر تہے۔ اسلئے ہندو مسلمان ہر مذہب کے لوگ اُنکے ساتہہ محبت اور اعتقاد رکہتے تھے

چنانچہ اُنکی نعش پر اگر جھگڑا ہوا یعنے مسلمان کہتے تہے کہ ہم بموجب مذہب اسلام کے تجہیز و تکفین کرینگے اور نماز جنازہ پڑھکر دفن کرینگے۔ ہندو کہتے تہے کہ ہم کریا کرم کرکے جلائینگے اس تکرار نے ایسا طول کھینچا کہ لڑائی تک نوبت پہنچی — لیکن جب نعش پر سے چادر اُٹھائی تو وہان کچھہ بہی نہتھا[1]۔ آخر فیصلہ یہہ ہوا کہ آدھی چادر ہندوؤن نے لیکر جلائی۔ اور آدھی مسلمانون نے لیکر قبر مین دفن کردی۔ مگر زمانے کی گردش ان سب پر غالب ہے چونکہ مقام مذکور دریاے راوی کے کنارہ پر تہا اسلئے پانی کی طغیانی قبر اور سمادہ دونو کو بہالے گئی ؏

گرو نانک کے بعد گرو انگد تیرہ برس اپنے چیلون کو ہدایت کرکے فوت ہوئے وہ لاولد تہے گرو امرداس اپنے چیلے کو گدی سپرد کرگئے۔ بائیس برس کے بعد وہ بہی مرگئے اُنہون نے باوجود اولاد کے گرو رام داس اپنے داماد کو گدی سپرد کی۔ وہ سات برس کے بعد مرگئے اور گرو ارجن اُنکے بیٹے جانشین ہوئے۔ پچیس برس کے بعد وہ بہی مرگئے۔ اور گرو ہرگوبند اُنکے بیٹے سجادہ نشین ہوئے۔ اٹھہ تیس برس کے بعد اُنہون نے بہی قضا کی اور گرو ہر رائے اُنکے پوتے قائم مقام ہوئے سترہ برس اپنے مریدون کو رہنمائی کرکے اُنکا بہی انتقال ہوا۔ چیلون نے اُنکے بعد گرو ہرکشن کو کہ نہایت خورد سال تہے گدی پر بٹھایا۔ مگر وہ تین برس کے بعد مرگئے۔ اُنکے بعد گرو تیغ بہادر چھوٹے بیٹے گرو ہرگوبند کے گدی پر بیٹھے مگر چونکہ

---

[1] قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ کوئی گرو کا خالصہ نکال لیگیا ہوگا ۱۲

اُنہون نے جمعیت بہت سی بہم پہنچا لی تھی اور عالمگیر کا عہد تہا بادشاہ مذکور نے اُنہین قید کیا۔ اور مروا ڈالا۔ انکے بعد انکے بیٹے گرو گوبند مسند نشین ہوئے۔ لیکن چونکہ گرو تیغ بہادر نے معتقد بہت پیدا کرلئے تہے اسکے علاوہ گرو گوبند کے دل مین خیالات ملک گیری کے سمائے ہوئے تہے۔ اور دلّی کی سلطنت نہایت ضعف پر تہی۔ انہون نے بڑا اقتدار بہم پہنچایا۔ ہزارون سکہون کی فوج پیادہ اور سوار انکی رکاب مین رہنے لگے اور بادشاہی لشکر سے بہی مقابلے ہونے لگے۔ اسکے بعد گرو بنداجی جانشین ہوئے چنانچہ اُنہون نے گرو تیغ بہادر اور گرو گوبند کے خیالات کو زیادہ تر تقویت دی اور بادشاہی صوبون کو بہی نہایت تنگ کیا یہہ محمد شاہ کا زمانہ تہا دربار سے لاہور اور کشمیر کے صوبون کو حکم پہنچا۔ اور اکثر مقامون پر لڑائیان ہوئین مگر انجام یہہ ہوا کہ گرو بنداجی بہت سے ہمراہیون کے ساتہہ قید ہوکر دلّی گئے اور وہان سب کے سب مارے گئے یہہ تینون گرو اپنے معتقدون کے دلون مین ایسا جوش وخروش پیدا کرگئے کہ وہ فرقہ جسکی بنیاد فقط فقرا اور صلح کل پر رکہی گئی تہی ایک بہادر ملک گیر گروہ ہوگیا اور ایک دن وہ ہوا کہ کل ملک پنجاب سالہا سال کے لئے اس فرقہ کے قبض وتسلط مین آگیا فقط

تمت

نمبر صفحہ	فہرست مطالب
۱	غزنوی خاندان کی بنیاد سبکتگین بادشاہ اسلام اور جیپال مہاراجہ ہندوستان بہادر کے جوہر دکھاتی ہین ؞ بہائی سی لڑکر محمود نے استقلال پایا- سومنات کا افسانہ محمود کا فتح پایا- دولت بیقیاس کا ہاتہہ آنا- محمود کے مرنے کی حالت یاس الوالعزم دنیا دارونکو عبرت دلاتی ہے
۱۸	شہاب الدین غوری اور رای پتہورا کا جنگنامہ میدان کارزار کی تصویر کہینچتا ہے پہلے جنگ مین غوری نے شکست کہائی دوسری میدان مین فتح پائی- اِن سب معرکون کی حالت اسلام کی تازہ گرمجوشی کے ساتہہ ترکونکی چستی اور بہادری دکھاتی ہے ؞
۲۸	علاء الدین کی فوج گجرات دکن کو فتح کرتی ہے- خزانے اور اجناسِ تاراجی بادشاہ کے سامنے پیش ہوتے ہین- بندیون مین رانی کولادیوی بہی حاضر ہے- بادشاہ دیکہتے ہی عاشق ہوگیا- رانی محل مین داخل ہوگئی ؞ بادشاہ مذکور کی فوج کشی شہر چتور پر رانی پدمنی کا شہرہ سنکر- پدمنی جلتی آگ مین بلکہ خاندان کی لاج پر جان قربان کرتی ہے- راجہ اور راجکے خاندان کس دلاوری سے اپنے نام یادگار چہوڑتے ہین ؞
۳۷	بادشاہ مذکور کے ولیعہد یعنی خضر خان کا عشق دیولدیوی رانی سے نہایت سنجیدہ طور پر- رانی آئی مگر کس مشکل سے آئی ؞
۴۳	بابر کا ابتدائی حال- اُسکا حملہ ہندوستان پر- بابر اور ابراہیم کی مہابہارت لڑائی پانی پت کی

نمبر صفحہ	فہرست مطالب
	میدان مین۔ قضانے قربانی مین خود ابراہیم کی جان لی ابراہیم کے یتیم فتحیاب کے سامنے حاضر ہین۔ ابراہیم کی مان برینہ سیال کچہہ عرض کرتی ہے۔ بابر کے بہادرانہ معرکون کے علاوہ ایسی ایسی باتین جس سے اسکی ذاتی لیاقتین ظاہر ہوتی ہین ؏
۶۱	ہمایون کی تخت نشینی۔ ہمایونکی بدنیتی۔ شیر شاہ کی دغا سے پہلے مقابلہ مین ہمایون کی شکست کہانی ایسی حالت کی پریشانی دیکھو۔ دوسری حملہ مین دوبارہ شکست اور اُس مصیبت کی سرگردانی دیکھو ہمایون راجپوتانہ کے ریگستانون مین تباہ پہرتا ہے۔ اکبر پیدا ہوا۔ ہمایون ایران جاتا ہے۔ مدد لیکر
	آیا اور پہر ہندوستان پر قبضہ پایا ؏
۷۹	اکبر تخت نشین ہوتا ہی۔ دیکھو اقبال کے آثار ظاہر ہوتے ہین۔ ہیمو بقال کی بہادری دیکھو۔ اکبر گجرات دکن پر یلغار کرتا ہے ۴۷ دن کا رستہ ہفتہ مین طے کیا۔ اکبر کی ذاتی خوبیان۔ حالات وحکایات جنسے اسکی صلح کل اور علم پروری کے اوصاف ظاہر ہوتی ہین ؏
۹۲	جہانگیر اور نور جہان کا افسانہ صاحب جمال بیگم کے جوہر کمال۔ کیا حاضر جواب اور موزون طبعیت پائی تہی۔ جسطرح گہر کی آرائش کے سلیقے اور انتظام ملک کی لیاقت رکھتی تہی اسیطرح بہادری

نمبر صفحہ	فہرست مطالب
	کے جوہر سے بھی خالی نہین ٭
۱۰۳	شاہجہانی سلطنت کی دھوم دہام قلعہ دہلی کی تعمیر اور جشن کا جاہ وجلال - تخت طاوس کی شاہانہ شان ٭
۱۱۰	اورنگ زیب کی عالمگیری شروع ہوتی ہے - بھائیون کے ساتھ لڑائیان اور فتحیابیان - باپ کی قید اور بھائیون کا قتلِ دردانگیز - دکن پر لشکر جاتا ہے دیکھو دولت اور سامان کی کثرت نے ترکون کی چستی وچالاکی کو کتنا بہدّا کر دیا ہے - بیجاپور اور گولکنڈہ کے محاصرے نے بڑا طول کھینچا - بادشاہ کی سخت سخت تدبیرین کاروبار کو ضعیف کئے دیتی ہین - لشکرِ عالمگیری فتحیاب ہوا
۱۱۹	تاناشاہ کی گرفتاری کی حالت دیکھی نہین جاتی - عالمگیر کی حکائتین جنسے اوسکے طبعی حالات ظاہر ہوتے ہین ٭
۱۳۶	سیواجی کی داستان - کس عالی ہمتی سے ترقی کی ہے ٭
۱۶۵	بابا نانک کا فقیرانہ افسانہ ٭

HYDERABAD STATE LIBRARY

بکتابت محمد مقصود غفرلہ

سفرنامہ

جناب ٹی ڈی فورسایتھ صاحب بہادر سی بی
کمشنر سابق جالندہر

بابت

سفر یارقند

حسب فرمایش صاحبان انجمن کانگڑہ
سنہ ۱۸۷۱ع

مطبع کوہ نور لاہور میں باہتمام سید جواد علیشاہ پرنٹر چھپا

HYDERABAD STATE LIBRARY

ترجمہ

رپوٹ مسٹر ٹی ڈی فورسایتھ صاحب بہادر کمشنر جالندھر بابت سفر یارقند

مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۷۰ء

جبکہ مرزا محمد شادی وکیل اتالیق غازی فرمانرواء کاشغر و ملک مشرق ترکستان ۲۸ مارچ ۱۸۷۰ء کو جناب ویسرای صاحب بہادر ہند کے حضور مین بمقام کلکتہ باریاب ملازمت ہوا۔ اُسنے اپنے آقا کی طرف سے جناب ممدوح کی خدمت مین یہہ درخواست کی کہ میرے ہمراہ ایک انگریزی افسر بھی اتالیق غازی کے دربار مین ملاقات کرنے کو بھیجین تاکہ فیمابین سلطنت کاشغر اور ہندوستان کے سلسلہ ارتباط و اتحاد مضبوط ہوجاوے ❖

۲ - بموجب اسکی مسٹر سی یو ایچیسن صاحب بہادر سی ایس آئی فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند نے اپنی چٹھی نمبری ۵ الف مورخہ ۲۲ اپریل ۱۸۷۰ء مین آپکو اطلاع دی کہ ہز اکسلنسی جناب ویسرای صاحب بہادر ہند نے اس درخواست کو منظور فرمایا اور اس مہم کے واسطے مجکو مقرر فرمایا اور بموجب اون ہدایات کے

جو مجھے ہوئی تھین مین اب اپنی کارروائی کی یہہ رپوٹ لکھتا ہون ۞

۳- مجکو ہدایت صرف یہہ ہوئی تھی کہ مین یارقند مین جاکر اتالیق غازی سے ملاقاتِ دوستانہ کرون اور اُس ملک کی تجارت کے اجراء اور ترقی مین کوشش کیجاوے - یہہ ملاقات بطور پیغام کے نہ تھی اور نہ اس سے کوئی ملکی کام مدنظر تھا - صرف مجکو حکم ہوا تہا کہ اُس ملک مین جانی آنیکا ایسا بندوبست کرون کہ موسم سرما مین برف سے راستے بند ہوجانے کے باعث سال آیندہ تک وہان اوٹھیرنا نہ پڑے اور باوجود اسکے مجکو یہہ ہدایت بھی تھی کہ مین تجارت کا حال دیکھون اور معلوم کرون کہ کونسی چیزین ہندوستان کی ملک یارقند مین زیادہ مطلوب ہوتے ہین اور ملک یارقند و نیز ممالک گرد نواح کے حالات مفید مثل آمدنی زمانہا گذشتہ و حال کے تواریخ اور دیگر مفید امورات کیا ہین اور اُنکے دریافت کرنے مین جہانتک ممکن ہو مین کامل اور معتبر تحقیقات کرون -

۴- مراتب مذکورۂ بالا مین کامیاب ہونے کے لئے اور تحریری باتون مین امداد ملنے کے واسطے میرے ماتحت ایک عملہ بھی افسران دیسی و انگریزی کا کردیا گیا تھا اور ۱۷۵۰۰- روپیا بھی اس مہم کے واسطے منظور فرمایا گیا تھا جسکا خرچ کرنا اور حساب رکھنا اور بر وقت واپسی وہ حساب منظوری اور اطلاع کیواسطے گورنمنٹ مین پیش کرنا میرے ذمہ لگایا گیا تھا ۞

۵- جو اشخاص اس مہم مین میرے شامل تھے تفصیل اُنکی یہہ ہے

مسٹر آر بی شا صاحب یہہ یورپین صاحب سب سے اول یارقند کو بھی گئے تھے اور اس سبب سے بانی مبانی تجارت مابین ہندوستان و وسط ایشیا کا انھین صاحب کو سمجھنا چاہیئے ۞

ڈاکٹر ہندرسن صاحب مڈیکل افسر جنکے ماتحت اشخاص ذیل تھے - محمد یسین

نیٹو ڈاکٹر۔ ایک شخص پرند جمع کرنیوالا۔ ایک شخص پودے اور درخت جمع کرنیوالا

میر اکبر علی خان بہادر سی ایس آئی بڑے مشہور و معروف شخص ہم ایچیسینیا کے جونیٹو سکرٹری کے طور پر کام کرتے تھے ؛

تارا سنگہ۔ یہہ شخص بڑا باحوصلہ اور ہوشیار سوداگر پنجاب کا ہے سب سے پہلے یارقند کو بھی یہی شخص گیا تھا اور وہانکے لوگونسے اور ملک سے بخوبی واقفیت رکھتا تھا اس شخص نے میرے ساتھ معہ اپنی دو بھائیونکے جانیکے درخواست خود کی اور مینے اُسکو اپنا توشیخانہ اور صندوق خزانہ سپرد کیا ؛

ملک قطب الدین جسکو مہاراجہ صاحب بہادر والی جمون و کشمیر نے بروقت گذرنے میری کمپ کے اُنکے ملک مین کو کمپ کی خبرداری اور نگہبانی و آرام و آسایش پہونچانے کو مقرر فرمایا تھا ؛

ابراہیم خان ڈپٹی انسپکٹر پولس معہ آٹھہ پولس مین کے جنمین سے صرف چار آدمی کشمیر کی سرحد سے باہر تک ہمارے ساتھہ گئے تھے ؛

دیوان بخش نیٹو رائیٹر جو سفر یارقند مین پیشتر بھی مسٹر شا صاحب کے ساتھ رہا تھا ؛

میجر منگمری صاحب آر سی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پیمایش علم مثلث نے مہربانی فرماکر اپنے ایک بڑے پنڈت کو میرے سپرد کیا جو ہمارے ساتھہ جھیل پاگونگ تک شمول ہوا اور اُنھون نے مجکو بڑے مفید نقشے اور آلات بھی دیئے ؛

ہری چند ولد ٹھاکر تاراچند سردار لاہول جو بمقام لداخ ہمارے کمپ مین شامل ہوا

اور منشی فیض بخش جو براہ افغانستان و بدخشان گذر پامر پر روانہ ہوئے تاکہ یارقند مین ہمسے شامل ہوجاوین ؛

۶ - مجکو ہدایت تھی کہ ایلچی یارقند کے ساتھہ بمقام لہیہ متعلقہ لداخ اخیر جون تک

شمول ہوجاؤن چونکہ مسٹر شا صاحب ۲۰ مئی تک انگلستان مین ہی تھے اور اُس سبب سے وہ ہمسے شروع جولائی سے پیشتر شمول نہو سکتے تھے اسلئے لیہہ مین پہونچنے تک مہم بخوبی جاری نہین ہوئی تھی اور اس مقام تک اس سڑک کو اور سیاحون نے بھی اکثر دیکھا ہے اور حال بھی انکا بیان کیا ہے اسلئے صرف چند حالات خرابی سفر کے قابل بیان ہین *

۷- ۲۶- اپریل کو مین جالندہر سے روانہ ہو کر جمون کو گیا اور وہان اپنا کمپ تیار کیا- اور سامان باربرداری اور رسد وغیرہ بوصول قیمت مہیا کرانا مہاراجہ صاحب نے اپنے ذمہ لیا اور اُس مطلب کے واسطے مہاراجہ صاحب نے ملک قطب الدین کو ہمارے کمپ کے ساتھ مقرر فرمادیا جو مجھسے ہمیشہ ایک فہرست اشیاء مطلوبہ کی لے لیا کرتا تھا اور اُسکا انڈنٹ افسران لوکل کے نام کردیا کرتا تھا- اور چونکہ لیہہ سے اُس طرف کے مُلک کی مجکو خبر تھی کہ وہ بہت دشوار گذار ہے اور وہانکے لوگ بھی مہمان نواز نہین ہین اسلئے مین نے وزیر لداخ کو پہلے سے مطلع کر دیا تھا کہ گھاٹی چنگ چمو کے آگے سڑک پر گھاس لکڑی اناج وغیرہ اشیاء ضروری قبل از پہنچنے ہمارے کے موجود کر دیا جاوے اور کراکورم کے راستہ پر بھی سامان مذکور معہ یابوہاے باربرداری تیار رہین جسکے جواب مین وزیر مذکور نے یہہ لکھہ بھیجا تھا کہ ہر یک شی مطلوبہ بہم پہونچائی جائیگی *

۸- جمون سے ہمارا کمپ براہ بانہال گذر کشمیر کو روانہ ہوا اور ۲۸ مئی کو سری نگر مین پہنچ گیا یہان مین کچھ عرصہ تک وکیل یارقند کے انتظار مین مقیم رہا کیونکہ وکیل مذکور موجب اپنے قصد کے اس سبب سے لیہہ مین نہ پہونچ سکا تہا اور لاہور مین مقیم رہا کہ کچھ بندوقین جو اُسنے کلکتہ سے اپنے آقا کے واسطے

منگائی تھین اونکو ہمراہ لیکر روانہ ہووے ؛

۹- جب مین سری نگر کے مقام مین تہا صاحب فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند کی ایک چٹھی مورخہ ، جون میرے پاس اس مضمون سے پہونچی کہ یہان افواہًا یہہ خبر پہونچی ہے کہ اتالیق غازی کی مملکت مین اندنون کچھ فساد برپا ہوگیا ہے تمکو ہدایت کیجاتی ہے کہ تاجران یارقند سے جو تمکو راستہ مین ضرور ملینگے اور بذریعہ خطوط وغیرہ کے خواہ لیہہ مین یا اور کہین جاکر یارقند کے حالات سے بخوبی واقفیت حاصل کرو اور بعدازان مجکو یہہ ہدایات اور ملین کہ اگر یارقند مین امن نہین تو تم وہانکا جانا یکلخت ترک کرو اور بحالت یارقند مین فساد برپا ہونے کے تم ہندوستان کو واپس آنے کی طیاری کرو ؛

۱۰- بموجب ان ہدایتونکے خبر صحیح حاصل کرنیکے لئے مینے مندرجہ ذیل تدبیرین کین ؛

۱۱- ہندوستان سے یارقند کو تین راستہ جاتے ہین ایک افغانستان و بدخشان مین ہوکر دوسرا کشمیر سے گلگت و یاسین کو گذر پامیر پر ہوکر- تیسرا لداخ مین سے کوہ کراکورم پر ہوکر- اول راستہ کو فیض بخش روانہ ہوچکا تھا اور مجھے امید تھی کہ کوئی خبر جو اوس سڑک پر اُسکو ملیگی وہ میرے پاس بھیجدیگا - اور ابراہیم خان کو مینے براہ گلگت روانہ کیا اور اُسکو ہدایت کردی کہ بہت جلد یارقند کو جاوے اور وہانسے سنجو اور تاشدولا مین سے گذر کر سرحد یارقند پر میرے کمپ مین آشامل ہو اور خوش اتفاقی سے جو مسٹر ہیورڈ صاحب سیاح وسط ایشیا بھی مجکو آملے تہے اور اُنسے بڑے مفید حالات مجکو معلوم ہوئے تھے ایک آدمی مین نے اُنکے ہمراہ بھی کردیا کہ وہ اُنکے ساتھ یاسین ہوکر یارقند کو جاوے جو مسٹر ہیورڈ کے ساتھ مارا گیا - کرنیل گارڈن صاحب سے گفتگو کرنیکا بھی موقع ہوا جسکے نیک مشورہ کا مین نہایت احسانمند ہون اُنہون نے بہت سے

باتین اور حالات مفید تجربہ کئے ہوئے مجکو بتلائے - آخر کار تارا چند نے دلیری اور ہمت کر کے تن تنہا لہیہ کو جانے کا اور وہانسے بہمراہی ہری چند شاد و لاین پہونچنے کا قصد کیا کہ وہان ہندوستان کے کاروانون اور نیز اقوام کرغز سے جو گھاٹی کراکش مین آوارہ پھرتے ہین یارقند کے فساد کے صدق و کذب کو دریافت کرے اور چونکہ ظاہرا صحیح خبر یارقندکی اول ہے اول لہیہ مین پہونچتے ہی اسلئے مین نے قطعی منصوبہ کر لیا کہ اب ابھی یارقند کا انتظار فضول ہے اور مین یکلخت لہیہ کو روانہ ہو جاؤن چنانچہ میر اکبر علیخان بہادر کو سٹرک جمون پر بھیجدیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ میرزا محمد شادی وکیل کو اپنے ساتھ لاوین اور تاریخ ۱۴ جون کو مین معہ ڈاکٹر ہنڈرسن صاحب کے سری نگر سے لہیہ کو روانہ ہو گیا

۱۲- اس سفر مین دو آدمی ہمکو اور مل گئے جنسے ہمکو بڑی تقویت ہوئی اور ہم نے خیال کیا کہ یہہ اشخاص خوش قسمتی سے ہماری آیندہ کارروائی یارقند مین بڑے مددگار متصور ہین یعنے قاضی سید محمد یعقوب برادرزادہ اتالیق غازی و خلیل عربی ہمراہی قاضی موصوف کیفیت جنکی یہہ ہے کہ کچھ سال گذرے قاضی سید محمد یعقوب موصوف قوقند سے قسطنطنیہ کو اس غرض سے گئے تھے کہ اپنے وطن کے حالات نیک شاہ روم سردار دین و ایمان کے سامنے پیش کرین ؎

۱۳- لیکن قسطنطنیہ مین پہنچکر جب اُنہون نے یہہ سنا کہ اُسکے ملک مین فساد پھیل گیا ہے وہ باین ارادہ کہ تا ہونے امن کے تین چار سال تک صبر کرنا چاہئے وہین ٹھیر رہے کہ اسی اثنا مین اُسکو خبر پہونچی کہ اُسکے چچا نے ترکستان مین کامیابی حاصل کی ہے جبپر وہ فی الفور اپنی قسمت آزمائی کرنے کو اس ارادہ سے ادہر کو روانہ ہوئے کہ براہ ہندوستان و کشمیر کاشغر مین پہونچکر یعقوب بیگ اتالیق غازی سے ملاقات کرین ؎

۱۴ — یہہ قاضی سید محمد یعقوب صاحب چونکہ ذات سید اور حاجی تھے اور اپنے پرہیزگاری اور ایمانداری مین مشہور و معروف اور عقل بھی صائب اور سلیم رکھتے تھے اسلئے وہ بڑے اعلے درجہ کے ایمانداروں مین شمار کئے جاتے تھے اور تمام مسلمان اور بڑے بڑے مولوی اُنکی بڑی تعظیم کرتے تھے - مینے اُنکو مہاراجہ صاحب کشمیر کے ہان بھی مہمان پایا تھا اور وہ گورنمنٹ انگریزی مین بھی بڑی تعظیم و تکریم پا چکے تھے - اور کشمیر مین وہ خواجہ غفور شاہ نقشبندی کے مکان پر قیام پذیر تھے کہ یہہ خواجہ صاحب بھی کشمیر مین ایک معزز رئیس ہین جنکا حال شاید آگے اور بھی لکھا جائیگا - اور قاضی موصوف خود بھی اپنے آپکو بڑا ایماندار اور مصنف کتب بڑے افتخار کے ساتھ سمجھتے تھے - چنانچہ ایک روز بارش ہو رہی تھی اور ہم سب ایک گنجان درختوں کے سایہ مین قالین بچھا کر بیٹھ گئے تھے اُسوقت اُنہون نے اپنے نوکرون سے دو بڑی خوبصورت کتابین مجلد بہت عمدہ صفائی سے لکھی ہوئین منگائین اور بیان کیا کہ مینے بوقت قیام سری نگر تصنیف کین ہین اور خلیل عربی ایک عربی مولوی تھا جو مدینہ سے بغرض سیر یارقند قاضی سید محمد یعقوب کے ساتھ آیا تھا یہہ شخص فارسی زبان کا ایک حرف نہین بول سکتا تھا اور ہندوستان کی مروجہ زبانون مین تو محض عمّی تھا وہ عرب سے بسواری جہاز و اگن بوٹ دریار انڈس لاہور مین پہونچا تھا اور وہان سے منزل بمنزل سری نگر مین پہونچا تہا اور یہان قاضی سید محمد یعقوب کے ساتھہ ہو گیا تھا اُسکی ہمراہیونکی زبانی معلوم ہوا کہ وہ کاشغر کو اتالیق غازی سے ملنے کو اس غرض سے جاتا تھا کہ اُسنے مدینہ مین اتالیق غازی کی ایک کاروان سرائے بنوائی ہوئی دیکھکر اور شہرت فیاضی اتالیق غازی کی سنکر یہہ امید کی تھی کہ حاکم مذکور سے بہت سا روپیہ حاصل کرکے مدینہ مین ایک مدرسہ بنواؤن گا

اسلئے کچھ عجائب تحفجات عربی کتب کے اور قرآن وغیرہ بطور پیشکش اپنے ساتھ لایا تھا لیکن چونکہ انسان کی امیدین اور تجویزین ناپائدار ہوتی ہین اُسکی بدقسمتی اور برگشتگی سے وہ ٹٹو اُسکا جو ان قیمتی کتابون سے لدا ہوا تھا لداخ کی سڑک پر دریاے ڈراس کے کمزور پل پر سے عبور کرتا ہوا اچانچک دریا مین پہسل پڑا اور بہ گیا ہم نے دیکھا کہ اسوقت خلیل عربی کنارۂ دریا پر ان کتب کے ضایع ہوجانے سے بحالت مایوسی بُت سا بنا ہوا کھڑا تھا

۱۵- یہیہ تک ہم بڑی آسایش اور آرام کے ساتھ کوچ کرتے ہوئے گئے خاص کر کارداران ریاست کشمیر ہماری خبرگیری مین خوب متوجہ ہوئے دَویم جولائی کو ہم دارالسلطنت لداخ مین پہونچ گئے اور مرزا محمد شادی ایلچی یارقند بھی ہم سے راستہ مین ہی آن ملا۔

۱۶- یہہ شخص مثل اپنے آقا کے پسکات ضلع قوقند کا متوطن ہے اور روسیون کے ساتھ مقابلہ اور لڑائی کرنے مین اور مشرقی ترکستان کی فتح مین اپنے آقا کا ہوا خواہ رہا ہے اُسکا عہدہ اپنے آقا کے دربار مین منشی یا سکرٹری کا ہے اور اسی مرتبہ پر وہ ایک مراسلہ لیکر دو سال ہوئے کہ روسی جنرل کے پاس تاشقند مین گیا تھا اور بعد ازان سینٹ پیٹرزبرگ دارالسلطنت روس مین پہونچا اور وہانسے کاشغر مین واپس آتے ہی کلکتہ کو بھیجا گیا ایک اُسکا مطلب ہندوستان مین خرید کرنے اسلحہ کا بھی تھا جنکے بہم پہونچانے کے لئے وہ لاہور مین زیادہ مقیم رہا اور اُسکے اس جہیل کے باعث اس مہم مین ایک مشکل بھی پیش آئی جسکا ذکر آگے کیا جائیگا- وہ اپنے ہمراہ پنجاب سے ۱۵ کاریگر بھی اس وعدہ سے لایا کہ اپنے آقا اتالیق غازی سے تمکو بہت سا روپیا بصلہ تمہاری کاریگری کی دلایا جاویگا

۱۷- لهیه مین پهونچکر اول مجکو یهه فکر هوا که جو افواه یارقند مین فساد بر پا هونے کی اوڑی هے اُسکی تحقیقات کامل کرون مگر موسم سرما مین یعنے جنوری سے جون تک ممکن نهین که کوئی بیوپاری اور مسافر یارقند اور لهیه کے مابین برفانی راستون مین هوکر آمد و رفت کر سکے اسلیئے خبر بهی بالکل نهین آنے جانے پاتی تهی مهینے مئی اور جون مین دو تین قاصد بهی کشمیر سے ترکستان کی طرف بهیجے گئے تهے هان اُسوقت لهیه مین ترکستان سے صرف ایک شخص مُلّا باقی نام دادخواه وزیر یارقند کا قاصد ڈاکٹر کیلی صاحب کے نام ایک خط لیکر آیا تها جو یارقند سے مارچ یا اپریل مین روانه هوا تها اور راستے کے کهلنے تک دو مهینے تک مقام سنجو مین ٹهیرا رها تها- مُلّا باقی سے خوب کهوج کهوج کر دریافت کیا گیا اور اُسنے کها که ترکستان مین سب طرح خیر و عافیت هے اُسنے قطعی انکار کیا که اتالیق غازی کے علاقه مین کهین نام کو بهی شرّ و فساد نهین هے اور سوداگر پهاڑونکے پار اپنا مال و اسباب بهیجنے کی طیاری کر رهے تهے اُنهون نے بهی یارقند کے فساد کے ماجرے کو ایک جهوٹی داستان ظاهر کی تهی- ڈاکٹر کیلی صاحب جو پنجاب سے براه کلّو و لاهول آئے تهے اُنکی بهی ان لوگون سے راے متفق هوئی-

۱۸ افسران انگریزی کے ملک یارقند مین لیجانے کی ذمه داری اور جوابدهی ایلچی یارقند پر بخوبی ظاهر کرنے کے واسطے مینے اُسکو ایک چٹهی بزبان فارسی اُسی مضمون کی لکهی جیسے گورنمنٹ هند سے آئی تهی اور لکها که جبتک تم میرا یهه اطمینان نه کر دوگے که علاقه اتالیق غازی مین بهر صورت امن و امان هے تب تک مین آگے قدم نه بڑهاؤنگا اور میرا یهه بهی یقین کرانا ضرور هے که سیر یارقند کے وقت اور واپسی کے موقع پر مین بالکل آزاد رهونگا یهه اخیر شرط مین نے اسواسطے کی که مین جانتا تها که مسٹر شا صاحب اور هیورڈ صاحب کو اُنکے سفر یارقند کے

وقت بطور قیدیونکے رکھا گیا تھا - مرزا شادی ہمارے اس خیال پر کہ ہماری ساتھ بھی مثل صاحبان مسطورۂ بالا سلوک نہو نہایت ہنسا اور تنہا سیاحون و فرمانروایان عالی کے فرزندونکے مابین تمیز ظاہر کی اور درباب ہماری واپسی کے اکثر دفعہ کہا کہ جب تم چاہو گے فوراً ہمارا آقا تمکو واپس آنیکی اجازت دیدیگا - میری درخواست پر اُسنے ایک چٹھی بنام فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند کے نام ان تمام باتونکی نسبت اطمینان کافی کے لئے بھیجدی ؛

۱۹ مسٹر شا صاحب ۲۰ مئی کو انگلستان سے روانہ ہو کر ۳ جولائی کو اس مہم مین آ شامل ہوئے اور ہمارا فریق جب اسطرح مکمل ہو گیا اور چونکہ ہمکو روانگی یارقند مین کچھہ دیر بھی ہو گئی بلحاظ اسکے کہ ہمکو اسی موسم مین واپس آنا تھا ہم نے مناسب نہ خیال کیا کہ اب تاراچند اور ہری چند کے شاہدولہ سے واپس آنے تک اُنکا انتظار کرین اور اُنسے تازہ خبر یارقند کی سُنین کیونکہ مین جانتا تھا کہ وہ ہمکو راستہ مین ملجائینگے ؛

۲۰ ہمارے آیندہ سفر مین بڑی خبرداری درکار تھی - لیہہ سے یارقند کو جو جدید راہ چنگ چمو ہو کر ہے اُسمین ۲۷ منزل ایسی ہین کہ آبادی اُنمین کہین نام کو بھی نہین ملتی اور ۷ منزل تو ایسی سخت اور دشوار گزار ہین کہ اُنمین کے نام ایک تنکا اور سبزہ کے بجاے ایک خار بھی نہین دکھلائی دیتا اسلیئے تمام کمپ کے واسطے دانہ چارہ اور خوراک ہمکو لیہہ مین سے لادکر لے چلنے کی ضرورت ہوئی ہمارے کمپ مین کل ۹۰ آدمی معہ خدمتگار وغیرہ کے شامل تھے اور ۱۲۰ - جانور باربرداری کے واسطے ہمراہ تھے اور ایلچی یارقند کا ایک قافلہ جدا تھا جسکے ساتھ ۴۰۰ بندوق معہ باروت گولی وغیرہ سامان کی تھین جو چوبی صندوقون مین فی صندوق چار چار یا پانچ پانچ رکھی ہوئی تھین اور

چونکہ وہ صندوق بڑے لمبے اور بھاری زیادہ تھے ٹٹو پر اُنکا جانا محال تھا لاچار قلی مہیا کئے گئے اور ایک ایک صندوق کو دو دو آدمی اُٹھا کر لے چلے تھے اسطرح آدمیونکی بڑی بھیڑ بھاڑ ساتھہ مین ہوگئی لیکن جسقدر رسد ہمکو درکار تھی اُسکی اطلاع پیشتر سے وزیر علی اکبر کو کہ مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر کی طرف سے لداخ مین اعلے افسر تھا دیدی گئی تھی اور اُسنے ہمارا اطمینان کردیا کہ ہر ایک قسم کا انتظام کردیا گیا ہے جسکی شہادت ٹٹوؤن اور خچرون کے رسالے سے ہوتی تھی کہ جو بالکل سامان رسد سے لدے ہوئے تھے اور جو ہمارے کمپ کے ساتھہ کئے گئے تھے ؞

۲۱- جبکہ باربرداری کے ٹٹو جو ہمارے اور ایلچی یارقند کے قافلہ کے ساتھہ جانیکو تجویز کئے گئے تھے لادنے کے واسطے ہمارے سامنے لائے گئے تو اُنکو نہایت ضعیف دیکھکر ہمکو تشویش ہوئی وزیر لداخ نے ہمارا اطمینان کردیا تھا کہ مینے سب جانور باربرداری کے بہت قوی اور تندرست جمع کئے ہین اور چونکہ تعداد مطلوبہ سے بہت زیادہ ٹٹو خچر وغیرہ وزیر مذکور نے اکٹھے کر لئے تھے اور دوسرا انتظام کرنیکا وقت نرہا تھا مین اُنکو ہی ساتھہ لیکر روانہ ہوگیا اور انجام کار تکلیف اور مصیبت کے آثار نمایان ہونے لگے اس ملک کے تجارون مین دستور ہے کہ وہ اپنا مال لیہ سے شاہدولا تک کہ ۲۰- منزل ہے بنجارونکے ہاتھہ بحساب فی ۳ من یا ۲۴۰- پونڈ پر عہ ۱۰/ یا ۳ پونڈ ۵ شلنگ کے حساب سے کرایہ ادا کرکے بھیجدیتے ہین ؞

۲۲ چونکہ ایک یارقندی ٹٹو ۳ من بوجھہ بآسانی اُٹھا لیجاتا ہے اور چالیس پچاس روپیہ قیمت پر خریدا جاسکتا ہے اسلئے بنجارونکو اسباب کرایہ پر لیجانے مین فائدہ ہوتا ہے اسی لالچ سے وہ مال لادنے کے وقت ہر ایک قسم کی ذمہ واری اپنے اوپر لیتے ہین اور اپنے آرام و بیوپاری کے مال جلد پہونچنے کی غرض سے

تین یا چار پُر بار ٹٹوؤن کے ساتھہ ایک خالی ٹٹو زاید بھی رکھتے ہین

۲۳- یہہ انتظام مینے بھی وزیر لداخ کے ساتھہ کر لیا لیکن چونکہ اُسکے جانور دبلے پتلے اور ضعیف تھے اسلئے مینے حکم دیدیا کہ فی ٹٹو دو من سے زیادہ بوجھہ نہ لادا جاوے - اور اسپر بھی بہت سے ٹٹوؤن پر صرف ڈیڑہ من ہی بوجھہ لادا گیا ؛

۲۴ ہر ایک قسم کی طیاری کر کے ہمارا قافلہ ۷- جولائی کو لیہہ سے روانہ ہوا اول دو کوچ مین سڑک برابر داہنے کنارہ دریاے سندہ کے واقع ہے اخیر مین جسکے چمرے نام گانو ہے جہان نہایت عمدہ اور قدیم عبادت خانہ بودہون کا موجود ہے - یہان میجر منٹگمری صاحب کا پنڈت ہمارے کمپ مین شمول ہوا مگر اُسکا قیام ہمارے ساتھہ بہت تھوڑے عرصہ کے واسطے تہا - لیکن اتالیق غازی کیسا ہی مشتاق دوستی گورنمنٹ برطانیہ کا کیون نہو اور وہ بذات خاص کتنا ہی شایستہ ہو تاہم سلطنت یارقند مین خیالات اور دستورات فرنگستان جیسے چاہئین ویسے ذہن نشین نہین ہوئے تاکہ اگر کبھی کوئی انگریز وہان چلا جاوے تو وہ لوگ اُسکا خوف نہ کرین اور یہہ یقین کر لین کہ یہہ لوگ جو پیمایش ملک اور تحقیقات ہر ایک قسم کرتے پہرتے ہین صرف ترقی علوم و فنون کی نظر سے کرتے ہین نہ کہ اُس ملک پر فوج کشی کی غرض سے - چنانچہ جب پنڈت مذکور کے آنے کی خبر اُسکے ہمراہی کی زبانی جو سرکاری پوشاک پہن رہا تہا ایلچی یارقند کے قافلہ مین پہونچی تھی اور یہہ اُنہون نے بھی سنا تہا کہ ایک انگریز کل ملک مشرقی ترکستان کی پیمایش کرنے کو پیچھے چلا آتا ہے تو تمام یارقندی یکایک چونک پڑے تھے یہہ حال دیکھکر لاچار مینے تمام امیدین علم جغرافیہ کی تحقیقات کی ترک کر دی تہین اور

جو کچھ دقایق علم جغرافیہ کے مارکو پولو صاحب نے حل کرنے کو پیش کئے تھے وہ سب بدستور بے حل رہ گئے اور پنڈت مذکور کی ملاقات بھی موقع اور موسم مناسب پر منحصر کر دی گئی تھی :

۲۵- دریاے انڈس کا کنارہ موضع چمرسے تک چھوڑ کر ایک پہاڑ کی گھاٹی تک ایک دن مین بخیر و عافیت کوچ کیا اور عام درختون کی خشک لکڑیان بھی جلانے کو ملین اور چیگلا نام گذر شمالی تک ۱۲ میل کے فاصلہ مین گھاس اور سبزہ زار بھی بکثرت تھا- اور یہان جو پہاڑ کی چوٹی ۱۷۶۰۰ فیٹ بلند تھی اُس پر بھی اچھی آسانی سے چڑھ گئے تھے اور چونکہ سڑک کی مرمت پہلے سے ہو گئی تھی اسلئے تمام حیوانات بھی وہانسے بغیر مشکل کے گذر گئے - بلندی پہاڑ کی یہان بذریعہ اعتدال جوش کھاتی ہوئی پانی اور ہوا کے تحقیق کی گئی تھے اور امتحان حرکت نبض انسان کا بھی کیا گیا تھا جسکو کارآمد سمجھکر درج ذیل بھی کیا جاتا ہے -

ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب جو چوٹی پہاڑ تک پاپیادہ گئے فی منٹ ۸۰- حرکت
مسٹر شا صاحب جو سوار ہوکر چلے —— ایضاً ۹۴ حرکت
ہائین صاحب —— ایضاً ۱۰۰- ایضاً
ملک قطب الدین متوطن پنجاب جو سوار ہوکر چلے —— ایضاً ۹۲- ایضاً
ایک بھوٹ خدمتگار ساکن لداخ جو پاپیادہ گیا —— ایضاً ۷۸- ایضاً

۲۶- شمالی طرف اُس گذرگاہ کے سڑک کسی قدر ناہموار تھی لیکن پہلے سے بڑے بڑے پتھر سڑک پر سے ہٹا دئے گئے تھے اور غار بھر دئے گئے تھے اسلئے تمام راستہ مین کہین ذرہ سی دقت بھی ہونے پائی اور یہان مین یہہ بھی بیان کرتا ہون کہ میرے واپس آنے پر یہہ راستہ اور بھی زیادہ صاف ہو گیا تھا جتنے کہ لدے ہوئے

اونٹ بھی بآسانی تمام آمد و رفت کر سکتے تھے چونکہ اس سے آگے گذرگاہ لدّاخ اور شادولا کے مابین اگرچہ نہایت بلند نہین مگر دشوار گذار ہے اسلیے مین اسکا بیان تفصیلوار مناسب سمجھتا ہون ؁

۲۷- بعد ازان ۱۴ میل بہ آسانی اُتر کر گانو ورگاہ مین پہنچے جو شعبہ دریاے شایوک کے کنارہ پر واقع ہے گھاس پانی ایندھن یہان بکثرت ملا — یہان جن جانورون کے اوپر بوجھہ ہلکا تھا اور جو چالاک اور تندرست نہ تھے اونکا خارج کر دینا شروع کیا چنانچہ ۴۰ ٹٹو اسی جگہ چھوڑ دیے گئے — ورگاہ سے آگے سڑک ایک بڑی سبزہ زار گھاٹی مین ہو کر گذرتی ہے ٹانکٹس اور مگلب نام دو گانو اس راستہ مین ملتے ہین — اخیر گانو ٹانکٹس نام ہے — جو لداخ اور یارقند کے مابین ملتا ہے — اسکے سوا اور کوئی گانو دیکھنے کو کیا سننے کو بھی نہین — دو تین منزل تک ایسے جھونپڑے دیکھے کہ جنہین چھت بالکل نہ تھی دو تین بڑے بڑے پتھرون سے سادہ دیوار بنائی ہوئی تھی اور بعد ازان تین ہفتہ تک سواے ویرانہ اور ریگستان اور پہاڑ کے اور کچھ راستہ مین نظر نہ آیا ؁

۲۸- دیہہ مگلب سے آگے ۱۰ میل طے کر کے ہم پینگ گونگ نام جھیل پر پہونچے جسکا ڈاکٹر ہنڈرسن صاحب نے خاکا اوتارا — اس جھیل کے مغربی انجام سے جدید سڑک یارقند کی براہ گھاٹی چنگ چمو پھٹتی ہے اور شمالی طرف کو جاتی ہے اور ۵ میل تک ایسی گھاٹیان پہاڑ کی آتی ہین جو گھاس اور سبزہ سے بالکل سبز ہین اور تماراسک وغیرہ درختون کی لکڑیان ایندھن کے واسطے ملتی ہین ؁

۱۵ جولائی کی صبح کو گذرمارسمک پر چڑھائی شروع ہوئی جسکو مسٹر ہیورڈ صاحب

نے اپنے نقشہ مین ۱۸۴۵۷ فٹ بلند لکہا ہے اگرچہ بروقت ہماری واپسی کے ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب نے اُسکو اس تعداد سے بہت کم بلند تحقیق کیا ڈاکٹر صاحب مذکور نے اسکی بلندی بہی بذریعہ اعتدال اُبلتے ہوئے پانی اور آلہ ہوا کے دریافت کی تہی چڑہائی جنوبی طرف سے درجہ بدرجہ اور آسان ہے اور گہوڑے کی سواری مین اُسکو طے کرتے ہوئے ذرہ بہی تکان نہین ہوا لیکن جب ہم دوہزار فیٹ کی بلندی کے قریب پہنچے تو البتہ سبکو تنفس مین تکلیف معلوم ہوئی

۲۹- برادران سہلاجنٹ ویٹ نم نے بڑی بلندی کے تجربونکا نتیجہ اسطرح لکہا ہے کہ اثر بلندی کا جو کچھ انسان کے بدن پر ہوتا ہے وہ بموجب اختلاف طبیعت ہر شخص کے مختلف ہوتا ہے- جو آدمی بہت تندرست ہوتا ہے وہ اُس اثر سے تکلیف کم اُٹھاتا ہے اور فرق نسل کا بہی اُسمین کچھ کام نہین آتا ہمارے ہندو خدمتگارون نے بہ نسبت تبت والونکے سردی سے زیادہ تکلیف اُٹھائی اگرچہ ہوا کا دباؤ کم ہونے سے کچھ بے آرامی نہوئی عموماً بلندی کا اثر انسان کے جسم پر ۱۶۵۰۰ فیٹ پر جاکر ہوتا ہے اور یہہ بلندی اون بلند چراگاہونکے مطابق ہوتی ہے جہانتک چرواہے یا گڈریئے اپنے گلّون کو چرانے لیجاتے ہین-

اور ہوا کی داب کم ہونے سے جسم پر یہہ تکالیف پیدا ہوئی تہین- سر درد ضیق النفس- کہانسی- اور یہہ مرض ایسا زور پکڑ جاتا ہے کہ خون تہوکنے تک کی نوبت پہونچ جاتی ہے- بدہضمی- وکمی اشتہا- سستی- رگ وپٹہونکا ضعیف ہونا اور عموماً روحون کا ضایع ہونا اور دب جانا- نکسیر ہونے کی بیماری مجہے خود بہی اگرچہ خون بہت کم اور خفیف نکلتا تہا مگر لبون اور کان مین سے خون نتو میرے نکلا اور نہ کسی میرے ہمراہی کے برآمد ہوا-

مگر ہو لڈ ٹ صاحب اپنے سفرنامہ مین بیان کرتے ہین کہ انٹسانا نام پہاڑ پر ١٨١٤١ اغیٹ کی بلندی پر اونکے ہمراہی ڈن کارلوس مونٹو فر صاحب کی لبون سے بکثرت خون جاری ہوا اور چمیبورازو نام پہاڑ کی چڑہائی مین ہر ایک شخص کے مسوڑون اور لبونسے خون نکلا تہا ✣

جو اثر بلندی کے یہان بیان کئے گئے تندرست آدمی کے بدن سے نیچے اُترنے کے بعد فوراً دفع ہوجاتے ہین اور اُنپر زیادتی بسبب سردی کے نہین ہوتی بلکہ یہہ سب خرابیان ہوا سے پیدا ہوتی ہین جسکا اثر تنفس پر زیادہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہہ ایسا ماجرا تھا کہ محققان سابق نے اُسکو بیان نہین کیا اسلئے ہمنے اسپر خاص توجہ کی اور معلوم کیا کہ تکان سے اسی بالکل متعلق نہتا۔ کراکورم کے میدان مین یہہ بات عموماً تھی کہ خیمہ کی چوبین جو ہوا سے محفوظ تھین ایک دفعہ ہوا کے بہاری اثر سے ترخ اُٹھین ایسی کہ اونپر دباؤ ہوا کا صاف ظاہر ہوتا تھا اور یہہ سب فساد ایک ہوا کا معلوم ہوا جو آرام کے وقت رات کو چل پڑی تھی۔

ہوائی دباؤ کی کمی کا اثر تکان کے باعث ہمارا حال اور بہی زیادہ خراب کردیتا تھا اور تعجب یہہ ہے کہ دم اسقدر رکتا تہا کہ بولنا اور بات کرنا بہی ایک محنت سخت مین داخل تھا اور جسطرح ایک آدمی بہت سے خوف سہکر نڈر ہوجاتا ہے اسیطرح یہان آدمی کو آرام کی پروا نہین رہی تھی ✣

٢٠۔ بیرن اوسٹن سیکن صاحب نے جو ٹرینس نارن ملک مین سفر کیا اور اُس حال کو شائع جاگریفکل سوسائٹی نے مشتہر کیا اُسکی ایک انتخاب مین میری نظر سے گذرا تہا کہ کوساک اور کرغزی لوگ

جو کپتان چال ڈی اف صاحب کے ساتھ گذرگاہ سنک کو سلسلہ کوہ کش گرواان مین گئے تھے اُنکو صرف ۱۲۷۴۰- فیٹ پر ہے ہوا کی سبکی سے بڑی بے آرامی ہوئی تھی-

۳۱- مجھے اپنے ہی تجربہ سے یہہ واضح ہوا کہ ۱۶۰۰۰ فٹ سے اوپر گو جسم آرام مین بھی ہو مگر تنفس کا ایک دم بھی بفراغت لے لینا نعمت غیر مترقبہ مین داخل ہے البتہ اُس بلندی سے نیچے صرف کسی قدر بے آرامی معلوم ہوتی ہے تاہم واپس آتے ہوئے یہہ تمام بدعلامتین بہت کم رونما ہوئی تہین ؛

۳۲ اس راستہ مین ہم کو برف کا ایک ذرہ بھی کہین دیکھنے مین نہین آیا اور تمام پہاڑ ایک عجایب سفید ویرانہ دکھلائی دیتا تھا مینہہ اس ملک مین بالکل نہین برستا اسلئے پہاڑ کٹ کر غار و کہڈ نہین بنے مگر تمام پہاڑ گنبد کی طرح اوپر سے گول اور نیچے کو ڈہلوان ہین جنپر سے کبھی کبھی برف پگہل کر چھوٹے چھوٹے نالے بہنے لگتے ہین اور چونکہ اس وقت برف نہ پڑنیکے سبب یہہ نالیان خالی پڑی تھین انمین تہوڑا تھوڑا سبزہ جہان تہان اُگا ہوا تھا اور وہ بھی زرد رنگ کا تھا باقی ہر طرف سواے ویرانہ کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا- ہمارے پیچھے اور اُس چوٹی کے پار جسپر چھیل پانگ گونگ تھی ایک عظیم الشان دیوار پہاڑونکی ہمارے سامنے آئی جسکی تمام چوٹیان برف سے سپید تھین اور ہر ایک کہڈ مین پانی جاری تھا- ان ویران گہاٹیون سے شمالی طرف کو درجہ بدرجہ نشیب مین اُتر کر ہم ایک پتھریلے غار مین داخل ہوئے اور آگے اُسکے وسیع گہاٹی چینگ چھمو نام آئے جو سمندر کے سطح سے ۱۶ ہزار فیٹ بلند ہے

۳۳ - چنگ چمو ایک بڑی عریض وطویل گھاٹی بالکل ویران اور پتھریلی ہے اور اُسپر کئی میدان سلسلہ وار ایسے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہان ایک بڑی بھاری جھیل ہوگی جو اب غائب ہوگئی ہے اور کوہ کراکاش مین بھی ایک ایسی ہی گھاٹی مگر ذرا چھوٹی ہے اُسکی صورت دیکھکر میری راے مین یون آیا کہ اس میدان مین کسی زمانہ مین بڑے بڑے ڈھیر برف کے ہونگے جو درجہ بدرجہ پگھل گئے یہان دریاے ترید کے بڑے بڑے عمیق نالے جاری ہین اور اس موسم مین اس دریا کو حیوانات بمشکل تمام عبور کرتے بلکہ نہین کرسکتے۔

ہر چہار طرف جب اُوپر کو نگاہ جاتی ہے تو ۱۹ ہزار فٹ تک بلند پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے نظر آتے ہین اور وہی گول صورت کا ویرانہ عام ہے - اگر آنکھہ اُٹھاکر اُوپر دیکھو تو ادہر اودہر نظر دوڑانا بیفائدہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ کچھہ نہین معلوم ہوتا کہ کونسی اور کس پہاڑ کی چوٹی نہایت بلند ہے اور نظر اوپر جاکر چاہتی ہے کہ کچھہ سبزہ سے تر و تازگی ہو مگر ان پہاڑ و نیز سبزہ کہان خار بھی نہین اوگتا دریا کے کنارے پر سواے چند درخت تماراسک کے اور کوئی سبزہ نمودار نہ تھا اور ان ویرانون کو دیکھکر بدن پر خواہ مخواہ سستی چھا جاتی تھی

۳۴ - یہہ مقام سب سے آگے ہے جہانتک مہاراجہ صاحب کشمیر نے اپنی حکومت کی حد کا ڈھنگ جمایا ہوا ہے یعنے اُنھون نے چھوٹے چھوٹے گودام غلہ رکھنے کے اس گھاٹی مین مقام گوگرانگ بنائے ہوئے ہین جنمین مسافرین کے واسطے غلہ جمع رہتا ہے۔

تمام کھنڈرات اور عمارات بودھ مذہب کی موجود ہین جنپر لاما گرو نے یہہ مجمل لفظ کھدوائے

ہوئے ہین (اوم مانی پادی ہن) یہین گذر مار سمک کے جنوبی سمت ختم ہوگئی ؞

۳۵- یہان ہم نے اپنے کمپ کا انتظام کرنے کو ایک دن مقام کیا اور اس میدان وحشت نشان سے گذرنے کی طیاری کی جو حقیقت مین تمام دنیا کی چوٹی پر ہے اور وسط ایشیا سے ہندوستان کو جدا کرتا ہے ؞

۳۶ جبکہ باربرداری کے حیوانات کی گنتی لی گئی اور اُنکا ملاحظہ کیا گیا تو ہمکو اول یہہ مشکل پیش آئی کہ آیندہ سخت سفر کے واسطے ہر ایک جانور ناقابل تھا اور بڑے رنج کی بات یہہ تھی کہ اور نئے جانور وہان بہم نہین پہونچ سکتے تھے ؞

۳۷- اب چونکہ اور نئے جانوروںکا بہم پہونچنا ناممکن تھا اور اگر ہم وہان نئے جانورونکو لیہہ سے منگانے کا انتظار کرتے تو ہمکو وہان پندرہ روز ٹھیرنا پڑتا اور ہمارا تمام ذخیرہ خوراک کا ختم ہوجاتا اسلئے لاچار ہم نے ایسے جانور جو نہایت خراب تعداد مین ۵۰ تھے چھوڑ دئے - اور تھوڑی دیر بعد ہمکو معلوم ہوا کہ لداخ کے کارپردازان نے آپسمین سازشش کرکے کچھ روپیہ خوردبرد کرکے اپنی جیبین خوب پُر کرلی تھین جس سبب سے ہمکو اچھے جانور باربرداری کے میسر نہین ہوئے تھے-

۳۸ تمام بیگار ہمراہی اور کشمیر کے گارد یہان چھوڑ دئے گئے اور کمپ کی مطلوبہ خوراک اور سامان رسد کو بخوبی کافی شمار کرکے وزیر لداخ کو اپنی تحریر سے مطلع کیا جسنے جواب دیا کہ ہر ایک چیز طیار ہے اور اُسنے اپنا یہہ مقصد بھی ظاہر کیا کہ کمپ کے دریاے کراکش پر پہونچنے تک مین بھی گھاٹی جنگجو مین ہونگا اور اگر کچھ زیادہ سامان رسد وغیرہ کی ضرورت ہوگی تو فوراً

امداد پہونچاؤنگا ⁂

۳۹ - ۱۹ - جولائی کو ہم وزیر علی اکبر سے جدا ہوئے اور اپنا نہایت سخت سفر شروع کیا باربرداری کے جانورونکا دانہ ۶۰ خچرونپر لدا ہوا تھا اور وزیر لداخ کے ماتحتون کو سپرد تھا جو روز بروز ہمارے اور وزیر کے قافلہ کو تقسیم کیا کرتے تھے ۸ میل تک ہمارا راستہ ایک گھاٹی مین کو گیا جسکی زمین بالکل سرخ مٹی کی سی تھی اور وہ گھاٹی ایک سوڈا[1] کے چشمہ پہ ختم ہوتی تھی یہہ چشمہ ایک بڑی ندی کی تہ سے جاری تھا بڑے بڑے ڈھیر مخروطی شکل سوڈا کے بنے ہوئے ہین جنہین سے چشمہ گرم پانیکا نکلتا ہے

۴۰ - ڈاکٹر کیلی صاحب جو ہمارے کمپ کے ہمراہ لہیہ سے آئے تھے گھاٹی چینگ چمو سے آگے آگے ہمارے ہادی بنے اور ہمکو اُس راہ سے لے گئے جو کارپردازان کشمیر کے بنائی ہوئی راہ سے آسان تھا در حقیقت اگرچہ کوہ چینگ لینگ لا سمندر کے سطح سے ۱۹ ہزار فٹ بلند ہے مگر اُسکی چڑھائی ایسی سلامی دار ہے کہ کہین دیکھنے مین نہین آئی - اُسجگہ سے شمالی طرف وہ بلند مسطح زمین جو کراکورم کو سلسلہ کوہ کیون لیون سے شامل کرتی ہے شروع ہوتی ہے کوہ پامر اب تک بام دنیا کے نام سے مشہور ہے جو ایک بڑا میدان سمندر کے سطح سے ۱۵ ہزار فٹ بلند ہے اُسپر تمام سبزہ زار اور گھاس جمی ہوئی ہے اور گرمیون کے موسم مین وہان گڈریے اپنے گلے لیکر آتے ہین - لیکن اکسی چن - جسکو دشت سفید چین بھی کہتے ہین اور جسکے حصے لنزئی تہنگ و ڈپزئی کول اور تھالڈٹ نام ۱۶ ہزار سے ۱۹ ہزار فٹ تک بلند ہین اور چونکہ سبزہ کی قسم سے اُسپر کچھ بھی نہین پیدا ہوتا وہ بمقابلہ پامر کے مثل بام سینٹ پال کے معلوم ہوتا ہے

[1] یعنی کہار

۴۱- مگرچہ خوش قسمتی سے ہمکو ایسا آسان رستہ جیسا مینے بیان کیا مل گیا تھا مگر تاہم آدمی اور جانور مقام قیام نسچو نام پر پہونچکر نہایت ہی تھک گئے تھے یہان بہت چہوٹی چہوٹی جڑین بورٹس نام درخت کے جلانے کے واسطے ملین اور سواے اسکے ایک پتا گھاس کا کہین دیکہنے کو بہی جانورونکے لئے نہ ملتا تھا اور ہم بڑے تفکر مین اُس غلہ کے آنے کی انتظار مین تھے جو ہم نے ایک دن پہلے چحرون پر آتا ہوا دیکھا تھا یہہ ایک بڑی عجائب اور معنی دار بات تھی کہ اگرچہ ہر ایک مال و اسباب بخیر و عافیت اور وقت پر آپہونچا مگر دانہ کا ایک بوجہہ بھی نہ آیا تھا۔ ضروری پیغامات اور چٹھیان فوراً وزیر لداخ کے نام دانہ کے واسطے بہیجی گئین لیکن دوسرے دن صرف پانچ بوجہہ آئے اور وزیر صاحب نے کچھہ جواب نہ دیا۔ چونکہ اس کاروار کا بدچلن علیحدہ خط و کتابت کا مضمون ہے اور وہ اپنے قصور کے واسطے برخاست ہو چکا ہے اسلئے مین یہان صرف اسقدر لکھتا ہون کہ یہہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ وزیر علی اکبر بخوبی جانتا تھا کہ تمام ہمارا غلہ پیچھے رکھہ لیا گیا اور ہمارے پیغام پہونچنے پر امداد پہونچانے کی بجاے وہ بجلدی تمام چینگ چموسی لیہہ کو چلا گیا اور پھر عذر کیا کہ بسبب فاصلہ دور و دراز کے مین امداد نہین دے سکتا

۴۲- اسطرح ہم اپنے قیام مقام نسچو مین ایک بڑے گرداب بلا مین پہنس گئے وہان یعنے نسچو مین ہم مقام نہ کر سکتے تھے کیونکہ وہان ایندہن تھا نہ چارہ اگر ہم چینگ چمو کو واپس جاتے تو یہہ خوف تھا کہ آیا ہمارے کمزور جانور فاقہ زدہ کوہ چینگ لینگ لا کو طے کر سکتے ہین یا نہین اور اگر ہم گورامین مقام کرتے اس غرض سے کہ یہہ ہم

نے جانور بار برداری کے واسطے منگاوین تو یہہ ڈر تھا کہ موسم سفر کا گذر جائیگا اور ہم ناکامیاب رہجائینگی اگر ہم آگے چلے جاوین تو ایک کوچ تک ہمارے جانور بغیر دانہ اور چارہ کے رہین گے اور چراگاہ ہمکو تیسرے روز ملیگا اسلئے یہہ تجویز ہوئی کہ جوکچھ ہو سو ہو آگے کو ہی چل دیجئے ؛

۴۳- نسچو سے شروع میدان لنزئی تہنگ تک سڑک ایک دریا کے کنارے کنارے جاتی ہے اور پھر ایک بلند چوٹی تین میل لمبی طے کرنی پڑتی ہے جسکے انجام پر ہم ایک اوگھٹ اوترائی ۵۰۰- فٹ کے اوپر پہونچے اس اُترائی کے کنارہ سے چارون طرف دور دور تک نظر پہونچتی ہے بائین طرف یعنے مغرب مین نظر کی حد پر ایک سلسلہ قلّہ ہاے کوہ کا آسمان تک پہونچا ہوا تہا جسکو سلسلہ کراکورم بولتے ہین اور وہانسے ہمارے بائین طرف شمال مین ایک قطار ایسی کوہستان کی تھی جو آسمان سے باتین کرتی تہی گول گول ٹیلے اور تیز تیز چوٹیان پہاڑ کی دیوار کی مانند پہاڑ جابجا ٹوٹے ہوئے لنزیئی تہنگ میدان کی حد تہی اور شمال مین فاصلۂ دور دوراز پر افق سے باہر سلسلہ کوہ کیون لیون تہا جسکی برفانی چوٹیان بلندی اور رفعت مین کراکورم کی بلند چوٹیون سے مقابلہ کرتی تہین ؛

ہمارے قدمون مین ایک سخت بنجر یا ریگستانی دشت دشت خفچاق کی مانند واقع تہا جو سلسلہ کوہ کراکورم سے مشرق مین بڑی دور تک پھیلا ہوا تہا- ظاہراس دشت کا عرض چند میل کا معلوم ہوتا تہا مگر حقیقت مین- ۲۵ میل سے کم نہ تہا اور شمالی حد پر اُسکی چھوٹی چھوٹی پہاڑیان گنبد اور برج اور مینار کی صورت کے واقع تہین جہان کہین آنکھہ اُٹھا کر دیکھتے تہے تو نظر سراسر ریتہ

قیامت نشانہ مین ہی آوارہ ہوتی تہے اور ایک بڑا خوفناک تاریک دشت معلوم ہوتا تہا۔

۴۴۔ ہم اُس میدان مین اُترے اور دو گہنٹے کے سخت کوچ مین پڑاؤ پر پہونچے جو ایک خشک دریا کی تہ مین تہا۔ یہان اینڈہن بورٹس نام درخت کی جڑین چُن چُنکر اکٹہا کیا گیا مگر گہوڑون کے واسطے کوئی چارہ میسر نہ آیا اور دریا کی زمین کو کہودن سے گدلا پانی استعمال کے لئے دستیاب ہوا

۴۵۔ دوسرے دن کے کوچ مین ہم وہ گنبد کی صورت پہاڑیان طے کر کے لوک زینک نام گہاٹی مین پہونچے جہان کچھ تہوڑی سی خراب گہاس ملی جسکو ہمارے تین دن کے بہوکے جانور فوراً کہا گئے بہت جانور بار برداری کے بسبب فاقہ کشی سڑک پر ہی مر گئے تہے اور رہے سہے بہی نہایت تہکے ہوئے تہے یہہ بات بہ آسانی معلوم کیجا سکتی ہے کہ یہان ہم بڑے ابتر حال مین تہے۔ وزیر لداخ سے آیندہ امداد ملنے کا تو کچھہ ذکر ہی نہ تہا کیونکہ وہ اول ہی رفوچکر ہو گیا تہا۔ جہان الف ان امداد پہونچا سکے ایسے موقع سے ہم ۱۰۰ میل دور تہے اور دنیا کے سر پر پہونچکر ہم طپش سے جل بہُنکر خاک ہوئے جاتے تہے۔ یہہ ناممکن تہا کہ ہم دو ایک دن مقام کرتے کیونکہ وہ دو ایک دن کی دیر تمام کمپ کے حق مین مہلک ہو جاتی جسکے کہانے پینے کا سامان ہمارے پاس صرف چندروز کے واسطے باقی رہ گیا تہا اسلئے لاچار ہمنے اسقدر جانور بار برداری کے منتخب کر لئے جو دو تین دن کی چرائی کے بعد راہ طے کرنے کے قابل معلوم ہوئی اور اسیقدر ڈیرہ خیمہ وغیرہ اسباب اپنے ساتھہ لیا جتنا وہ جانور اور ہمارے ہمراہی قلی لیجا سکتے تہے۔ باقی اسباب میر اکبر علیخان اور ملک قطب الدین کو سپرد کر دیا گیا جنکو سامان رسد و خوراک وغیرہ دیکر کہا گیا کہ تاوقتیکہ لداخ سے اور تازہ جانور بار برداری کے آجاوین تم یہان قیام کرو اور وہ ایک ہفتہ بعد ہمارے تعاقب مین شاہ دولا کو آئے ؞

۴۶- مرزا شادی اور قاضی محمد یعقوب اپنے خاص مال و اسباب اور گہربار و اہل خانہ وغیرہ عورات کو پیچھے چھوڑ کر ڈبل کوچ کرتے ہوئے آگے شادولا کو گئے جہانسے انہون نے ہر ایک قسم کا سامان بہیجنے کا وعدہ کیا

۴۷- جبکہ ہم لوگ زینک مین ٹھہرے ہوئے تھے وہان ہم سے تارہ سنگہ اور ہری چند بہی شادولا سے واپس آکر مل گئے شادولا مین انہون نے کرغزی گڈریون اور نیز سپاہیان یارقند سے جو قلعہ کنگہان کے محافظ تہے خبر پائی کہ اتالیق غازی کی سلطنت مین سب طرح امن و امان ہے- یہہ خبر ملا باقی کے بیان سے ایسی مطابق ہوئی کہ ہمکو آئندہ سفر کرنیکی جرات تازہ حاصل ہوگئی ؛

۴۸- ۲۵ جولائی کو ہم نے اپنا سفر پہر شروع کیا مگر بدقسمتی سے ایک اور مشکل پیش آئی یعنے تہوڑے سے ٹٹو جو ہم نے منتخب کر کے اچھے اچھے رکھہ لئے تہے اور بہوٹ کپتان کو جو ہمارے کمپ مین تھا سپرد کر دئے تھے منجملہ اونکے ۲۶ ٹٹو رات کے وقت جاتے رہے غرض بڑی تکلیف اور دیر کے بعد ہم ایک بار پہر سڑک پر روانہ ہوئے اور میدان تالدٹ مین پہونچے اُس روز ۲۶ تاریخ تہی اور یہان ایک دریا کی خشک زمین مین ایک برفانی جگہ کے نزدیک قیام کیا دن مین ان میدانون مین گرمی بشدت تہی اور ہوا کے زیادہ سیال اور سبک ہو جانے سے آفتاب کی شعاع بڑے زور سے ہمارے بدن کو تپاتی تہین مگر رات کے وقت تہرمامیٹر ۵ درجہ پر آگیا یعنے بڑی سردی پڑی - برف کے نزدیک ناہموار میدان مین ایک قسم کے سنگ زبرجد کے ڈہیر کے ڈہیر ملے جو آفتاب کی روشنی مین مثل ہیرے کی چمکتے تہے اور فاصلہ دور و دراز سے ہماری نظر اُنکی طرف متوجہ تہی ؛

۴۹- مقام تالدٹ سے ہم گوشہ شمال و مغرب کی طرف روانہ ہوئے اور ایک بڑا نشیب دار درہ طے کرکے سوڈا یعنے شوری کے میدان مین پہونچے راستہ مین ایک جگہ مرجہائی ہوئی سی ناقص گہاس ملی جسکو ہمارے جانور بہوکون مرتے ہوئے نعمت عظمی کی طرح جہٹ پٹ چٹ کر گئے یہہ میدان خشک تہل مثل نمکین زمین یا شوری کی جہیل کی ہی جسکا پانی گویا زمین مین غرق اور خشک ہوکر شوری یا نمک کے سی بلورین ڈہیر چہوڑ گیا ہی اور تمام زمین ایک ٹہری تہ گلابر کے نمک کی ہے- اس تہہ پر اُس نمک کا ۲- انچہ موٹا تختہ جما ہوا تہا اُس جگہ مین ٹٹوؤنکے پیر زمین تڑخ تڑخ کر اندر گہس گہس جاتی تہی گویا وہ برف پر چل رہے تہے ؛

۵۰ چمک اس شوری کی بہی ایسی خراب لگتی تہی جیسے برف سے اور اُسکے چہوٹے چہوٹے ذرّے جو اوڑ اوڑ کر انکہہ اور نتہنون اور مونہہ مین جا کر گرتی تہی نہایت بدمزہ تہی- خوش اتفاق سے ہم ہرچند اس میدان کو قبل از دوپہر طے کر گئے مگر اسی اثنا مین کئی جانور باربرداری کے ضایع ہو گئے- ہمکو معلوم ہوا کہ دوپہر کے بعد تیسرے پہر جب ہوا ذرہ تیز اور تند چلتی ہے تو وہان ایک بڑا بہاری غبار یا بگولا اس شوری کی خاک کا بلند ہوتا ہے اگر اُسوقت ہم اُس میدان مین ہوتے تو جانورون کی زندگی کے لئے نہایت مضر و مہلک ہوتا-
چنانچہ یہان ہمکو کچہہ ہڈی پسلیان اور پنجر کسی پہلے قافلے کے پڑے ملے جو کبہی یہان اس گرد و غبار کے صدمہ طوفان مین غارت ہو گئے ہونگے-

۲۷ تاریخ کو ہم اس گہاٹی کے شمالی انجام پر قیام پذیر ہوئے جہان موٹی گہاس بکثرت ملی- پانی اسجگہ بہی معمولی سیاہ رنگت کا گدلا ملا اور وہ بہی جا بجا زمین مین چہوٹے چہوٹے گڑہے کہودنے سے

٥١- اب ہم اُس بڑے ویرانہ میدان کو طے کر چکے تھے اور دریاے کراکاش سے ایک کوچ کے فاصلہ پر تھے - ہمارے مقابل مین برفانی دیوار کوہ کیون لیون کی تھی جسکے جنوبی دامن مین دریاے کراکاش روان ہے - ١٠ میل کوچ کرکے ہم اس دریا کے پانی پر پہونچے جو اگرچہ سیاہ رنگت کا تھا مگر صاف اور بکثرت تھا اور اُس گدلے پانی سے جسپر ہم نے تمام ہفتہ گذشتہ مین گذران کی تھی پیچھا چھوٹا - اس دریا کے کنارہ کنارہ ١٥ میل طے کرکے اور ایسے ہی سخت اور دشوار گذار تنگ درہ مین جسکا ذکر اوپر ہوا سفر کرکے ہم ایسے ملک مین پہونچے جہان سبزہ اور درخت تمارسک بکثرت موجود تھا

٥٢ یہان ایک واردات بھی وقوع مین آئی جس سے یارقندی اور لداخی ٹٹوؤنکا فرق اور کچھ اور بات بھی دریافت ہوتی ہے یعنے ٹھیک جسوقت ہم اپنے قیام کے پڑاؤ پر پہونچے اور ہمارے جانور تمام لمبی لمبی منزلون سے تھک کر ضعیف ہو رہے تھے ہم نے ایک گروہ جنگلی اسپان کو چھیڑ دیا جو ہماری آمد سے بیخبر چرنے مین مصروف تھے - اتنے مین وہ عورتین جنکو قاضی سید محمد یعقوب پیچھے چھوڑ آئے تھے اور جنکا ذکر ہم ابھی کر چکے ہین اپنے یارقندی گھوڑون پر سوار ہو اونکے تعاقب مین گئین اور ایک لحظہ مین تمام یارقندی کیمپ ایلچی یارقند کا دوڑ دھوپ مین مشغول ہوگیا جبکہ ہم اپنے تھکے ماندے دبلے لداخی ٹٹوؤن پر اونکا تماشا دیکھکر ہی خوش ہوتے رہے - یہان ہمکو ڈاکٹر کیلی صاحب ملے اُنہون نے لنگزی تھنگ نام میدان واقع مغربی سمت دریاے کراکاش کی راہ اختیار کی ہوئی تھی اس دریا کے کنارہ کنارہ چلکر وہ بڑی دھار دریا پر آپہونچے اور ہمارے کیمپ سے آملے ÷

۵۳ - بعد ازان ہمنے کراکاش گہاٹی تک متفق کوچ کیا اس گہاٹی کے دونو طرف بڑی بلند چوٹیان برف سے سفید براق ہوئی ہوئین برج کی مانند آسمان سے باتین کرتی تہین اور بہت سے شگاف اور نالون سے پانی کی موٹی موٹی دہار نکلکر بڑی دہار مین کہنچ جاتی تہین جسکا پانی ہر دم جلد جلد طغیانی پہ تہا اور عبور کرنے کو مشکل پیدا کرتا جاتا تہا دور دراز فاصلہ مین تو بالکل بنجر زمین ہی تہی اخیر مین کچھ گہاس کے موٹہے دکھائی دئے آسمان پر اُسوقت نہایت باریک غُبار چہایا ہوا تہا جو کوہر کی مانند معلوم ہوتا تہا اور دن مین گرمی بشدت تہی - کراکاش دریا سے آگے پانچ دن تک جیسا سفر دشوار ہے ایسا طے کرنا بہی نہایت محال ہے

۵۴ - تیسرے روز کے سفر مین ہمارے پاس ایک خط مرزا شادی اور محمد یعقوب کا شادولا سے لکہا ہوا پہونچا جسکا یہہ مضمون تہا کہ قریب دوسو خچر گہوڑے اور بہیڑ ہا سواے میوہ جات و خربوزہ و دیگر اشیا تمہارے واسطے روانہ کر دئے گئے - اور یہہ بہی لکہا کہ اتالیق غازی کاشغر مین بڑی خوشی سے ہمارا انتظار کر رہا ہے - تہوڑے عرصہ بعد ۴۰ خچر بعضی جنمین کئی ناج سے لدی ہوئی تہین ہمارے سامنے مبارک قدم رکہتی ہوئی آئین - اگر ایک دن اور یہہ نہ آتین تو ہمارا حال بڑا ابتر ہوتا کیونکہ ہمارا سامان تمام ختم ہو چکا تہا جو ہمارے کمپ کے ہی صرف مین نہ آیا بلکہ اونکی مین بہی جنکو اپنا اپنے ساتہہ لانا چاہیے تہا اور جنکا سامان بہت روز پیشتر ختم ہو چکا تہا - علاوہ اسکے بہوٹ لوگ اُس قلیل خوراک پر نہ قناعت کرکے جو ایکسان ہاتہہ سے ہر ایک کو تقسیم کیجاتی تہی ہمارا غلہ سڑک پر آنکہہ بچاکر چرالیا کرتے تہے ۔

۵۵ کراکاش سے چار منزل گل بشہ مین ہم بدسوار یا یرو سینہ نام ایک قیمتی پتھر کی کان پر پہونچے جہانسے چینی لوگ اسکو لیجایا کرتے تھے لیکن جیسے کہ وہ ترکستان سے نکالدئے گئے کان مذکور بند ہوگئی ہے۔ ایک اور کان اس پتھر کی یورانگش نام گھاٹی مین ہے جہانسے تھوڑا تھوڑا یہہ پتھر نکلتا ہے مین یقین کرتا ہون کہ کسی اور جگہ بدسوار پتھر نہین پایا جاتا۔ اس کراکاش گھاٹی مین چینی لوگ اپنی جائداد ہونے کا کبھی دعوے نہ رکھتے تھے اگرچہ اس بیش قیمت پتھر کی کان اول اُنہون نے ہی دریافت کی تھی اور چونکہ وہ یارقند اور ختن پر سنہ ۱۸۴۰ء مین قابض ہوئے تھے اسلئے اس پتھر کی ہستی ایک صدی سے پیشتر ان کو ظاہراً ظاہر نہوئی ہوگی۔ یہہ خبر مین اوسیطرح ہمیشہ لکھتا ہون جیسے مجکو معلوم ہوئی اور اسمین شک نہین کہ اگر کوئی شخص اسکی تحقیقات مین تردد کرے تو میری بہ نسبت زیادہ حال دریافت کر لیوے مین جانتا ہون کہ بہت سی مقدار سانپ کی صورت بدسوار پتھر کی اور دیگر قسمیں اسکی مقدار کثیر ملک برہما سے آتی ہے

۵۶ یہان قوم کرغز سے ہماری واقفیت ہوئی جسکا سردار اور بزرگ اسلام بیگ نام ہماری تعظیم وتکریم کے واسطے آیا یہہ کرغزی ایک بڑے مرود نام قوم کی شاخ مین سے ہین جو قوم اُس سلسلہ کوہستان پر آوارہ پھرتی رہتی ہین جو مقامات الاتی الحتہیان شان سے گذر پامر تک پہیلتا ہے۔ یہہ خاص شاخ قوم مذکور کی اپنے گلے مویشیون اور بہیڑ بکریون کے پامر اور سریکال پر چرایا کرتی تہین لیکن ۷۰ سال ہوئے کہ مشرقی طرف نقل مکان کرکے چلی گئین اب وہ سلسلہ کوہستان واقع علاقہ سنجو مین آباد ہین اور گرمیون کی بہار مین کراکاش گھاٹی مین آتے ہین ایک شاخ رکھی قوم

کی جو اصل مین بموجب اپنے نام کے وکہان سے آئی بالفعل کوہستان کلیان واقع غزب سنجو مین آباد ہین اس قوم کا بزرگ سردار بہی معہ اپنے ہمراہیون اور خچر وغیرہ کے ہمارے پاس آیا ان دونو قوم کی صورت مین ظاہرا فرق معلوم ہوتا تھا کہ کرغزی لوگونکا چہرہ چوڑا اور چپٹا مونگولین وضع کا ہوتا ہے اور وکہی قوم کے لوگون کی اونچی ناک اور تمام خط وخال تیز اور انکا تعلق ایرین قسم کے انسانون سے ظاہر ہوتا تھا۔ مگر ان دونو قوم کے مشابہت کی بہ نسبت رواج و رسم مین زیادہ فرق تھا ۔

۵۷۔ کرغزی لوگ بڑے کشادہ رو نیک مزاج دوست اور مہمان نواز ہین اور آپس مین بڑا سلوک رکہتے ہین اور باوجود مشکل بات چیت کرنے کے کہ وہ لوگ ہماری زبان بالکل نہین سمجہتے ہمارے خدمتگار اور ہمراہیان کمپ کرغزیون کے دلی دوست بن گئے یہہ لوگ ٹرکی ہیٹاس زبان بولتے ہین اور اتالیق غازی اپنے حاکم کی اطاعت اور خوشی کے لئے ہر ایک طرح کی امداد پہونچانے پر مستعد ہوتے ہین برخلاف انکے وکہی قوم کے لوگ بڑے بدمزاج بدصورت ہین اور انکا سردار بہی ایسا ہی تہا یہہ لوگ بدعت پیدا کرنے کو چالاک وچست اور کوئی نیک کام کرنے کو نہایت سست ہوتے ہین انکی نسبت لاچار ہمنے یہہ سوچ لیا کہ اگر ہماری واپسی کے وقت کوئی مشکل انکی بدعت سے پیدا ہوئی تو بہ نسبت ان بیرحمونکے ہاتہہ مین پڑنے کے ہمارے لئے بہتر ہوگا کہ رحیم اور مہمان نواز کرغزیونکے سایہ مین پناہ لینگے ۔

۵۸- کرغزی لوگون نے مسٹر شا صاحب کو مکرر اپنے ملک مین آیا ہوا دیکھکر مبارک باد دی جس سے ہمکو بھی نہایت خوشی ہوئی اور دو تین دن تو کرغزی سردار کے خیمہ مین چاد پیتے اور مزے اوڑاتے ہی گذرے *

۵۹- کل بشہ سے ایک دن کے کوچ مین ہم مقام بلکچی پر پہونچ گئے جو قلعہ شادولا کے نزدیک ہے اور جہان مرزا شادی وکیل اور قاضی محمد یعقوب ہمارے استقبال کے لئے خیمہ زن تھے چند روز ون سے دریا نہایت طغیانی پر تھا جسکے عبور کرنے مین ہمکو کچھ دقت ہوئی مقام بلکچی مین ہمارے پہونچنے پر وکیل نے ایک خیمہ ہمارے واسطے بھیجدیا تاکہ باقی تمام کمپ کے آنے تک ہم اُسمین آرام کرین اور تھوڑی دیر بعد وہ کشمش اور خربوزہ اور روس کی مصری وغیرہ لیکر ہمارے ملنے کو آیا اُسنے ہمین علاقۂ یارقند مین پہونچنے کا مبارک باد دیا اور کہا کہ اتالیق غازی تمہاری ملاقات کے شوق مین کمال بیقرار ہے پھر اُسنے یہ خبر ظاہر کی کہ مینے کل سُنا ہے کہ اتالیق غازی ۲ مہینے سے اوسرنجی کی طرف مہم کرنے گیا تھا جہان سخت ہنگامۂ کارزار گرم ہوا اور آخرکار دشمن کو مغلوب کرکے تمام ملک مابین کلڈجا اور سرنجی فتح کرلیا اور اوس نے طرح خوجہ نام شخص کو کلڈجہ اور قلمقستان کا حاکم مقرر کیا تھا اور اب وہ ایک ہزار قیدی اور خزانۂ کثیر ہمراہ لئے کاشغر کو واپس چلا آتا ہے۔ وکیل نے ہماری تسلی کی کہ اتالیق غازی کے ملک مین بہمہ جہت امن و امان ہے *

۶۰ - اس خبر کو سنکر ہمین بڑی تشویش ہوئی کیونکہ اگر یہہ خبر سچ ہوئی تو ویسرائے صاحب بہادر کو جو خبر مفسدہ یارقند کی گوش زد ہوئی تھی اس سے مطابق ہو گئی پھر بھی یہہ یقین نہین آتا تھا کہ ملا بابے جسکو ہم نے لیہہ مین دیکھا تھا اتالیق غازی کی غیر حاضری سے بالکل بیخبر تھا - اور یہہ اور عجوبہ تھا کہ نہ تو تارا سنگہ نہ ہری چند جبکہ شادولہ سے آئے کیا اس خبر مین تحقیقات کر کے نہ آتے لیکن یہ بھی ناممکن تھا کہ وکیل کے بیان کی صداقت دریافت کرتے کیونکہ ابتک ہمکو یارقند کا کوئی تجار نہ ملا تھا اور یہہ بھی امکان سے باہر تھا کہ ہم اس خبر کی صداقت دریافت کرنے کو وہان کئی روز پڑے رہتے کیونکہ خوراک ہمکو جو کچھ وکیل مہیا کر کے دیتا تھا اُسی پر گذران تھا اور وہ نہایت واجبی ہوتے تھے - شادولا وہ مقام ہے جہانکہ قدیم سڑک کراکورم کی جدید سڑک سے ملتی ہے اور مملکت یارقند کی سرحد ہے اس جگہ ہم نے تمام قلی اور ٹٹو خچر وغیرہ لداخ کے چھوڑ دئے جنکو وکیل نے اپنے پاس سے کافی دوانی سامان رسد دیکر واپس رخصت کر دیا - ڈاکٹر کیلی صاحب نے بھی اسجگہ ہم سے جدا ہونیکا انتظام کیا اور ایک جدید راہ چینگ چمو سے بہ نظر تحقیقات ملک کے واپس گئے چونکہ مقام سنجو سے جو یارقند کے نزدیک کا گانو ابھی تک ہم سات منزل پر ہی تھے اسلئے وکیل کو مقدور نہ تھا کہ ان تمام مطالب کا ایک سخت بند و بست کرے کیونکہ اُسکے پاس غلہ کا ذخیرہ گھٹتا جاتا تھا اسلئے اُسنے کہا کہ جہانتک جلد ممکن ہو فرزہ زیادہ آباد ملک مین نکل چلو

۶۱ - ۷ مارچ سے ہم اتالیق غازی کے ملک مین بطور مہمانونکے کوچ کرنے لگی

ہمارا راستہ ابھی تک کراکاشش دریا کے کنارہ کنارہ تھا جسکو ہم ایک وکئی دو بار عبور کر چکے تھے اور پانی کی بلندی اور طغیانی کے سبب اسکا عبور کرنا بھی بڑا خطرناک تھا ؛

۶۲- بائین کنارے دریا سے قلعہ شادولا مین کو گذرے جو ایک چھوٹا سا احاطہ پتھرونکا چند سال سے بنا ہوا تھا اور کشمیر کے سپاہی اسمین رہتے تھے مگر اب بالکل متروک تھا رات کو ہم ایک پہاڑی ندی کے کنارہ ٹھہرے جسکو سوا صبح کے اور وقت مین عبور کرنا ناممکن تھا کیونکہ برف اسقدر پگھلتی تھی کہ دریا بانسون بلند ہوجاتا تھا یہ گھاٹی بڑی وحشت ناک ہے ناہموار پہاڑی ٹیلے اور انکی بلندی سے خواہ مخواہ نظر خوف کھاتی ہے ہمارا راستہ تو پھر اسوکا بخیر و عافیت ختم ہوگیا اگرچہ مشکلات سخت پیش آئین بسبب اسکے کہ ندی نہایت تیز و تند روان تھی اور دریا کی تہ تمام پہاڑی تھی۔ یہان پھر یارقندی عورتون نے خود کو بڑا ہوشیار اور چابک سوار ظاہر کیا ؛

۶۳- اُس روز دوسرے دن کے سفر مین ہم چند یارقندی سوداگرون سے ملے اُنھون نے بھی اتالیق غازی کی نسبت وہی داستان بیان کی جو وکیل نے سنائی تھی مگر پیچھے سے ہم کو ایک پنجابی سوداگر ملا جسکی زبانی معلوم ہوا کہ یارقند کا حال بالکل وہی نہ تھا جو مرزا شادی نے کہا کسواسطے کہ اگرچہ کاشغر اور یارقند مین سب طرح چین چان امن و امان تھا مگر گمان ہوتا تھا کہ اتالیق غازی ابھی تک جنگگاہ مین ہے۔ جو سوداگر ہندوستان کو آتے تھے اونکو ہمارے شادولا مین پہونچنے کی خبر ظاہر ہونی تک یارقند سے روانہ ہونے کی اجازت نہ دے گئی تھی اور سخت احکام جاری ہوگئے تھے کہ کوئی خبر یارقند کی باہر نہ جانے پاوے جسکو سنکر ہم اپنا سفر موقوف کردین ؛

۶۴ - مزار ابوبکر مین دریاے کراکاش کی گہاٹی سے نکلکر ہم ایکدن کے کوچ مین ایک بلند پہاڑی شگاف مین کوچ کرتے رہے اور گذر گرم کو طے کیا جو سمندر کی سطح سے ۱۶۴۱۳ فٹ بلند تہی چڑہائی سخت اور دشوار گذار تہی اور بسواری خچر دن کے سفر طے ہوا چوٹی پر پہونچکر ہمکو امید تہی کہ تمام نظارہ میدانہای یارقند کا ہمکو وہان حاصل ہوگا لیکن ہوا مین اوسوقت اب کُہر بہرا ہوا تہا کہ کچہہ نہ دکہائی دیتا تہا اور بعد ازان دیکہا کہ چار کوچ تک کوئی علامت میدان کی نہین ظاہر ہوتی اوترائی شمالی طرف کو ناہموار اور دشوار تہی راستہ مین چہوٹی چہوٹی پہاڑی ٹیلے حایل تہی اور سوداگر اس پہاڑ کو ایسا جانتی ہین کہ خچر اور گہوڑی شتر وغیرہ لدے ہوئے اوسمین سے نہین گذر سکتے اسلیے سوداگر بیچاری کرغزیون کے بس مین پڑتے ہین جو اپنی خچر کرایہ پر دیکر مال و اسباب اس گذرگاہ سے نکال دیتے ہین اور اسطرح ایک بڑی عمدہ صورت معاش کی رکہتی ہین اونکا نرخ کرایہ ایک یا دو روپیہ فی منزل فی سفر مقرر ہے اور بیوپاری یا تو سہولیت کو تاکتے ہین یا اُن آوارہ بیوپاریون کے طمع کے جال مین پہنستے ہین۔

۶۵ - اس پہاڑ کی چوٹی سے دو گہنٹہ مین اوترکر ہم کچک یلاق مین آئے جس نام کے معنے کرغزیون کے گرمے کے بود و باش ہے یہان مینے آلوہی یا یوروٹ یا اکوئی معائنہ کئے یعنے وہ سفید گول خیمہ جو ان لوگون کے گہر ہوتے ہین یہہ خیمہ پنجری کے جال کے طور پر بنا ہوا ہوتا ہے اور اسکے گرد کپڑا منڈہ دیتے ہین چوٹی اونکی مثل گنبذ کے گول ہوتی ہے اور عین وسط مین ایک بڑا روشندان نکلا ہوا ہوتا ہے جسمین سے دہوان باہر جاتا ہے اور روشنی اندر آتی ہے دروازہ صرف ایک بہت چہوٹا اوس خیمہ مین رکہتے ہین بانس اور

رسّیون کی کچہہ ضرورت نہین ہوتی اور پنجری کی مانند ایسا جال بنا ہوا ہوتا ہی کہ اوسکو بآسانی تہہ کرکے جہان چاہین وہان اوٹھا لیجائین خیمہ کے اندر پُرانی چیتھڑون کا فرش بچھا ہوا ہوتا ہے اور ایک خیمہ مین مینے اندر جہانک کر دیکہا تو ایک پردہ پڑا ہوا تہا اوس پردہ کے اندر عورتین رہتی ہین باقی جگہ لڑکے مرد بہیڑ گتے اور کوئی شخص جو الاو آتشین کے گرد آکر بیٹہنا چاہے بیٹہتا ہے اور اوس الاو پر ایک دیگچہ چار کا ہمیشہ چڑہا رہتا ہی مقام کُجک تلاق مین ۲۰ یورت یعنی خیمہ مذکور موجود ہین اور اتالیق غازی انکی بابت تین یمبو نام سکہ ہین مرجہ یارقند سالیانہ بطور خراج کے لیتا ہی۔ ایک یمبو ۱۷۰ روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔

۶۶۔ یہان ہمکو اور زیادہ ہندوستان کی بیوپاری ملے اور اُنہون نے وہی کہانی یارقند کی نسبت سُنائی جو اس کوہ کے دوسری طرف سنی تہے اور چونکہ اتالیق غازی کے کاشغر سی غیر حاضر ہونے مین کچہہ شک نرہا اور اوسکی واپسی کی تاریخ بڑی مشتبہ تہی پہر تو مجہے اور کچہہ نہ سوجہی سوا اسکے کہ بموجب ہدایت گورنمنٹ ہند کے عمل کرون اور اس مہم کی کارروائی آیندہ موسم تک ملتوی کرون لیکن جب مرزا شادی سے مینے اپنا قصد واپسی کا ظاہر کیا اوسنے کہا کہ آپ بغیر یارقند جائی ایسا نہین کرسکتے وہان چلکر آپ اپنا کمپ پہر سفر کے قابل درست کر لیجئے پہر واپسی کا ارادہ کیجئے اور البتہ مضبوط جانور باربرداری اور کافی و وافی خوراک و سامان رسد کے بغیر اوس دشت مین جو ابہی پیچہی چہوڑا ہے گذرنا ایسا مشکل تہا جیسی سمندر کو بغیر جہاز زاد ذخیرہ خوراک کے عبور کرنا اور چونکہ مرزا شادی نے مجہے اسبابت کا یقین دلایا اور تجربہ سے مجہے بہی ایسا ہی معلوم ہوا کہ نہ تو باربرداری

نہ سامان رسد بغیر اجازت داد خواہ کے مہیا ہو سکتی ہے اور یارقند مین جانیکی سوا ہمارا بند و بست واپسی کا نہین ہو سکتا لاچار یہہ قرار پایا کہ ۲۵ روز اور یہان بسر کیجیئی جس عرصہ مین وکیل نے وعدہ کیا کہ مین ہر ایک چیز لیہہ کو واپس جانے کی تہمین مہیا کر دونگا اوسیوقت داد خواہ کے نام خطوط لکہی گئے اور مرزا شادی نے ایک قاصد کو خط دیکر اتالیق غازی کے پاس بہیجا۔

۶۷۔ دریار سنجو کے نیچے ہمارا کوچ ٹام کیطرف سبزہ زار پہاڑیون پر ہوکر ہوا تمام راستہ مین دریا کا کنارہ درختان سے بہرا ہوا ہی ٹام سے نیچے گہاٹی مین ایک نہایت تنگ درہ آتا ہی جسکے پار زمانہ سابق مین چینیون نے ایک دیوار کرغزیون اور دیگر پہاڑی قضاقون کے حملہ سے حفاظت مین رہنے کو بنائی تہی اسکے نیچے دریا نہایت عمیق تہا گہوڑے اوسمین عبور نہین کر سکتے تہے اسلئے ہم ایک اور راستہ سے چچو گذر پہ ہوکر چکر کہاتے ہوئے روانہ ہوئے گذر چچو سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار فٹ بلند ہے اور وہان سے اتر پالک ندی پر پہونچے ان گہاٹیون مین تیتر بٹیر وغیرہ شکار کے جانور بکثرت تہے برف نہایت خوشنما دکہلائی دیتی تہی جہان یہہ جانور جہنڈ کے جہنڈ گذر سنجو پر چہپا کرتے تہی چچو نام گذر پہ ہم نے کچہہ شکار بہی کئے وہان گردہ کی گردہ ایک قسم کے چوپایون کے دیکہی جو بکری کی صورت تہی اور گور خر بہت تہی ہمارے راستہ سے بہت نزدیک یہہ سب چرتے تہے مگر ہمکو دیکہہ کر خوف نہین کہاتے تہے۔

۶۸۔ پہاڑ تمام برہنہ اور خاک و غبار سے پر تہے اور ہوا نے گرد و غبار اوڑا اوڑا کر سطح ان پہاڑون کی بالکل سفید پوتنی مٹی کی مانند کر دی تہی لیکن چونکہ ان قطعات مین کبہی بارش نہین ہوتی اسلئے مسافرون کے قدمون سے خاک اوٹہہ آتی ہے اور ہوا مین اتنی ایسی بادل غبار کے اوٹہتی ہین کہ کہین

ہم

اور دیکھنی مین نہین آئی دریاے ہرار پالک کے کنارے بہت خوبصورت سبزہ اوگا ہوا تہا جھاڑیان سرسبز نظر آتی تہین جنکو دیکھکر طبیعت کو فرحت ہوئی یہان چارونطرف چینی زرد رنگت کا گلاب شگفتہ تہا۔

٦٩ - اس کہاٹی کے ایک خوشنما مقام مین بانتظار جواب داد خواہ ہم عرصہ تک ٹھیرے رہے یہان ہمین ایسا ہی رسم دسترخوان کی ادا کرنی پڑی قاسم اخوند بیگی رئیس قصبہ زنجیا کا جو گوما اور ختن کے مابین ۲۰ میل کے فاصلہ پہ سڑک پر واقع ہے ہماری کمپ مین میوہ جات لیکر ہماری ملاقات کو آیا ہم نے خیمہ کے دروازہ تک اوسکا استقبال کیا اور پہر خیمہ کے اندر زمین پہ فرش کے اوپر یک زانو بیٹھ گئے پہر ہمارے سامنے ایک دسترخوان بچھایا گیا اور بادام کشمش ناکھ اکھروٹ انجیر سیب اور پکی ہوئی مٹھائی اوسپر رکھی گئی اور تھوڑے بسکٹ بھی منگا کر موجود کئے غرض جب دسترخوان بخوبی آراستہ ہو گیا تو وہانکا دستور ہے کہ مہمان اوّل ایک لقمہ روٹی یا بسکٹ کا توڑتا ہے اور پہر اپنے ہمراہیون اور مہمان نواز کو بھی اوس دعوت مین شامل کرتا ہے پہر سبز چار کا ایک پیالہ پیش کیا جاتا ہے جسمین کہانڈ یا دودھ بالکل نہین ملا ہوتا اور جو اصلی یارقندی یا اندجانی ہوتے ہین وہ سیکرون پیالے پی جاتے ہین مہمان نواز کے جانب سے گفتگو شروع ہونا منع ہے تھوڑے عرصہ بعد میوہ جات اوٹھائے جاتے ہین اور جو فضلہ روٹی وغیرہ کا گر پڑتا ہے اوسکو باحتیاط تمام اوٹھا کر دسترخوان پہ رکھ دیتے ہین اور دسترخوان ہٹا لیا جاتا ہے پہر سب اپنی اپنی داڑھی کھینچ کر اللہ اکبر اللہ اکبر بولتے ہین جب یہہ سب باتین ہمارے خیمہ مین ادا ہو چکین مہمان نواز یکایک اوٹھکر چہلانگ مار خیمہ سے باہر جا کھڑا ہوا اسکا سبب مجھسے یہہ بیان کیا کہ مہمان نواز اس خیال سے

کہ میری مہمان کو اوٹھہ کر تعظیم دینی کی تکلیف نہ اوٹھانی پڑے وہ بجلدی تمام باہر اوٹھہ جاتا ہے ۔

۷۰ - مرزا شادی ہماری قیام سے بہت بیصبر تہا مگر مجھے مناسب نہ معلوم ہوا کہ تا وقتیکہ کوئی معتبر خبر یارقند کی آوے ہم آگے بڑہین یہہ ظاہر ہی کہ یا تو مرزا شادی کو اتالیق غازی کے کوچ مقام کی نسبت کسینے فریبًا غلط خبر پہونچائی یا وہ جان بوجھہ کر ہمکو فریب دیا چاہتا تہا اسلیئے مین بغیر معتبر خبر پانے کے آگے نہ ہل سکتا تہا قاضی محمد یعقوب یہان ہماری کمپ سی جدا ہو کر یارقند کو سدہارا وہ ایک بڑا خلیق اور خوش باش دوست اور ہمراہی تہا اوسکی ساتھہ سی ہمکو فایدہ بہی بہت ہوا تہا اوسکے نزدیک رشتہ داری اتالیق غازی سے اوسکا ظاہر رعب وداب اور اوسکی ہوشیاری اور تجربہ کار باتون سے اوسکی نصیحت تیز مزاج وکیل پر غالب آجاتے تہے جو ہماری مہم کے واسطے بڑی فایدے کی بات تہی مرزا شادی بہی اس امید مین کہ میرے چلے جانے سے پہر بہی آگے بڑہین گے یارقند کیطرف روانہ ہوا مگر مین عزم بالجزم پر مستقل رہا آخر کار ۱۵ - اگست کو دادخواہ کا ایک خط آیا کہ اتالیق غازی نے اوس ملک کو جسکو فتح کرنے گیا تہا مغلوب کر لیا اور امید ہے کہ جلد دار الخلافہ کو واپس آویگا اور بعد از آن ہمارے پاس یہہ خبر بہی پہونچی کہ ہمارے استقبال کے واسطے ہر ایک قسم کی طیاری ہو گئی ہے اور ایک بڑا ذی رتبہ افسر ہماری استقبال کے واسطے سنجو تک بہیجا گیا ہے ۔

۷۱ - اتالیق غازی کے کاشغر مین جلد واپسی کی نسبت مجھے بڑا اشتباہ تہا کہ آیا دادخواہ کا لکھنا سچ ہے یا جھوٹھہ اور چونکہ مجھے ہدایت سخت تہی اسلیئے ماسوائے اوسوقت کے جو سامان رسد ہماری واپسی کا مہیا کرنیکے واسطے مقرر ہوا تہا

مین ایک دن زیادہ یارقند مین نہین رہنے کا اقرار کر سکتا تہا لیکن یارقند مین سب طرح امن وامان معلوم ہوئی اور وہان جانے کے بہی ضرورت صریح تہی تاکہ ہماری واپسی کے واسطے کافی سامان مہیا ہو جاوی لاچار ہینے داد خواہ کی ضروری دعوت کو قبول کیا اور یارقند کو روانہ ہوا۔

سم ۷ ۔ سنجو سی ۱۵ میل کے فاصلہ پر مقام کزل لنگر مین ہم ایک بڑی خوشنما مزروعہ اور درختان اور سبزہ زار زمین مین پہونچے یہہ ایک چہوٹا سا قطعہ بڑے عریض و طویل ویرانہ میدان مین تہا یہان گہاٹی اربالک کو چہوڑ کر ایک ریگستانی پہاڑ کو طے کیا اور یارقند کے میدان مین جا کر اوترے سنجو سی چند میل چلکر تاش خواجہ یزباشی سے ہماری ملاقات ہوئی یہہ ایک جنگی افسر تہا اور داد خواہ نی ہماری مہمانداری کیواسطے بہیجا تہا۔ تاش خواجہ ایک تاجک ہی اور فارسی زبان بڑی زور دیکر بولتا ہی یہہ شخص ایک آزاد خوش رو خوش وضع آدمی ہے اور مانند قوقندیون کے اپنے تئین آپ کو اندجانی افسر کہلانا پسند کرتا تہا خلیق اور خوش باش بہی زیادہ تہا وہ ایک بڑی خوبصورت سیاہ اندجانی گہوڑے پر سوار تہا اور کئی سوار بہی اوسکے مسلح تہے مسلح بندوق لئے ہوئے تہے دوپہر بعد تہوڑی دیر مین ہم اوس دشت سی ایک زرخیز سبزہ زار درہ مین پہونچے جسکے کنارہ کنارے بہت سی جہونپڑی باغ اور کنج بنے ہوئے تہے اس آبادی کو سنجو بولتے ہین راستہ مین گندم بڈواس اور ہندوستانی نملون کی کہیت بہی دیکہنے مین آئے بعدازان باغات کا نظارہ کیا جنمین سیب ناشپاتی انگور انجیر آڑو نکاٹ وغیرہ اسثمار سے درخت لدی ہوئی جہوم جہوم کر زمین کی طرف مایل تہے پہر ہم یکایک مرزا شادی کے خیمہ کے مقابل جا وارد ہوئی جو ایک مٹی کے چبوترہ پر ایک سبزہ زار کے سامنے نصب تہا اوس سبزہ زار مین نہرین پانیکی روان تہین ایسی سرسبز قطعہ زمین کو

صفائیہ کرکے اور بلند درختون کا سایہ دیکھکر ہمکو اپنی انگریزی گانو کی یاد آئی اور چونکہ ہفتون سے پہاڑ جنگل بیابان اور ویرانون مین آوارہ تھے اوس قطعہ کو دیکھہ کر طبیعت کو نہایت فرحت ہوئی۔

۴۳ ے ۔ مرزا شادی نے ہمین ایک خیمہ مین جسمین ختن کے قالین اور شطرنجیان بچھی ہوئی تھین اوتارا معمولی دسترخوان بچھایا گیا جسپر اقسام اقسام کے میوہ جات چنے گئے جب ہم ناشتہ کے طور پر اون میوہ جات مین سے کسیقدر کہا چکے تو پہر گوشت اور کورمے کی رکابیان یکایک آنی شروع ہوئین۔ جنکو دیکھکر ہم نہایت متعجب ہوئے اور اسکا سبب ہم سے یہہ بیان کیا گیا کہ یہہ اندجانی رسم ہے کہ اول میوہ جات اور شیرینی پہر گوشت اور پہر شوربا مہمان کو کہلاتے ہین میوہ جات کے بعد ہمارے سامنے قیمہ و کوفتہ نہایت صفائی اور ذائقہ کا بنایا ہوا اور بعد ازان آش ہمارے سامنے دسترخوان پر لایا گیا جو گاجر چانول اور گوشت کا بنایا ہوا تھا۔ ہمارے سامنے ایک لڑکا چار کا پیالہ ہاتھہ مین لئے کہڑا تہا جسمین سے وہ مہمانون کو چہوٹے چہوٹے پیالون مین کم رنگ سبز چاء بہر بہر کر دیتا جاتا تہا۔ یارقند مین مہمان کا کہانا انگریزی کے مطابق ہوتا ہے اور انگریز اوسی پسند ہی کرلین ہر ایک چیز باورچی خانہ مین صاف و پاک رہتی ہے باورچی صاف عمدہ پوشاک پہنتی ہین اور خاصکر برتنونکو زیادہ صاف رکھتی ہین کہانے کو بہت عمدہ گہی سے پکاتے ہین اور اقسام اقسام کے کہانے بناتے ہین جو آلا یارقندی نام کہانے سے کہ لندن مین مشہور و معروف ہے سبقت لیجاتے ہین۔

شرح - سو شیرد پیمبر صاحب نے اپنی دلچسپ کتاب سفرنامہ وسط ایشیا مین اس رکابیے کا بیان کیا اور دیگر بہت سے طریق خورد و نوش اور ذائقہ دار یارقندی کہانونکے حال لکھے ہین

۴۴ ے ۔ بموجب رسم و رواج ملک کے ہمنے قاسم اخوند اور رضا بیگ کو خلعت دئیے

یہہ دونو یہانتک ہماری تواضع وتکریم پر مقرر تہی ایک خلعت تاش خواجہ کو بہی
دیا جو اس عہدہ مہمانداری کو آیندہ انجام دینے والا تہا تاش خواجہ چونکہ ذی
رتبہ شخص تہا اسلئے اوسکی واسطے ہمنے ایک سبز پوشاک بنائی تہی جو یارقندی چوغون
کی مانند تہی قاسم اخوند کو ایک سپید شال دی گئی تہی اور رضا بیگ کو ایک قیمتی
دستار منتخب کی گئی تہی لیکن جب مین اونہین یہہ خلعت دینے لگا تو تاش خواجہ
نے اوسکی لینے مین بڑی دیر تک اصرار کیا مگر یہہ اصرار اصلی نہ تہا بلکہ ایسی اصرار
کرنیکی یارقند مین رسم ہے اور مسٹر شا صاحب نے مجہے مطلع کیا کہ مینے دیکہا ہے کہ
ایک آدمی اسیطرح ایک گہنٹی سے زیادہ اصرار کرتا رہا اور اس اصرار سے نتیجہ آخرکار
یہہ ہوتا ہے کہ وہ لے لیتے ہین اور بعد ازان مجہکو یہہ بہی معلوم ہوا کہ اگر کسی افسر
کو خالی ہاتہہ واپس بہیجدیا جاوی تو وہ نہایت ناخوش ہوتے ہین ایک موقعہ پر
جبکہ اسباب تمام آگے چلا گیا تہا میرے پاس کوئی پوشاک بخشنے کے واسطے نہ تہی
اوسوقت مرزا شادی نے اپنی ایک پوشاک مستعار مجہے دی اور کہا کہ یہہ پوشاک دیجیے
تاکہ رسم ٹوٹنے نہ پاوی۔

۷۵- شام کو ہمنے یارقندی دہقانیون کی بینٹہ دیکہی یعنے تمام گرد نواح کے گنوار
لوگ دیہاتی کپڑہ مویشی پرندی آبی وہوائی اوس سبزہ زار مین فروخت کیواسطے
لائے پہر سب بڈہے بہوڈہے داڑہی والے سب اکٹہے ہوکر زمین پر بیٹہے شاید کہ ہمارے
آنے کی نسبت باتین کرتے تہے یا مویشی جو فروخت کیواسطے آئے تہے اونکی نسبت
مباحثہ کیا۔ بعد ازان اوس بہیڑ مین ایک سرکاری افسر ملگیا اوسکو ادب کے ساتہہ
سب نے سلام کیا لیکن اونکی طریق اور وضع مین سراسر آزادی ٹپکتی تہی اور
ہندوستانیون کی سی کائین کائین چائین چائین نہ تہی جسکو دیکہہ کر ہماری طبیعت
خوش ہوئی ہمارے مہمان نواز اور قریب قریب تمام افسر سلطنت اتالیق غازی کے

ملک سی ناواقف ہین اور تہوڑی عرصہ سی ہی غالباً قوقند سی آئی ہین اور سینی دیکہا کر دی اکثر مقامات اور گانوکے نامون سی ناواقف محض ہین لیکن چونکہ سب ایک ہی مذہب کے ہین اسلیئے مفتوح اور فتاح سب ملکر اتفاق اور دوستی کے ساتہہ رہتے ہین وہی سب اکہتے ملکر کہاتے بیٹہتے ہین اور انگریزون کی ہمراہ بہی۔ اور جیسا ہمارے اور ہندوستان کی لوگون کے مابین تفرقہ ہی ویسے اونکا طریقہ بالکل مختلف ہے۔

۷۶ - ۱۷ - اگست کی صبح کو ہم سنجو سی یارقند کو روانہ ہوئی ایک دو میل تک سڑک ویسی ہی تہی جیسی کل تہی یعنی کہیتون اور باغون مین ہوکر گذرتی تہی کہین باغستان تہا کہین سبزہ زار تہا پہر دریا کے بڑی دہار کو جسنے اس گہاٹی مین پہیلکر ایک بڑی ویران دشت کو ایسی شگفتہ باغون اور کہیتون مین منتقل کردیا عبور کیا۔ ہانسی ایک ریگستانی پہاڑی پر چڑہے اور وہان سی اوس عظیم وحشتناک دشت مین داخل ہوئی جو دامن کوہ کیون لیون سی شمالی طرف بڑی دور تک پہیلتا ہی اور دشت عظیم گوبی کے نام سی مشہور و معروف ہی اول پانچ چہہ میل تک سڑک چہوٹی چہوٹی پہاڑیون اور غارون مین گذرتی ہے اور اوسکو طے کرکے ہم اوس عظیم ویرانہ مین داخل ہوئی اس دشت مین ادہر اودہر ندیون کے دہارین پہاڑ سی نکلکر کچہہ تہوڑی دور تک چلکر وہین جذب ہو جاتی ہین اونکی کنارہ گہاس پات میوہ وغیرہ پیدا ہوتے ہین کبہی کوئی دریا زور کرکے اوس میدان سی گذر گیا ہی اور اسی واسطی ایک بڑی کہائی پیدا کر دی ہی جسمین کچہہ دیہات بس گئی ہین اور زرخیز زمین اور خوبصورتی سی پہلی ہوئے کہیت بہی نظر سے گذرتے ہین۔

۷۷ - یہہ تمام سرسبز قطعات اس عظیم الشان بیابان مین مسافرون کی ٹہرنے کے واسطے بڑی آرام گاہ ہین اور ہر کوچ مین ایک دو ایسی قطعہ ہمکو ملتی تہی تہکے ہوئی مسافر کے واسطی جو اس میدان کی تیز دہوپ مین چلا ہو ناہوئیکا یک ایسی

جگہ فرحت بخش مین پہونچ جانے سی اور کیا بہتر ہو سکتا ہی اور خوبی یہہ ہی کہ ماسوائے سایہ دار درختون کے ہوا اور تازگی قلبی کے یارقندی لوگ مسافر کے ساتہہ بڑی خاطر و تواضع سی پیش آتے ہین کشمش بادام خربوزہ آڑو انجیر لا کر کہلاتے ہین۔

۷۸۔ ان دیہات مین گہر ویسی بنی ہوئی ہوتے ہین جیسی مٹی کے جہونپڑی ہندوستان شمالی مین دکہائی دیتی ہین۔ دیوارین دہوپ سی خشک کی ہوئی اینٹون کی بنتی ہین چہت چہپٹی ہوتے ہین باغون کی چار دیواری مٹی سی بناتے ہین یا جہاڑیون سی باڑ باندہ دیتی ہین جو اکثر کہیتون کے گرد بہی لگا دیتی ہین جسوقت ہم ان کہیتون کے کنارہ سی گذرے تو دیکہا کہ باجرہ گیہون جو جوار مولی شلجم گاجر اور فرانسیسی پہلیان ایک ہی وقت مین پکی ہوئی تہین۔ سال بہر مین فصل کا موسم صرف ایک ہے اور تمام فصلین آبپاشی پر منحصر ہین اور نہر کے کنارون پر کیکر سپول پیپل وغیرہ کے درخت بڑی بڑی بلند ہوتے ہین۔

۷۹۔ دیہاتی لوگون کی پوشاک نہایت سادہ ہوتی ہے ٹوپی سر پر بڑی صفائی کے کام کی یا سفید ٹوپی جسپر بہیڑ کی کہال کے گوٹ لگی ہوتی ہے پہنتے ہین اور ایک لمبا چوغہ جس سے ویمبری صاحب کی تحریر صداقت کو پہونچتی ہے کہ متوسط ایشیا کے لوگ رات کی پوشاک ہی دن بہر پہرا کرتے ہین کبہی کبہی سفید پوشاک پر کمر کے گرد وہ ایک پیٹی یا رسی باندہ لیتے ہین جس سی پہننے والی کی شکل بندر کی سی معلوم دینی لگتی ہے۔ بڑی بڑی موزی اور دستانہ چمڑے ناصاف اور بغیر کمائی ہوئی کے انکی پوشاک کو مکمل کر دیتے ہین جاڑی کی موسم مین زیادہ گرم پوشاک اور گیری رنگت سی رنگی ہوئی پہنتے ہین مگر جس موسم مین ہم یارقند مین پہونچے تمام خلقت وہان کی ایسی ظاہر ہوتی تہی کہ گویا ابہی پلنگ سی سوتے ہوئے اوٹہکر آئی ہے۔

۸۰ - ان دیہاتیون سے اعلے درجہ کے لوگ قاضی ملّا اور سرکاری ملازم وغیرہ رنگ برنگ کے جوغی عمدہ کپڑے ریشمی یا سوتی کے اور اکثر مشرو کی جو ریشم اور سوت ملاکر بڑا گہرا رنگ دیکر بنتی ہین پہنتے ہین جیسے ہماری ولایت ہین دیوارون پر رنگ برنگ کے نقش کئے جاتے ہین عورتین ایک قسم کے شبنہ گون کی مانند پوشاک پہنتی ہین جو سفید ہوتی ہی سر پر بلند گول ٹوپی اوڑہتی ہین جو دور سے مثل چینی تاج کے معلوم دیتی ہے - بال دو پٹیون پر منقسم ہوتے ہین اور اونکو بڑہاتے رہتی ہین جسسے خوبصورتی دوچند ہوتی ہے اور یارقندی عورتین انگریزی میمون سے بالون کی قطع وضع مین کسیطرح کم نہین - عورت یا مرد پر زیور نام کو بہی نہین ہوتا اور ہتیار صرف ایک بڑا اجنگی لنبا چہرا رکہتے ہین جو کمر مین لٹکتا رہتا ہی اور ہر ایک کام مین لایا جاتا ہی -

۸۱ - بولی ان دیہاتیون کی ترکی کہلاتی ہے اور فارسی پڑہا ہوا ان مین شاذ ونادر ہوتا ہی خوش اتفاق سے ہمارے قافلہ کے بہت سے لوگ خاص کر مسٹر شا صاحب اس زبان کو جانتے تہے اسلیئے ہمارے اونسے آزادانہ گفتگو ہوتی تہی کسی سمجہانے والے آدمی کے ضرورت نہین ہوئی تہی تمام اعلے افسر سرکاری فارسی بولتے تہے جس زبان مین ہمنے تمام اپنی گفتگو اور کام کیا -

۸۲ - یارقند مین جاکر آدمی بخوشی تمام ہندوستان کے بلند کوہان والی مویشیون کو بہول جاتا ہی جنکی بجاے یارقند مین گاے اور بیل انگریزی نسل کے مشابہ پاے جاتے ہین بیلون کو یارقند مین صرف باربرداری کے کام مین ہی نہین لاتے بلکہ اونسے سواری بہی لیتے ہین اور اس مطلب کے لئے اونکو یلغا یعنی دولکی قدم چلانا سکہاتے ہین بہترین اچہے قد کے ہوتے ہین اونکی دُم بڑی موٹی اور چوڑی ہوتی ہے جسکو وسط ایشیا مین ایک عمدہ قیمتی چیز سمجہا جاتا ہی ماسواے اور فایدون کے

جو اونکی دم سے اوٹھائی جاتے ہین ایک یہہ نفع اور ہی کہ اوسکی چربی کی بتیان بناتے ہین یارقندی پرندے ویسے ہی ہوتے ہین جیسے اور جگہ دیکھنے مین آتے ہین مگر یہہ زیادتی ہی کہ اونکو مالک بہ نسبت اپنے ہندوستانی بھائی بندون کے اونکو اچھی طرح پالتے ہین اور اسی سبب سے اونکا گوشت ذایقہ دار ہوتا ہی۔

۸۳ - یارقندیون کو طبابت انگریزی کا فایدہ پہونچانے کے تردد مین ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب نے گماہ کے قاضی کو جو ہماری کمپ مین مقام کوشتاک مین آیا ترغیب دی اور خناق یا گردن کے پہوڑے کی بیماری جو یارقند کی خلقت پر غالب ہی اوسکا علاج بتایا اوسکی پیروی اور بہی چند شخصون نے یارقند مین کی مگر ہماری امید اس طبابت کو فروغ دینے کو فوراً ٹوٹ گئی بخار اسہال یا ہیضہ کی قسم کی بیماریان کہتے ہین کہ وہان کوئی جانتا ہی نہین لیکن مرض چیچک بڑی ایذا پہونچاتا ہوا اظہار کیا گیا اور بہوت قلیون کے دلمین جو ہماری ساتھ تہی اس سے بڑا ہول پیدا ہوا۔

۸۴ - ٹیکا لگانیکی چیز لائی نہین گئی تہی اسلیئے اونکی سیتلا کا ٹیکا بہی نہین لگایا جا سکتا تہا لیکن اونہین سے ایک نے تجویز کی کہ ایک بہوٹ ابہی مر گیا ہے اور اوسکی نعش ایک نزدیک کے گانو مین دفن ہی اوس سے ٹیکا لگانیکا مادہ لیا جاوے

۸۵ - بمقام پورا ہم دادخواہ کی حکومت مین داخل ہوئے اور یہان ہماری زیادہ خاطر و تواضع ہوئی گرمی اندنون غایت درجہ کی تہی تہرمامیٹر یعنی مقیاس الموسم ہماری خیمہ مین جو سایہ مین نصب تہا بوقت دن ۹۰ درجہ پر اور رات کو ۶۵ درجہ پر تہا گرمی سے بچاؤ کے لیے ۲ بجے دن کو ہم پورا سے روانہ ہوئے یہہ ہمارا اخیر اور جو تہا کوچ اس بیابان مین سے تہا۔ شام کو ہماری پرہیزگار ہمراہی نماز پڑہنے کو اوترے اونکی گہوڑون کو میدان پر سیر کرنے کی فرصت ملگئی بعضے ایسے بدک گئے کہ پکڑائی نہ دیتے تہے اتنے مین ہم ۲ میل ور بشارک مین جا نکلے۔

۸۶ - بنارک ایک اور گانو اس بیابان کے دامن مین ہے یہان ہمنے مقام کیا - اور کارغالک کے بیگی نے دسترخوان لاکر ہمارے سامنے بچہایا اور بدستور مذکورہ بالا اول میوجات بعد ازان شوربا کہلایا کارغالک ایک گانو یہانسے ۵ میل دور ہی جسوقت ہمنے ایک قطعہ اس تہریلے بیابان کا طی کیا تو سامنے ہمارے ایک بڑی طویل اور نشیب دار عمارت نظر سے گذری جسکی چارون طرف پہلدار عام درخت لگے ہوئے تہے جب ہم اوسکے نزدیک پہونچے تو معلوم ہوا کہ وہ ایک قلعہ چینیونکا بنایا ہوا تہا اور بعد اونکے استخراج کے برباد ہوتا جاتا تہا - وہ دہوپ سے خشک کی ہوئی اینٹون کا بنا ہوا ہی توپ چڑہانے اور بندوقون کے مارنیکی جگہ اوسمین بنی ہوئی ہین اور ہر گوشہ پہ ایک مربع برج بنا ہوا ہی اوسکی بعینہ صورت پنجاب کے جیلخانہ کی سی تہی یہانسے گذر کر ہم کارغالک مین داخل ہوئے اور قصبہ کے بازار مین ہوکر ہمارا راستہ تہا یہہ بازار قریب - ۱۵ - فٹ کے چوڑا تہا اور بہت جگہ سے پٹا ہوا تہا گہرونکی چہتون پر جو بازار کے کنارہ پر تہی چہوٹے چہوٹے باغچے گلاب بلسام وغیرہ پہولونکے شگفتہ تہے نان بائی اور قصائی و تنباکو فروش و کنجڑون کی دوکانین ہی اوسی بازار مین تہین باقی تمام دوکانین اوسوقت بند تہین اور باشندون نے اپنے ملک مین اول ہی انگریزی افسران آئے ہوئے کے دیکہنے کو ظاہرا تعطیل منائی ہوئی تہی ہمارے بائین طرف قصبہ کے وسط مین ہمنے ایک کالج کا دروازہ اور اوس سے ذرہ آگے سکول کا دروازہ دیکہا بازار کے اخیر مین پہانسیان گڑی ہوئی تہین جنپر ایک بار مین دو مجرم پہانسی دئے جاسکتے تہے پہانسی کی سزا صرف چورون کیواسطے رکہی گئی ہے اور ملکی یا بادشاہی مجرم کا گلا کاٹا جاتا ہے -

۸۷ - پہانسیون کو چہوڑکر ہم دائین طرف کو لوٹے اور ایک گلے مین گئے جہان

عام درخت پہلے پہولے ہوئے تہے اور ایک باغ بنا ہوا تہا جہان ہر ایک چیز اور سامان ہماری قیام کے واسطے مہیا تہا ایک بڑا وسیع مٹی کا چبوترہ جسکے ہر چہار طرف اخروٹ کی درخت بڑی دراز اور عالیشان لگی ہوئی تہی اور چبوترہ پر شطرنجیان اور قالین صحن بچہی ہوئی تہی اور ایک گوشہ پر ۳۰-کرسیان لگائی ہوئین اور انکی سامنی ایک میز جسپر قالین فارس پڑا ہوا تہا یہہ کرسیان یارقندی ستریون کی کاری گری کے عجائب نمونے تہے اور یہہ اول ہی اول اوس ملک مین بنائی گئی تہین معمولی دسترخوان بچہایا گیا اور تمام قصبہ کارغالک کی خلقت ہمارے دیکہنے کو آئی کہ یورپین کسطرح کہاتے پیتے ہین۔

۸۸- کارغالک سے یارقند تک ۳۵-میل کے فاصلہ مین ایک جدی قسم کا ملک ہمنے طی کیا۔ بجای جنگل بیابان اور دشت دشوار گذار کے اور ریگستانی پہاڑیون کے جنپر پچہلی چاند زمین سے کوچ کیا تہا ہمنے اتنی زمین بڑی زرخیز آبادی اور زراعت کے درمیان پایا اور اچہی سڑکون پر راہ طی کی جنکے دورویہ سایہ دار درخت جہولتے تہے۔

۸۹- چراگاہون مین طرح طرح کے گہاس اور پہول پتون کی نشو ونما نشیب دار زمینون پر سبزہ گنجان لہلہا رہا ہر طرف درخت پاس پاس گنجان ہرے بہرے شفاف اور صاف پانیکی ندیان جنکی دہارین مار پیچان کی مانند بل کہاتی ہوئی اور بڑی خوبصورت تعمیر کی ہوئی نہرین رواں یہہ سب سامان مہیا دیکہہ کر اپنے شایستہ ملک انگلستان کے یاد آئی۔ کہیت بہی میدانون مین رنگ برنگ نئی نئے ڈہنگ کے سرسبز ہر سو مویشی چرتے ہوئے جنکا نظارہ کرکے انگریز خود بخود زبان تعریف کہولی مگر گروہ در گروہ بہیڑین خوبصورت چرتی ہوئی سفید اون اونکی بدن پر چمکتی ہوئی اور تازہ موٹے پلتے جانور وہانکے خوش نمائی

کو دو چند کرتے تھے

۹۰۔ ختن سی یارقند کو جو سڑک جاتی ہے اوسکی بیچ مین کنارہ پر شہر کارغالک واقع ہے سڑک کے کنارہ پر میل کے پتہر لگے ہوئی ہین اور زیادہ صحت کے واسطے پانچ پانچ میل پر ایک ایک پچ میلا بنایا ہوا ہی اور بخط نستعلیق خوشخط فارسی حروف مین میلون کا فاصلہ لکہا ہوا ہی نہرون اور دریاؤن پر لکڑی کی سنگین اور مضبوط پل بندہی ہوئی ہین اور عمیق ولد لے زمین مین سڑک بلند کرنی مین فن انجنیری بہی خوب ظاہر کیا گیا ہے غرض ہر طرف قوی اور شایستہ فرمانروائی کے آثار نمایان ہین نہرون اور سڑکون پر توجہ خاطر خواہ کیجاتی ہے اگر اس قطعہ ملک کے روسی ہم وہانکے فرمانروا کے فرمانروائی کی نسبت خیال کرین تو یہی خیال دلکو ہوتا ہی کہ ملک یارقند نہایت سرسبز شاداب وآباد ہے گہر اگرچہ مٹی یا دہوپ مین خشک کی ہوئی اینٹون کی تعمیر ہوتے ہین مگر بڑی خوبصورت سنگین تو تیار دکہائی دیتی ہین اور مسجدین سرای اور دہرم سالہ وغیرہ مصفا اور پاک کہی جاتی ہین شریف اقوام مین مکانات زیادہ صاف رہتی ہین عام درختون کی قطار نہرون اور نالون کے کنارہ لگائی جاتی ہین اور تمام بڑی بڑی گلیون مین بہی درخت قطار در قطار سرسبز بہت خوشنما معلوم دیتی ہین غرض زمین کے سطح پر سبز اور زرد رنگ تمام پہیلا ہوا تہا بموجب فصلون کے کہ کہین پک کر تیار ہوگئی تہین کہین اچہی سرسبز لہلہاتی تہین مگر پکی نہین تہین اور کہین تخمون سے ابہی نشو ونما ہی ہوئی تہی روئی کا پودہ بکثرت دیکہنی مین آیا اسکا پودہ اگرچہ چہوٹا ہوتا ہی مگر اوسپر پہل بہت لگتا ہی اور شمالی ہندوستان سی زیادہ پیدایش ہوتی ہی سن بہی تیل کے لئے بویا جاتا ہی لیکن اوسکا پودہ چہوٹا ہونیکی سبب اوسکے ریشون سی سن عمدہ پیدا نہین ہوسکتا گندم اعلے قسم کی پیدا ہوتی ہین

اور خاص کر یارقند کی سفید خوبصورت روئی مشہور و معروف ہی جو باجرہ جوار اور ہر قسم کی ترکاریان بافراط ہوتی ہین مگر ہمنی دیکہا کہ غلہ یہان کا بڑا کسا ہوتا ہی چہانٹنا پہٹکنا گویا کوئی جانتا ہی نہین اور شاید نلائی بہی نہین کرتے کہ ناقص گہاس سبزہ وغیرہ اکثر عمدہ فصل کو خراب کر دیتا ہی۔

۹۱۔ دن نکلنی سے ذرہ بیشتر ہم کارغالک سی روانہ ہوکر بجلدی تمام ڈبل کوچ کرتے ہوئی دریای تناف پر پہونچی جسکا پانی پایاب تہا اور ہم باسانی عبور کر گئے۔ وہانسی ۵ میل چل کر ایک گانو یک شنبہ بازار نام آیا وجہ تسمیہ اوسکے نام کی یہہ ہی کہ وہان ایک منڈی ہر ہفتہ لگا کرتی ہے اور چونکہ اتفاقاً ہم عین منڈی لگنی کے موقع اور دن پر پہونچی یارقندی بازار کا بہی عجیب غریب تماشا دیکہا قصبہ مذکور سی ایک میل آگے وہانکے اعلےٰ زمیندارونی ہماری پیشوائی کی اور بہ ضد ہمکو مہمانی کہلانے کے واسطی لیگئیے اور [illegible] صبح خوب شوربا گوشت اور میوہ جات وغیرہ درجہ بدرجہ حسب معمول کہائے وہان سی اوسی روز ینگشام کیطرف روانہ ہوئی اور اوسی جگہ پہونچکر مقام کیا۔ راستہ مین دیہاتی عورات اور مرد منڈی کو جاتے ہوئی بکثرت ملے گدہی پر گدہی خربوزون سی لدی ہوئی راستہ مین گذرتے تہی جانور بہی طرح طرح کے جاتے تہے اور بہیڑون کی گروہ کے گروہ گلابی رخسار مگر میلے کچیلے پوشاک پہنی ہوئی لڑکے ہکائی لئے جاتے تہی پہر کچہہ موچی بہی ملے جو اوس ملک کی پاپوش اور بوٹ ہماری پاس فروخت کو لائی ہماری کمپ کے ایک ہندوستانی نے سودا کرنا شروع کیا مگر مشتری اور بایع ایک دوسریکے زبان سی واقف نہ تہی صرف انگلیون کی اشاری سی ۲ آنہ اور ۳ رہو سکتے رہی مگر سودا نہ بنا۔ پہر ایک شخص ایک خوبصورت چالاک گوٹ پر سوار

دس بارہ گوٹ کو آگے ہنکاتا ہوا منڈی مین فروخت کے واسطے لئے جاتا تہا
بعد اوسکے دو تین گدہے غیر ملک کے چمڑے سے لدے ہوئے گذرے - ایسکے بعد
ایک جھنڈ گنوارون کا خوشی مین سب آپسمین چہل ہنسی ٹھٹھا کرتے دل بہلاتے
ہمارے قافلے کے نزدیک آئے سب گہوڑون پر سوار تہے ہمارے نزدیک پہونچکر
گہوڑون سے اوتر کہڑے ہوئے اور بڑا ادب و تعظیم بجا لائے - اونکے سلام
اور یہہ ادب و تعظیم گہوڑون سے اوتر کر دینا جو مشرقی ممالک مین اپنے سے اعلے
افسر اور بزرگون کو دینے کا رواج عام ہے ظاہرا ہمارے مہماندار تاسف خوجہ کے
واسطے تہا اگرچہ ہمارے واپس آنے پر انہون نے ہمارا بہی ایسا ادب و تعظیم کیا
انکے بعد تین فقیر راستہ مین ملے جنہون نے ہمارے سامنے سجدہ کیا اور پہر اونہون نے
داڑہی پر ہاتہہ پہیر کر حق اللہ وغیرہ کلمہ کہا اور کچہہ پیسا وغیرہ خیرات کے
خواہان ہوئے یہہ سجدہ اونکا شاید اسی مطلب سے تہا بموجب رواج ملک کے اور جیسا
کہ ہمنے دیکہا اپنے خاوندون کی اطاعت کیواسطے تمام عورتین اپنے خاوندون
کے ساتہہ ہمارے گذرنیکے وقت سڑک سے دور چلی گئین تاکہ کوئی اونکو دیکہہ نہ سکے
مگر اپنے خاوندون کی خوشی کر کے کن انکہیون سے ہماری طرف بہی جہانک جہانک
کر دیکہا کہ غیر ملک کے لوگون کو بہی دیکہہ لین غرض آہستہ آہستہ یہہ عجائب شہر
دیکہتے ہوئے ہم پشگام مین پہونچے جو یارقند سے اخیر کوچ کی جگہ ہے -

۹۴ - یہان ہم سرای مین ٹہرے ہمارے قیام کیواسطے علیحدہ کمرے اول سے آراستہ
کر رکہے تہے ایک بڑا صحن تہا اور اوسکے چارونطرف چہوٹے چہوٹے کمرے تہے
اوس سرای کے نزدیک ایک باغ بہی تہا جسمین ٹٹیون پر انگور سفید اور نہایت
ذایقہ دار کے گچہے لٹکے تہے - شام کیوقت ایک قاصد یا محرم باشی داد خواہ کے
پاس سے ہمارے واسطے پوشاک لیکر آیا اور اوسنے کہا کہ جسوقت آپ یارقند مین

داخل ہون تو یہہ پوشاک یارقندی پہنکر آوین اور میری اس درخواست کو منظور فرماکر مجہی سربلند کیجیی ان پوشاکون مین اندرونی طرف بدن پر پہننی کے کپڑی عام عمدہ چہینٹ کی تہے اور اونکی اوپر کیواسطی ایک گون چین کے ریشم کی بنی ہوئی تہی پاجامہ ریشمی اور سوتی اور ایک جوڑہ سیاہ لمبی بوٹ کا بہی ہمراہ تہا سب اوپر پہننی کیواسطی ایک بڑا چوغہ جسکی آستینین یارقندی ریشم کی تہین رنگ مین نہایت عالیشان تہا مسلمانی پوشاک پہننی کی معاملہ کی نسبت ہمنی اسمین مشورہ کیا اپنی قومی پوشاک چہوڑنی کی دلیل نہایت غالب تہی لیکن یارقندی دوست کی عنایت سی وہ معاملہ رفع دفع ہوگیا یعنی چونکہ اونسی بغیر بیونت کی بنائی ہوئی تہے اسلیئی صرف چوغہ پہنکر وہ رسم ادا کی گئی۔

۹۳ — دوسری روز دریا کو عبور کرنی کی گہاٹ پر نہایت عمیق پاکر ہم اوسکی دائین کنارہ روان ہوئی اور ینگی بازار مین جا وارد ہوئی اوس روز اسی جگہ قیام کیا تاکہ کچہہ اسباب اپنا آج کشتی مین پار بہیجدین اور ہم دوسری دن عبور کرین۔ ینگی بازار حکومت حال کی ترقی روز افزون کا ایک نمونہ ہے چند سال ہوئی کہ اس گردونواح کا ملک ویرانہ اور دلدل سی بہرا ہوا تہا لیکن سالگذشتہ مین دادخواہ نی اس قطعہ کی درمیان ایک نہر نکالی اور اوس دلدل کا پانی نکالکر زمین قابل زراعت کردی کاشتکارون کو زمین مفت دیکر بسایا گیا اور بڑا بازار تعمیر کیا گیا جہان اب ہفتہ وار منڈی لگتی ہین اسطرح یارقند مین ہر ایک امن چین کی ساتہہ اپنی اپنی محنت مین مشغول ہے

۹۴ — منگل کے دن ۲۳۔ اگست کو ہم شہر یارقند مین داخل ہوئی ینگی بازار سی ۶ بجی صبح چلکر ایک میل تک تو دریا یارقند کے کنارہ کنارہ گئی جو اوسوقت مین دریای راوی کی مانند پہانٹ رکہتا تہا مگر زیادہ تیزی کے ساتہہ اوان

تھاتین گنوار بناوٹ کی کشتیان گھاٹ پر عبور کرانے کے واسطے موجود تھین اونمین فی کشتی ۱۲ اٹھو ایک بار مین معہ بوجھ کے چڑھ سکتے تھے لیکن ملاحونکی نادانی سے عبور کرنیمین بڑی دیر لگی جو اکثر سیدھی دھار کو بھول کر دریا مین بہت دور جاکر کنارہ لگتے تھے اور کچھ دیر تک ہم کنارہ پر بیٹھے رہے آخر کار ہمارے عبور کرنیکی باری بھی آئی اس عرصہ مین ہم وہان اخبار اوسیوقت کی آئی ہوئی پڑھتے رہے یہہ اوّل ہی ڈاک تھی جو انگلستان سے یارقند کو گئی اوسوقت تمام باتونکا یعنی فاصلہ دور و دراز دشوار گذار راستہ وغیرہ کا خیال آیا یہہ امر بھی قابل تحریر کے ہے کہ کوئی انگریز یارقند مین مسٹر شا صاحب اور ہیورڈ صاحب کے سوا اور کوئی نہین آیا غرض ہم کنارہ دریا پر بیٹھے ہوئے یارقندی ہمارے گرد کھڑے ہوئے ہم اونکی بات سن رہے تھے وہ ہماری سنتے تھے اور اخبار میل لندن و سٹرڈی ریویو سے آرٹیکل ترجمہ کر کرکے سمجھا رہے تھے۔

۹۵ - دریا کو عبور کرکے منصور خواجہ سرکاری یعنی سپرنٹنڈنٹ یارقند سے ملاقی ہوئے جو چند رئیسان شہر کے ہمراہ ہماری پیشوائی کیواسطے آیا تھا اور پھر تو ہمارے ساتھہ ایک بڑا جلوس ہوگیا غرض درجہ بدرجہ خلقت کا ہجوم بڑھنے لگا حتی کہ جب ہم شہر کے نزدیک پہونچے تو ہمارے ساتھہ ایک رسالہ کے برابر اسپ سوار موجود تھے۔

۹۶ - پانچ میل تک ہمارا راستہ دریا کی دلدل کے کنارہ کنارہ اور سبزہ زار کے نزدیک تھا بعد ازآن ایک جگہ سڑک کے موڑ پر ہمکو ہماری چار مہینے کی محنت سخت کا نتیجہ دکھائی دیا یعنی سفید براق چار دیواری شہر یارقند کی درختون مین چھپی ہوئی نظر آئی۔

۹۷ - جب ہم نزدیک پہونچے سڑک کے دونو طرف لاانتہا خلقت تماشا کیلئے

بڑی شوق مین کہڑی تہی اور جسوقت ہم دروازہ مین گئی تو ہجوم تماشائیان شانہ سی شانہ بہڑتا تہا ہمکو بہی داخل ہونا دشوار ہو رہا تہا چند اشخاص نے اوٹہکر مرزا شادی اور تمام یارقندی افسران کو تعظیم دی باقی سب لوگ یارقندی قاعدہ کی بموجب چپ چاپ بیٹہی ہوئی تہے یورپین مہمانون کا نظارہ بڑی تعجب کے ساتہہ کر رہے تہی کشمیری چینی کالماک تاجک ہندوستانی اپنی اپنی صورت اور قطع وضع سی اوس ہجوم مین تمیز ہوتی تہی اور بہت سی لوگون کو دیکہہ کر ہم آپسمین کہتے تہے کہ ضرور بالضرور یہہ یورپین ہوگا کیونکہ اکثر ایرین نسل کے لوگون کے شباہت یارقندیون مین پائی جاتے تہے۔

۹۸ - وسیع باغات خربوزہ جو چاردیواری کی نزدیک لگے ہوئی تہے اونکی سیر کرتے ہوئی ہم شہر کے مغربی دروازہ پر پہونچی چاردیواری کے کنگرون پر عورتین نہ بہت خوبصورت نہ جوان تماشا دیکہہ رہی تہین مگر بموجب رسم ملک کے کوئی عورت آدمیون کی ہجوم کے نزدیک نہ آسکتی ہے شہر کے گرد جو بڑی عمیق خندق تہی دروازہ کے پاس اوسکے چوبی پل پر عبور کرکے ہم دروازہ مین داخل ہوئی جہان دس بارہ دہقانی برائی نام ہتہیار بند تہی کیونکہ اپنی سپاہ تمام اتالیق غازی کی ساتہہ گئی ہوئی تہے اور اونکی پیچہے یہہ دہقانی بطور سپاہیونکی کچہہ لاٹہیان کچہہ بڑی کوہاڑی کوئی بیش قبض لئی حفاظت کر رہے تہے جو شاید کسی چینی عجایب خانہ سی بلا لئے گئی ہونگی اور وہ سب ایسی معلوم دیتے تہے جیسی مقام ستم بول کے عجائب خانہ مین دیکہنی مین آتے ہین خاص بازار کے ایک حصہ مین ہمارا گذر ہوا جو ہندوستان چین کیرو یا قسطنطنیہ کے بازارونسی قطع و وضع مین کسیقدر مختلف ہی یہان مینارین اور بلند عمارتین بازار مین بالکل نہین ہین تمام مکانات ایک منزل

کے ہین اس بازار مین گو ہم بہت جلد گذری اور ماسوا اسکے ہجوم خلقت بیشمار تہا اسلیئے اونکی حال بخوبی نہ دریافت کرسکے گلی کوچون اور کالجون اور سکولون کو دیکہتے ہوئی ہم شہر سی باہر نکلے اور ٥٠٠ گز کے فاصلہ پر ینگیے شہر کا دروازہ آیا ینگی بمعنی جدید اسلیئے اس شہر کا نام ینگیے رکہا گیا چینیون نے شہر یارقند کے مغلوب کرنے کو آباد کیا تہا ان دونو شہر کے درمیان کی راستہ پر کہنڈرات اون قدیم مکانون کی موجود ہین جنہین ناجایز خوشی بناتے تہے اور اونکو اونکے مالکان نے بحکم اتالیق غازی منہدم کردیا ہماری بائین طرف تہوڑی بلندی پر ایک آدمی کا سر بانس کے اوپر لٹکتا تہا جو اپنی داستان اور حکومت حال کا ڈہنگ بتاتا تہا-

٩٩- ہماری بائین طرف شہر ینگی کے دیوار ایک دمدمی تک تہی جہان کوکندی لشکر ماتحت اتالیق غازی اور چینی سپاہ کی مابین جنگ عظیم برپا ہوئی تہی اور چینی سپہ سالار نے ہر طرف سی مایوسی اور شکست اپنی شامل حال دیکہہ کر ایک سرنگ بنا کر معہ اپنی سپاہ کے خود اڑا دیا تہا اب یہہ شہر کوکندی سپاہ کی چہاونی کے طور پر ہی اور داد خواہ و دیگر افسران اعلے اسجگہ رہتی ہین- جسوقت اس شہر کے دروازہ مین ہم داخل ہوئی تو یہان پہرہ کا گارد بہ نسبت دروازہ شہر یارقند کی گارد کے ذرہ سپاہیونکی صورت رکہتا تہا مگر وہ سپاہی بہی لڑنی والے اور اس جماعت سپاہ مین سی نہ معلوم ہوتے تہے جسنی چند سال کے عرصہ مین ملک انگلستان سی دو چند ملک فتح کرلیا- بعضے اونمین کی سرخ رنگ چوغی پہنی ہوئی تہے کمر پر ایک پیٹی چمڑی کی کسی ہوئی جسمین ایک توشہ دان اور ایک گولی دان اور چاکو سنگین وغیرہ سامان حرب و ضرب لٹکتا تہا ایک ایک تلوار بہی ہر ایک سپاہی کے پاس تہی بعضے کے پاس پستول بہی تہی مگر مینے دیکہا

کہ یہہ سپاہی پستول کی زیادہ قدر نہین کرتے چنانچہ ایکروز مرزا شادی کو مینی اپنا ریوال ور (یعنی ایک قسم کا پستول) دکہاکر پوچہا کہ تم بہی ایسی کلکتہ سے بہت لائی ہوگے اسپر اوسنے جواب دیا کہ نہین مین ایسی ہتیارون کی پرواہ نہین رکہتا جبکہ جنگ دست بدست ہوجاتی ہی تو پہر یہہ کچہہ کام نہین دیتی۔

۱۰۰۔ پتہری اور توڑیدار بندوق جنکو یہانکی سپاہی استعمال مین لاتے ہین اونکی نالی معہ چوگوٹہی سوراخ کے بڑی موٹی ہوتی ہی جنکی واسطی گولیان نہایت صفائی سی سلیٹ پہتر کے سانچون مین ڈہالی جاتی ہین ہر ایک بندوق مین دوہری جای سکون ہوتی ہی اور جبکہ اوسکو کندہی پر رکہتی ہین تو وہ سنگین کے صورت کی سی معلوم ہوتی ہی۔

۱۰۱۔ اس گارد سی آگے بڑہ کر اور قریب ۴۰۰ گز تک شہر کے گلی اور بازار مین چلکر اپنی قیام گاہ پر پہونچی جہان ایک تنگ گلی مین ہوکر ہم ایک دروازہ مین جا وارد ہوئی جسکے دائین طرف ایک صحن تہا اور اوسکے چارونطرف چہوٹے چہوٹے کمری تہی یہہ مکان ہماری ہمراہیون کی قیام کے لئے تجویز کیا گیا تہا مقابل مین ایک اور صحن تہا اور وہان سی ایک طویلہ کو راستہ جاتا تہا یہہ صحن پختہ فرش کا گہوڑونکی آزمایش کیواسطی تہا اور دیگر انتظامات خبرداری گہوڑون کا سامان مثل ایک انگریزی طویلہ کے موجود تہا یہہ دستور یارقند مین مثل روم کے ہر ایک جگہ ہی اور چونکہ یہانکی لوگ گہوڑون کے نہایت شوقین سوار ہین اسلئے اونکی خبرداری بہی مثل اپنے رشتہ دار کے کرتے ہین جان سی زیادہ عزیز رکہتے ہین۔

۱۰۲۔ اس طویلہ سی گذر کر ہم ایک چہوٹے باغ مین پہونچی جسکے وسط مین ایک تالاب مصفا اور شفاف پانی سے لبالب تہا نہرون کا اسمین پانی

اکر پڑتا تہا اور کنارہ پر بہت خوبصورت درخت لگے ہوئے تہے دائین طرف اس باغ مین نو تیار کمری قالین اونی و سوتی و شطرنجی ہائے عمدہ کے فرش مکلف سے آراستہ تہی داہنی طرف ایک دروازہ مین سے گذر کر ہم ایک اور حویلی مین پہونچے جہان تین کمری یکجا تہے اور ظاہرًا ہماری قیام کیواسطی تجویز کئے گئے تہے اس عمارت کی وسطمین ایک بڑا وسیع کمرہ تہا جسمین طرح طرح کی وضع وقطع کی کرسیان اور رنگارنگ کی میزین لگی ہوئی تہین جنسے ظاہر ہوتا تہا کہ یارقندی بہی انگریزی طریق اختیار کرنیکا قصد رکہتے ہین اس تمام حویلی کے گرد ایک بلند دیوار تہی اور اوپر کو دیکہنے سے صرف اوسکے کنگرون پر جا کر نظر ٹہرتی تہی جسکے اوپر ایک سنتری اوپر نیچے ادہر ادہر ٹہلتا ہوا تمام ہماری حرکات کو دیکہہ سکتا تہا۔

۱۰۳۔ معمولی دسترخوان میوجات وطعام اقسام اقسام کا ہماری سامنے بچہایا گیا اور کہانا کہانے کے بعد ہمکو سب چہوڑ کر چلے گئے کہ سفر دور دراز کے بعد آرام لین۔

۱۰۴۔ مسٹر شا صاحب نے اول ہی بار یارقند مین آنے پر دیکہا تہا کہ نووارد کیواسطے وہان یہہ مناسب ہے کہ فورًا حکام سے ملاقات کرے اور یہہ دستور ہماری منشا کے عین مطابق تہا کیونکہ ہم چاہتے تہے کہ دادخواہ سے ملکر بجلدی تمام اپنی واپسی سفر کا انتظام کرین ورنہ اتالیق غازی جلد واپس آکر ہماری روانگی مین خلل انداز ہوگا اور ہمین گورنمنٹ کی ہدایتون کی تعمیل کرنی مشکل ہوگی۔ لیکن جب ہم نے دادخواہ سے ملنے کی تجویز کی تو بہت سے عذرات پیش ہوئے اور مجہے معلوم ہوا کہ تمام حکام کا یہہ ارادہ اور خواہش تہی کہ ہمین اوسوقت تک یارقند مین مقیم رکہین جب تک کہ اتالیق غازی کی خواہش ہماری نسبت معلوم ہوجائے

کہ اوسکی کیا مرضی ہی۔ ان ایشیائی اقوام مین جبکہ ایک ایلچی کسی ملک سی آتا ہی تو وہ اوس ملک کی بادشاہ کا مہمان ہوتا ہی اور اوسکو تمام امور مین حتی الامکان بادشاہ کی خوشی کرنی پڑتی ہی اگر ایلچی اپنی ارادہ آمد و رفت مین چوک جائی تو اوسکا وہ کچھہ خیال نہین کرتے اور بالکل آمدن بارادت و رفتن باجازت کا معاملہ ہوتا ہی جبکہ مینی اپنی تئین ایسی حالت مین مجبور دیکھا اور اپنی ہندوستان کی روانگی مین تاخیر معلوم کی تو مینی خیال کیا کہ اگر مین یہان ٹھہرونگا تو بڑا خطا کرونگا اور اب مین اپنی مزاج اور قصد کو مستقل کرنی سی یہانسی نکل سکتا ہون۔

۱۰۵- ہماری پہونچنی بعد صبح ہوتے ہی مین نے سنا کہ ابراہیم خان جسکو مینی براہ یاسین اور شیب ہای بامر کے راہ سی یارقند کو روانہ کیا تہا آ پہونچا ہے اور دادخواہ نے اوسی قید کر لیا ہی یہہ سنتی ہی مینی دادخواہ کو فوراً پیغام بہیجا کہ اوسکو میری پاس بہیدیا جاوی تہوڑی عرصہ مین مرزا شادی ابراہیم خان کو میری پاس لیکر آیا اور اوسکے قید مین رہنی کی بابت عذر معذرت کی مینی ابراہیم خان کو سمجہا دیا تہا کہ اتالیق غازی کے ملک کے حدود مین پہونچنی تک تم اپنا بہیس بدلے رکہنا اور وہان پہونچکر فوراً اپنا حال ظاہر کر دینا اوسنی ایسا ہی کیا اور اسطرح اوسکی دوسری راہ آنی سی جو شبہہ پیدا ہوتا وہ نہوا ابراہیم خان کے سفر کا دلچسپ حال جو اوسنی بالکل نادیدہ اور نامعلوم ملک پر کیا آگے بیان کیا جاویگا- مین یقین کرتا ہون کہ یہہ سفر اوسکا اوس قطعہ زمین مین ہوکر تہا جسکا حال فاہیان صاحب ایک سیاح چہارم صدی نے لکہا ہی جسکا مجہکو بالکل علم نہین لیکن ہم امید کرتے ہین کہ سر ایچ رالنسن صاحب بڑی واقف کار اور تجربہ کار اور زمانہ دیدہ عالم مشرقی کے ذریعہ سی کچھہ

عرصہ مین ہم واقف ہو جائینگی۔

۱۰۷ ـ دادخواہ سی اوّل ملاقات ہماری ۲۴ ۔ اگست تیسری پہر کو ہوئی وقت مقررہ ملاقات پر مرزا شادی ہماری ہمراہی کے واسطی آئی بموجب اوسکی اقرار کے جو لیہ مین مرزا شادی سی ہوا تہا ہم تینون انگریزون نی اپنی معمولی انگریزی پوشاک پہنی اور یارقندی لباس نہ پہنا مرزا شادی نے محل مین باپیادہ چلنے کو پوچہا جو اوسجگہ سی صرف ۳۰۰ گز کے فاصلہ پر تہا مگر یہہ سمجہہ کر کہ ان لوگون کے ساتہہ باپیادہ جانا حقارت کی علامت ہے ہمنی بسواری اسپ جانے کی ضد کے ہندو اور تمام لوگون کو گہوڑی پر سوار ہوئی اور یارقند مین دستار پہننی کی ممانعت ہو گئی تہی ہم عمدہ عمدہ بندوقین اور باروت گولی و انگریزی گہنٹہ مخمل کمخواب وغیرہ اشیاء واسطی پیش کش کی انتخاب کرکے بڑی جلوس کے ساتہہ بازار مین ہو کر گئی جہان ہزارہا خلقت کا ہجوم تہا راستہ مین ایک چہوٹا سا توپخانہ بہی دیکہنی مین آیا جسمین چند پرانی عجیب وغریب صورت کی توپین موجود تہین اس سی آگے بڑہ کر محل مین پہونچکر دروازہ پہ گہوڑون سی اوتر کر ہم ایک بڑی احاطہ مین گئی جہان سپاہی زرد سرخ اور دیگر چٹخ وار رنگ کی وردیان پہنی ہوئی زمین پر بے ترتیب آگے پیچہی بیٹہی تہی اور اپنے مزی مین آرام کر رہی تہی پہر داہنی طرف کو مڑکر ہم دوسری دروازہ مین داخل ہوئی اور ایک چوک مین پہونچی جہان بڑی بڑی کمری خالی پڑی تہی یہان سی ایک اور اندرونی صحن مین گئی جسکے مدخل پر سپاہی تلوار و بندوق سی مسلح کہڑی تہی ۔ ذرہ آگے بڑہ کر دو سیڑہی چڑہی اور وہان ایک گوشہ مین دروازہ سی گذر کر ایک بڑی وسیع کمری مین جا وارد ہوئی اس کمری کی دہلیز یا چوکہٹ پہ ہم ایک پست قد شخص

سی ملاقی ہوئی جو سفید دستار اور معمولی رنگین چوغہ پہن رہا تہا یہی شخص داد خواہ محمد یونس حاکم یارقند تہا اور اتالیق غازی سی دوسری درجہ پہ داد خواہ ہی مثل اپنی آقا کے قوقند کا ہموطن ہی اور برخلاف اتالیق غازی کے اوسنے بزور شمشیر نہین بلکہ اپنی قلم کے زور سی شہرت حاصل کی ہی بعد معمولی سلام و بندگی کے وہ اپنی ساتہہ ہمکو ایک کمرے کے دروازہ پر لیگیا اور مخملی قالینون کے فرش پر جہان تکیہ وغیرہ بخوبی آراستگی کے ساتہہ لگے ہوئے تہے بٹہایا ماسوای مرزا شادی اور میری منشی دیوان بخش کے اور کسی کو کمرہ مین آنے کی اجازت نہوئی اول مزاج شریف - دعا کرتا ہون - آپکا مزاج لطیف - الحمد للہ اسکی بعد گفتگو درمیان آئی یہہ داد خواہ نے ہماری راستہ مین تکلیف اور تردد اوٹہانے کی نسبت افسوس ظاہر کیا گفتگو اوسوقت بالکل دوستانہ ڈہنگ کی تہی جسکے واسطے فارسی زبان نہایت رنگین اور مناسب ہی بعد ازان ہمنے دریافت کیا کہ کہو اتالیق غازی کے کیا خبر ہے کہا الحمد للہ اس سی اوسکی مراد یہہ تہی کہ بشکر خدا اتالیق غازی بہ فتح نصرت اپنی دشمن پر غالب ہی تہوڑی دیر بعد داد خواہ کی اشارہ پر ۱۶ محرم باشی یعنی غلام خوان اور رکابیان میوجات و شیرینی وغیرہ کی لئے ہوئی کمری مین آئی اور چاہ دانی اور جام نے بہی ظہور کیا پہر مینے اپنی تحفہ اور نذر دکہائی اوسکے صلہ مین ہم سب کو خلعت پہنائی گئی پہر ہم اپنی قیام گاہ پر چلے آئے-

۱۰۷ - ایک دو روز اس تردد مین گذر گئے کہ اب ہمین کیا تدبیر کرنی واجب ہی کیونکہ یہہ ظاہر تہا کہ داد خواہ کی عین مرضی یہہ تہی کہ اتالیق غازی سے ملاقات کئی بغیر باہر نجاوین درحقیقت اپنی آقا کے احکام کی تعمیل کرنا اوسپر فرض تہا بحالت عدم تعمیل شاید وہ اپنی جان سی ہاتہہ دہو بیٹہتا اسلئے ہمکو اوسنے اطلاع دی کہ تا حکم اتالیق غازی کے مین کچھہ نہین کرسکتا اول ہی اول ہمارے

ٹہرانے کو ایسی تدبیر کی گئی جو ہر ایک خود مختار مشرقی بادشاہت مین ہوتی
ہی یعنی داد خواہ ہماری رخصت ہونیکی درخواستونکو ہنسی مین ٹالتا رہے
پہر بزبردستی ٹہرا رکہنی کی دہشت دلائی جب ان تدبیرون مین سے کوئی
سودمند نہوئی التماس اور عاجزی پر رجوع لایا روز بروز چٹہیان اور پیغام
معذرون کی بہیجنی اور ہمکو بہلانے پہسلانے لگا ایسی حالت مین قاضی محمد
یعقوب سی ہم اپنی نکل چلنے کی ڈہنگ لگانے لگے ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ
یہہ شخص ہمسی بمقام سنجو جدا ہوکر یارقند چلا آیا تہا اور داد خواہ کے محل کے
نزدیک اسنے اپنی سکونت اختیار کی تہی ہمارے اوسکے باہمین اسی اثنا مین
دوستانہ پیغام اور ملاقاتین ہوتی رہین تحفہ تحایف آتے جاتے رہے اور
مینی دیکہا کہ داد خواہ اتالیق غازی کے اس بہتیجی کی ظاہر مین بڑی تعظیم و
تکریم کرتا تہا قاضی محمد یعقوب سے اور ہمسی جو اکثر گفتگو ہوئی اوسمین اوسکی
تقریر سی بڑی شایستگی اور خوش خوئی ظاہر ہوئی تہی اور یہہ نتیجہ اوسکے
مدت تک قسطنطنیہ مین سکونت رکہنی اور یوروپین لوگون کے صحبت مین رہنے
کا تہا وہ سمجہتا تہا کہ داد خواہ جیسی شخص کی عقل سے جو اپنی ملک کے آزاد دستورون
کے سوائی اور ملکون کے دستورات سی بالکل ناواقف تہا کیا باہر ہے
اور وہ جانتا تہا کہ مجہی اپنی گورنمنٹ کے حکم کی تعمیل مین لاپرواہی نہ کرنی
چاہئی اور یارقند والون کو بہی اوسکی تعمیل سے نہ روکنا چاہئی اور اسباب
مین مینی قاضی کو لکہا اور معلوم کیا کہ یہہ مینی اپنی یارقند سی رخصت ہونیکی
ٹہیک تدبیر نکالی ہے - چنانچہ قاضی محمد یعقوب نے فوراً سچ کہدیا کہ اتالیق
غازی ایک جنگ عظیم مین مصروف ہی جو غالباً عرصہ دراز مین ختم ہوگی
اور کچہہ عرصہ تک اوسکی ملاقات کی امید مین ٹہرنا بیفایدہ ہی بہر وہ اپنی چچا

اتالیق غازی کے فتوحات اور بہادری کی تعریف کرنے لگا اور کہا کہ ایک
موقعہ پر اوسنے غنیم کی سپاہ کو اسقدر تہ تیغ کیا کہ ایک آدمی بمشکل تمام
دو دن مین اونکی لاشون پر سی گذر سکتا تہا یہہ کلمہ مبالغہ کا اتالیق غازی
کے ہواخواہون نے اوسکی بہادری کی نسبت تکیہ کلام کر رکہا ہی اور مرزا
شادی نے بہی ایک دن سنجیدگی سے ہماری سامنی بیان کیا کہ اتالیق غازی
اسقدر قوی اور بہادر ہے کہ ایکدن اپنے دربار کے کسی اہلکار پر خفا ہوا
اور اوسکی کان پر ایسا مکا مارا کہ وہ چہہ بار چکر کہا کر گرا اور مر گیا۔

۱۰۸- پہر قاضی نے مجہی کہا کہ دادخواہ چاہتا ہی کہ ہر طرح سی بجبر زبردستی
یا بدسلوکی کے ہمکو اتالیق غازی کے حکم آنے تک یارقند مین مقیم رکہی اور
حکم آنے پر یا تو ہمکو ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر بمقام ترفان اتالیق غازی کے
کمپ مین جانا پڑیگا یا اوسکے لڑائی سے واپس ہونے تک یارقند یا کاشغر
مین ٹہرنا پڑیگا یہہ موقع کہ یوروپین اشخاص کل شمالی یارقند مین اول
ہی اول موجود ہونا اور اوس قطعہ کی تحقیقات کرنا جسکا حال جغرافیہ دانونکو بہت ہی کم معلوم ہی لاریب بہت عجیب
تہا لیکن مجہکو حکم گورنمنٹ کا ایسا تاکیدی تہا جسکی مجہکو تعمیل کرنی
چاہئی تہی اور قاضی محمد یعقوب اسکو بخوبی سمجہتا تہا اور ہمارا مددگار ہو گیا
اور مرزا شادی کو جسنے ہماری طرف سی بسبب کسی امر کی ہماری یارقند مین داخل
ہوتے ہی اپنا مزاج بدل لیا تہا وہ خوب قایل معقول کرتا تہا مرزا شادی کی
رنگ بدلنے کا یہہ باعث تہا کہ وہ مغرور اور شیخی باز تہا اور وہ اس بات کی بڑی
شیخی مارتا تہا کہ وہ سرکار معلے انگریز بہادر کا ایلچی اپنے آقا کے دربار
مین لایا تہا اسلئے جب مرزا شادی نے ہماری چلے جانے کا اور اتالیق غازی کے
سے نہ ملاقات کرنیکا مستقل ارادہ دیکہا وہ ہر طرح سی مایوس ہو گیا اور اپنی ہی

مین اوسکے بدمزاجی نے اور بہی ظہور پکڑا جو اگر وہ سنجیدہ اور عقلمند ہوتا تو چہپا لیتا۔

۱۰۹- لداخ سی یارقند کو روانہ ہونے کے پیشتر بموجب بیان مذکورہ بالا مین نے مرزا شادی سی اقرار کر لیا تہا کہ ہم یارقند مین بالکل آزادانہ رہینگے اور ہماری قید رکہنی کا قصد نہونے پاوی اس شرط پر مین نے بخوبی لحاظ رکہا اور اسطرح یارقند کے گرد و نواح کا ملک بہی دیکہہ بہال لیا۔

۱۱۰- یارقند کے گرد نواح مین تیسری پہر کے وقت سواری مین سیر کرنا بڑا خوشنما معلوم ہوتا ہی ینگے شہر کے دروازہ سی نکلکر ہم خربوزون اور ترکاریون کے باغ مین ہو کر گذرے جنہین چہوٹے چہوٹے مرغابئین اور کنجین آفتاب کے تپش سی پناہ لینی کے واسطے جابجا بیٹہی ہوئی تہین ہمارے ایام قیام یارقند مین ہوا ہر روز غبار آلودہ کہر سے بہری ہوئی رہی جو آفتاب کے کرنون پر ایک پردہ سا ڈالی ہوئی تہی لیکن دوپہر کیوقت گرمی ہوتے تہی اور یارقند سمندر کی سطح سی چار ہزار فٹ بلند ہی ان باغون سی جو شہر کے گرد ہین آگے بڑہکر ہم ایک بڑی صاف اور کلان سڑک پر سیر کرتے رہی جسکے دونو کنارہ پر گندم اور جو باجرہ کے کہیت سرسبز کہڑی تہے فصل پکنے پر تہی ہماری ہندوستانی ساتہی بہار اور خزان کے فصلون کو ایک ہی وقت مثل اپنی ملک کی پکتے ہوئے دیکہہ کر نہایت تعجب مین ہوئے اس سڑک کے کنارہ نہرین بہی روان تہین یہہ سڑک شمال کیطرف جاتی ہی اور اسپر رات دن گہوڑسوار ہرکارے ڈاک لیجانے والے روان رہتی ہین اور ڈاک اتالیق غازی کے پاس لیجاتے ہین یہہ ہرکارے فی گہنٹہ ۵ میل راہ طے کرتے ہین اور اس تیز روی کو یارقند مین یلغا بولتے ہین ہندو۔

ہین میل پہ جاکر گہوڑے بدلتے ہین ایسا سخت سفر کرنے پر بہی یہہ سرکاری تہکے ماندے معلوم نہین ہوتے ہماری یارقند مین پہونچنے سے پیشتر ایک گروہ قریب ایک سو اسیران تتغانے بڈہے جوان لڑکے مرد عورتون کا ترفان سے آیا تہا کہ یارقند مین بازار بازار بکمال بےعزتی تشہیر ہوکر سزایاب ہوے۔

۱۱۱ — جنوبی سمت اور درحقیقت یارقند کے کل گرد نواحی دیہات اور مختلف جہونپڑی سے محراب دار باغون کے بڑے دلچسپ نظارہ کی جگہ تہی مسافرون کے راستہ پہ سایہ دار درخت بڑی خوبصورت ہوتے ہین اور نہرون اور دریاؤن کے کنارہ بہی اکثر راستہ ہوتا ہی جہان قطار در قطار ثمر دار درخت سرسبز پہولے پہلے ہوتے ہین نہرون اور دریاؤن پہ جہان تہان دہقانی موٹے بناوٹ کے چوبی پل بنے ہوئے ہوتے ہین ہر جگہ چین چاپن امن امان کسان خوشی بخوشی محنت مین مصروف ہم بیگانون کو تعجب کے ساتہہ نظر اوٹہا کر دیکہتے تہے یارقند مین دستور ہی کہ شریف اقوام کے عورات دن کو گہر سے نکل کر باغون مین جاتی ہین اور کئے گنٹہے اوسجگہ تفریح طبع کے لیے سیر کرتے ہین ادنے اقوام کی عورات اپنا وقت زردوزی اور کارچوبی کے کام مین صرف کرتی ہین اور اس فن مین بڑی کاریگر ہوتی ہین اور آزادا جدہر چاہین اودہر پہرتے ہین اگرچہ مشہور ہی کہ یارقند مین عورات کو بغیر نقاب کے اپنے لواحقان کی طرف سے باہر نکلنے کے اجازت نہین ہوتے اور اگر اس امر مین اپنے خاوند کی عدول حکمی کرین تو اونکے واسطے ایک کوڑہ چمڑے کا بنا ہوا موجود رہتا ہے جو مینے بہی دیکہا مگر

مین نہین کہہ سکتا کہ یارقند کی عورتین بہ نسبت اور جگہ کے عورتون
کے نادرات و عجائبات کے دیکھنے مین کم شوقین
ہین چہرہ اونکا گلفام ہوتا ہے اور ابرونکو خوبصورتی کے واسطے
کسی رنگ سے نہایت سیاہ رکہتی ہین اور جبکہ ہم گلے کوچون مین گذرے
تو ہماری طرف جہانک جہانک کر تاکتے تہین۔

۱۱۲- بسبب کجروی مرزا شادی کے کچھہ عرصہ تک ہم مشکل مین
مبتلا رہے مگر آخر کار نکل آئے اس مشکل کے وقت مین مینے مناسب خیال
کیا کہ ان لوگون سے علحدگی بہتر ہے مبادا کوئی الزام سر لگا دین
اسلئے جبکہ دادخواہ نے ہمین باغون اور دیگر تفریح کے مقامون مین
سیر و تماشے کے واسطے بلایا ہمنے کچھہ نہ کچھہ عذر کر دیا اور روز روانگی
ہندوستان تک اپنی قیامگاہ پر ہی رہے۔

۱۱۳- جبکہ دادخواہ نے جو ہماری نسبت اتالیق غازی کے غیر حاضری
مین ایک مشکل معاملہ مین مبتلا تہا دیکہا کہ ان یورپین لوگون کے ٹہرانے
کی طرف سے اب سرتاپا محرومی حاصل ہے تو اوسنے اپنی خوش خلقی
اور شرقی تکلف کے ساتہہ ہماری حاجات اور ضروریات سفر دریافت
کرنیکو قاصد پر قاصد ہمارے پاس بہیجے اور چونکہ ہم اوسکی درخواست
کو منظور نکرتے تہے اسلئے قدری ناراض تہا ہماری تمام ہمراہیون کے
واسطے لباس اور پوشاک رنگ برنگ کے اور ہمارے واسطے پوستین کے
چوغے بکثرت نذرانہ کے طور پر پیش کئے اور ایک روز صبح کیوقت دو آدمی
ایک بلند بانس پر قریب چالیس جوڑہ بوٹ کے جو یارقند کے کارخانون مین
نہایت معروف و مشہور چیز ہے لائے۔

۱۱۴- لیکن ایک بڑی ضروری چیز ہمارے سفر کے لئے مہیا کرنیکو وہ ظاہرا دلیری نہ کرسکا یعنی بار برداری کے جانور سرانجام کردینے کا ہمسے وعدہ ہوگیا تھا اور بیشک سرانجام کئے جاتے اگر ہم باجازت اتالیق غازی رخصت ہوتے مگر اس حالت مین او سنے بار برداری کے جانور ہمکو صرف سرانجام ہی نہ کئے بلکہ بہ عاجزی تمام مجھسے درخواست کی کہ ایک سارٹیفکٹ اس مضمون کا مجھکو عطا ہوجاوے کہ دادخواہ نے ہماری رخصت کے سامان مین بالکل امداد اور سہولیت نہین کی اور مین برخلاف اوسکے مرضی کی اپنی خوشی سے آپ ہندوستان کو بغیر ملاقات واپس جاتا ہون-

115- یہہ سارٹیفکٹ البتہ مینے دیدیا اور پھر بامداد تاراسنگہ مینے قریب شتر ٹٹوان کے خریدنے کا بندوبست کیا اس معاملہ مین مرزا شادی بڑی بدسلوکی سے پیش آیا اور غالباً وہ ہمکو بار برداری کے جانور سرانجام نہ کرنے دینے مین کامیاب ہوتا اگر تاراسنگہ کی چالاکی اور ہردلعزیزی سے ہم مستفید نہ ہوتے جسکی نیک نیتی اور مستعدی و چالاکی سے ہم ایک بڑی خوفناک مشکل سے چھوٹ کر روانہ ہوئے-

116 ۵ ستمبر کو جو اول ہی سے روز رخصت مقرر کر رکھا تھا تمام اپنا سامان روانہ کرکے ہم دادخواہ سے رخصت ہونے گئے اوسوقت بھی ہماری تعظیم و تکریم ویسی ہی ہوئی جو اول ملاقات پر ہوئی تھی اور گفتگو دوستانہ رہی اور جبکہ اُسنے معمولی جدائی کے وقت کی نذر ہماری نذر کے ہم رخصت ہوکر چلے آئے پھر ہم نے قاضی محمد یعقوب سے اخیر ملاقات جا کر کے اور آسنے جو ہمارے ساتھ سلوک کیا تھا اُسکا دل سے شکریہ ادا کیا پھر اپنے گھوڑون پر سوار ہوا اور یارقندی اردلی کے ساتھ ہم شہر سے باہر آئے شادولا تک واپس آنیکا حال لکھدینیکی حاجت نہین کیونکہ ہم اُسی راہ سے آئے جس راہ سے گئے تھے-

لیکن مجکو یہان اُس خاطر و تواضع کا بیان کرنا ضرور ہے جو بوقت
واپسی یارقندیون نے ہماری کی مینے گمان کیا ہوتا اور درحقیقت ایکبار
مین مطلع بھی کیا گیا تھا کہ اگر ہم اتالیق غازی سے ملاقات کئے بغیر واپس
جاوینگے تو راستے مین لوگ ہماری کم تعظیم و تکریم کرینگے مگر برخلاف
اسکے ظہور مین آیا اور راستہ مین جتنے اہلکارون سے ملاقات ہوئی
انکی خلق اور مروت کا کیا کہنا ہے ہر ایک نے ایک قاصد خاص اور خواہ
کا نقرئی زیور یا اسپ بطور تحفہ یا کوئی عجیب چیز دوستی کی نشانی سے ایک
خط بدریافت ہماری خیر و عافیت کے لیکر آتا جسکے جواب مین مین کوئی
نہ کوئی انگریزی تحفہ اُسکے پاس بھیجدیا کرتا تھا۔ یہان بہی عوام الناس کے
سلوک کا ذکر بھی فرو گذاشت نہ کرنا چاہیے لوگ یہہ کہتے ہین کہ جو جو بیجا سے
تعظیم و تکریم ہماری شہر یارقند کی نزدیک پہونچنے پر عمل مین
آئی تہی اسکا باعث یہہ تہا کہ ہم نے مسلمانی لباس پہن لیا تھا یارقند سے
رخصت ہونے کے بعد مین نے مستقل ارادہ کر لیا کہ ہم سوائے اپنی انگریزی
پوشاک کے اور کچھ نہ پہنین گے ایسا کرنے سے مجکو اکثر حکام یارقند نے
منع بھی کیا اور دلیل یہہ پیش کرتے تھے کہ اگر لوگ ہمکو بغیر معمولی
خلعت پوشاک وغیرہ کے دیکھین گے تو وہ یہہ گمان کرینگے کہ ہم یارقند
سے بیعزت ہو کر آئے اور اسی لئے ہمارا کوئی ادب نکریگا مگر مینے سوچا
کہ ہمین اپنا بھیس بدل کر باطل عزت و توقیر عوام الناس سے نکرانی چاہیے
جس سے یہہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہہ تعظیم مسلمانی لباس کو دیجاتی ہے اور
خواہ ہماری بیعزتی ہو یا عزت ہمکو جو کچھ ہوا اپنے بھیس اور لباس مین ہو نتیجہ اسکا
یہہ ہوا کہ جو کچھ ہمنے خیال کیا تھا وہی ظہور مین آیا یعنی یارقندی حکام اور لوگونکا

گمان باطل ثابت ہوا رستہ مین دہقانیون اور مسافرون نے جو رستہ مین ہمکو ملے ہمارا بڑا ادب کیا جہان ہم گذرتے تھے سوار اُسیوقت گھوڑے سے اوتر پڑتے تھے اور یہہ بات تو عام تھی کہ جو تماشائی ہم بیگانون کو دیکھنے آتی تھے جھک کر سلام علیکم ضرور کرتے تھے ؛

۱۱۸ شادولا سے ہم ایک نئی راہ سے لداخ کو واپس آئے یہہ جدید رستہ ڈاکٹر کیلی صاحب نے بتایا تھا جو ۲ اگست کو ہمارے کمپ سے جدا ہوکر تحقیقات کرتے رہے تاکہ کوئی اور عمدہ رستہ میدان لنزئی تھنگ کے اوپر ملجائے - یہان اُس نقشہ کا ملاحظہ کرنا ضرور ہے جو اس رپورٹ کے ہمراہ ہے تاکہ یہہ راستے معلوم ہوجائین - شاہ دولا سے چند میل اوپر کراکاش گھاٹی کو چھوڑکر ہمنے قدیم رستہ کراکورم کا گذر سنجو کی راہ سے اختیار کیا جو سمندر کے سطح سے ۱۸۲۳۷ فٹ بلند ہے چڑھائی اس قلہ کوہ کی سلامی طور پر بہت آسان ہے ورہ چوٹی کے نزدیک پہونچکر کہری چڑھائی بھی آجاتی ہے جہان تازہ برف گری ہوئی تھی اور اُسکے طے کرنے مین ذرہ مشکل عائد ہوئی اس گذرگاہ سے دس میل جنوبی طرف ہم ایک پڑاؤ ملک شاہ نام پر پہونچے جہان گھاس اور سبزہ نام و نشان کے واسطے بھی نہ پایا جاتا تھا اس مقام سے پرانی سڑک کو چھوڑکر ہم نے ڈپسی کول نام میدان کو عبور کیا جو سمندر کے سطح سے ۱۷ ہزار فیٹ بلند ہے یہان سردی کی بڑی شدت تھی دن مین مقیاس الموسم کا پارہ برف جمنے کے درجہ سے آگے نہ بڑھتا تھا اور رات مین اس سے بھی نیچے چلا جاتا تھا ہماری واپسی کے وقت یہان بارہ درجہ تک نیچے ہٹ گیا تھا اس ڈپسی کول میدان کو طے کرکے اور ایک آسان چڑھائی کے پہاڑ پر چڑھ کر ہم ایک گھاٹی مین

داخل ہوئے جسکی راہ سے ہم بالائی دریاء کراکاش پر پہونچے اس دریا کے کنارے ہم پانچ دن تک سفر کرتے رہے جبکہ ڈاکٹر کیلی صاحب نے اس سلسلہ کوہستان پر سفر کیا تہا یعنے دو مہینے پیشتر ہر ایک منزل پر سبزہ اور گھاس میسر آیا تہا لیکن ہمارے سفر کے وقت یہہ تمام گھاس غائب ہو گئی تھی جو کچھ تو مویشیون نے چرلی تھی اور بہت سی برف تلے دب گئی تھی کیونکہ برف بہی جلدی موسم کے شروع مین ہی برس گئی تھی غرض کسی نہ کسی باعث سے اس راہ مین ہمارے جانورون کو ۲ دن تک گھاس کیا ایک تنکا چرنے کے واسطے نہ ملا مگر یارقند کے ٹٹو اور گھوڑے ایسے مضبوط ہوتے ہین کہ منجملہ اونکے تہکاوت سے ایک بہی نہ مرنے پایا اگرچہ ۲۴ گھنٹہ کے عرصہ مین ۶ ٹٹو اندرونی بدن کی سوزش سے ضایع ہو گئے اور یہہ سوزش اونکی نبض مین ہمارے کسیقدر دوڑانے سے پیدا ہوئی تھی ٭

119- بالائی دریاے کراکاش کو اُسکے منبع کے نزدیک چھوڑ کر ہم ایک تنگ اور عمیق درہ مین ہوکر میدان لنزیٔ تہنگ مین جا وارد ہوئے اور وہان سے دو کوچ مین راستہ اکثر پتھریلے اور تنگ درون مین ہوکر تہا اسکے بعد سلسلہ چینگ لینگ لا مین داخل ہوئے اور انکو طے کرکے چینگ چمو گہاٹی مین آئے اور اپنے تئین پہر ریاست کشمیر کی حدود مین پایا- ڈاکٹر کیلی صاحب جنہون نے سرانجام رسد بہیجنے مین کمال کوشش کرکے اور ہمکو ایک طرح کی امداد پہونچا کر اس مہم کے ہر ایک بشر کو نہایت ممنون و مشکور اپنا بنایا ہمارے ملاقات کے واسطے مقام گوگرا تک آئے اس جگہ سے ہم نے وہی راہ جہیل پنیک گونک کی اختیار کی جس راہ سے گئے تہے اور ۱۲ اکتوبر کو لیہہ مین

پہونچ گئے۔ یہان اس مہم عظیم کا بخیر وخوبی خاتمہ ہوا اور پہر ہمارے اکٹھے رہنے
کی کچھ حاجت نہ رہی اسلئے مین کچھ تہوڑی سی ہمراہی لیکر ڈبل کوچ کرتا ہوا سری نگر
کو گیا اور ۲۹ اکتوبر کو کوہ مری مین داخل ہوگیا مسٹر شا صاحب کوہ چنگ لینگ لا
کے طے کرتے ہی ہمسے جدا ہو گئے تاکہ دریا شایوک اور اُسکے مددگار
دریاؤنکا حال دریافت کرین ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب جنکا ذخیرہ عجائب غرائب
پرندون اور درختونکا دن بدن زیادہ بڑہتا گیا تہا آہستہ آہستہ لیہ سے
میدان کی طرف روانہ ہوئے اور باغ قدرت کے نمونے اکٹھے کرتے ہوئے
اپنی منزل مقصود پر پہونچے کل فاصلہ لاہور سے یارقند تک تخمیناً ایک ہزار
میل کا ہے پس اس مہم مین ۶ مہینے کے اندر دو ہزار میل دنیا کے نہایت بلند
قطعہ پر طے کئے اور یہہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ راستہ مین کوئی ہمراہی یا کوئی
اسباب نام کو بہی گم نہین ہوا اگرچہ ہمارے خدمتگارون مین سے بہت سے
اشخاص نے پہاڑ کی صورت بہی کبہی نہ دیکہی تہی مگر ان مین
سے لمبی لمبی کوچون مین کوئی بہی دق نہوا اور سفر کی سختیون پر کسی
نے چون بہی نہ کی۔

۱۲۰- اپنی روزمرہ کاروائی کا بیان کرکے اب مین ہدایات مندرجہ چٹہی
صاحب فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند کی تعمیل کرتا ہون جنکا مین نے اس رپورٹ
کے شروع مین ذکر کیا ؛

۱۲۱- لیکن جو کچھ ابہی اوپر کہا گیا ہے اُس سے صاف سمجہا جاتا ہے کہ ہماری
حالت بڑی ابتر تہی اور ہم ایسی تحقیقات بہم نہین پہونچا سکتے تہے جیسی بحالت
دیگر کرتے ؛

۱۲۲- اتالیق غازی کی اپنی دارالسلطنت سے غیر حاضر ہونے کے سبب ہمارے

تمام منصوبے اور تدبیرین حدود یارقند مین داخل ہوتے ہی مثل خیالی عمارت کے یک لخت برباد ہو گئین اور میری توجہ بجلدی تمام ہندوستان کو لوٹ چلنے کی طرف رجوع تھی اور مفید عام و علمی تحقیقات مین نہ مصروف ہو سکتے تھے اور ایسی باتین بغیر کافی توجہ و تندہی کے ہونی ناممکن ہین ان سبکو فرصت اور وقت درکار ہوتا ہے اور علاوہ اسکے ہم اتالیق غازی کے ملک مین صرف ایک مہینا اور ۱۹ دن رہے منجملہ اُسکے ایک مہینے سے زیادہ غیر آباد قطعات ملک پر سفر کرنے مین صرف ہوا ؞

۱۲۳- میری تجویز ہے کہ اس رپورٹ کے اخیر مین اتالیق غازی کی نسبت حالات دریافت شدہ کی اطلاع مفصل دون لیکن مین یہہ بھی یہان کہتا ہون کہ اتالیق غازی کی غیر حاضری یارقند سے ہرگز اختیاری نہ تھی بلکہ لاچاری کیونکہ وہ ضروری تھی جو لڑائی اور فساد مقامات اکسو ترفان اور اورمشری مین برپا ہو گیا تھا اُسکا فوراً اور بخبرداری تمام فرو کرنا اتالیق غازی پر فرض تھا اور یہہ اُسکی ذات خاص کے سوای اور کسی سے نہین ہو سکتا تھا۔ اسلئے لاچار وہ مارچ مین خود اُسطرف کو چلا گیا اور تب سے بکمال سرگرمی اُس مہم مین مصروف ہے ہمارے یارقند مین پہونچنے کے وقت وہ اس شہر سے قریب پانصد میل اور غالباً ۔۔ میل کے فاصلہ پر تھا اور سوار بمشکل تمام پندرہ سولہ دن مین ڈاک لیکر پہونچتے تھے۔ ؞

۱۲۴- اتالیق غازی کو ہمارا بڑا انتظار تھا اور ہمارے آنے کی امید مین اُسنے ہماری سکونت کے واسطے ایک نیا مکان ہی نہین تیار کرایا تھا جیسا اوپر بیان ہوا بلکہ غابر دادخواہ اور جملہ حکام کو ہدایت سخت کر دی تھی کہ حتے المقدور میرے واپس آنے تک اونکو یعنے ہمکو یارقند مین مقیم رکھنا ؞

۱۲۵- گو خواہش ہز اکسلنسی جناب ویسراے صاحب بہادر کی یہہ تھی کہ مین بذات خود اتالیق غازی سے جنابہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ ہند کی دوستی ظاہر کرون مگر یہہ مراد پوری نہوسکی تاہم دوسری غرض جو بڑی ضروری خیال کی ہوئی تھی خوش قسمتی سے اتالیق غازی کی غیر حاضری سے متعلق نہ تھی اور مین بہروسا کرتا ہون کہ ہندوستان اور مشرقی ترکستان کے مابین تجارت کی سہولیت اور ترقی کے واسطے یہہ مہم بغیر کامیابی کے نہین ہوئی

۱۲۶- تجارت کی ترقی اور سہولیت کے لئے اول بات یہہ ہے کہ سڑک یارقند کی طرف توجہ کیجاوے سو یہہ ہوسکتی ہے چند سال ہوئے کہ مشرقی ترکستان کی آمدورفت سلسلہ کوہ کراکورم پر ہوکر تھی جو نہایت دشوار گزار اور خطرناک ہے اور جسپر فیصدی ۳۰ جانور باربرداری کے مرجاتے تھے دوسری یہہ مشکل تھی کہ پہاری اقوام اور وہانکے اہلکار متعینہ سڑک قضاقی اور چوری کرتے تھے جنکی شکایت پر شکایت گزرنے سے آخرکار دور ہوگئے اور اس سال مین اخیر ملکی روک مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر کی فیاضی سے رفع ہوگئی جنہون نے متوسط ایشیا کے تجارت کا محصول بالکل موقوف کردیا ❊

۱۲۷- اب صرف یہہ بات رہ گئی ہے کہ یہہ ہماری مہم ملک یارقند کی ایک نئی سڑک ڈہونڈے اور اُسمین دیکہے کہ اور کیا سہولیت وہان ہونی چاہئے اور تجارت اُس ملک کی دیگر تدابیر اختیار کرنے اور روپیہ صرف کرنے کے قابل آیا ہے یا نہین ❊

۱۲۸- اس نئی سڑک پر لداخ اور یارقند کے مابین مسافر کو اول سب سے عمدہ بات تو یہہ دکہائی دیتی ہے کہ رستہ آسان اور صاف ہے اگرچہ دو بڑے بڑے بلند پہاڑون کو عبور کرنا پڑتا ہے تاہم چڑہائی انکی ایسے درجہ بدرجہ

امر آسان ہے کہ جانوران محمولہ اسباب کو کوئی وقت اور تکلیف سوائے سبکی ہوا کے نہین معلوم ہوتی - کوہ چینگ لینگ ۱۱ سے کراکاش تک ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر اوترائی بھی درجہ بدرجہ ہے جو جا بجا چھوٹے چھوٹے سلسلون اور کہڈون سے قدرے ٹوٹی ہوئی ہے ۔

۱۲۹ - اس سڑک جدید کو دیکھکر جو کچھ اُسکی تعریف کیجاوے ناحق نہین ہے مگر اس تعریف مین بھی بڑے بڑے نقص ہین اور چند مشکلات بھی ہین جس لیے اسکو ابتک لوگ پسند نہین کرتے اور اون مشکلات کو رفع کرنا چاہیئے ۔

۱۳۰ - نہایت درجہ کی بلندی جہان مسافرون کو کئی روز تک رہنا پڑتا ہے سب سے بڑی سد راہ اس سڑک پر ہے لیکن کوہ کراکورم کے تمام رستون پر یہہ مشکل عموماً ہوتی ہے ۔

۱۳۱ - سخت محنت اور تہکاوٹ جو حیوانات باربرداری سہتے ہین سب سے زیادہ قابل غور ہے ہم نے دیکھا کہ لداخ کے ٹٹو بھی بحالت تندرستی اس کام کے لایق نہ تھے اور ان ممالک مین صرف وسط ایشیا کے گونٹ ہی اس راستہ مین زندہ رہکر کارآمد ہو سکتے ہین - اور یہہ امر میری اُس راے کی تائید کرتا ہے جو مین ظاہر کر چکا ہون کہ بنسبت ہندوستانیون کے مشرقی ترکستان کے باشندے ادہر کی تجارت کی زیادہ خواہش کرتے ہین ۔

۱۳۲ - ایک اور مشکل آٹھہ یا سات منزل مین گھاس اور اچھا پانی نہ دستیاب ہونے کی ہے گھاس بہت تہوڑی اور ناقص قسم کی اس رستہ مین میسر ہوتی ہے اور وہ بھی متوسط قافلہ کے لیے مکتفی ہو سکتی ہے لیکن تجار جو بڑے بڑے قافلے بناکر سفر کرتے ہین وہ اپنے حیوانات کے واسطے دانہ لیجاتے ہین تاکہ وہ انکی چھوٹی چراگاہون کا محتاج نہ ہونا پڑے اچھا

پانی نہ ملنا یہہ سب سے زیادہ بڑی روک ہے لیکن ذرہ محنت اور توجہ
سے دور ہوسکتی ہے ٭

۱۳۳- غرض اس سڑک جدید کے جاری کرنیکو اول تو ہر ایک منزل پر
سرا اور پڑاو معہ ذخیرہ خانہ اناج کے تعمیر کرانی چاہئین اور کوئے کہودنے یا
تالاب پانی کے لئے بنوانے چاہئین جسکی لاگت چند کئی سو روپیہ سے
زیادہ نہوگی ٭

۱۳۴- اس سڑک کے واسطے خاص کر اُسکی اس حالت مین ہم نے
معلوم کیا کہ اونٹونکا استعمال کرنا نہایت مناسب ہے چنانچہ جب ہم یارقند
مین داخل ہوتے تہے اُسوقت ۱۵ اونٹ ہمکو مال تجارت سے خوب کچاکچ
لدے ہوئے ملے جب ہم نے کوہ چینگ لینگ لا کو واپس آتے ہوئے
طے کیا تو لیہہ سے چند منزل کے فاصلہ پر یہہ اونٹ ہمکو پہر ملے جو اوسیقدر
بہاری بوجہہ کو لئے جاتے تہے اور ویسے ہی تندرست اور بے تہکے
ہوئے معلوم ہوتے تہے جیسے اول دیکہے تہے - اُنکے مالک نے ہمسے
کہا کہ راستہ مین نہ تو کوئی اونٹ بیمار پڑا نہ مرا اور جبکہ کوہ لنزی
تہنگ پر برف بکثرت برسی تو گہوڑون کی سڑک پر سے گذرنے کی
راہ نہ رہی مگر یہہ جانور برف مین ہوکر بخیر و عافیت عبور کر آئے ٭

۱۳۵- جو اونٹ جوداد خواہ نے میری نظر کئے تہے واپسی کے وقت
میرے ہمراہ آئے کوہ کراکاش بلند کے اوپر ہمکو برف کے بڑے بڑے
میدانون مین ہوکر گذرنا پڑا تہا اور بعض جگہ برف بڑی مضر تہی جسپر ہمارے
ٹٹو بڑی مشکل سے گئے مگر ان ناہموار مقامون مین اور نیز پتہریلی درون مین
جنکا ابہی ذکر ہوا ہے اونٹ بغیر کسی وقت کے سفر کر سکتے تہے اس تجربہ سے

یارقندی سوداگران مقیم لیہہ کے دل مین یقین ہوگیا کہ اس سفر کے واسطے اونٹ سب سے عمدہ جانور باربرداری کے ہین ؞

۱۳۶- چونکہ ڈاکٹر کیلی صاحب کمشنر نے جو خاص اس سرحد کی تجارت کی نگرانی کے واسطے مقرر ہوئے ہین بخبرداری تمام ان سڑکونکو دیکھا بھالا ہے اسلئے مین اونکی بھلائی برائی کی بحث نکرونگا لیکن جو راستے اس مہم مین دیکھی ہین اونپر کیفیت مینے لکھدی ہے ؞

۱۳۷- مسٹر ہیورڈ صاحب نے اپنی تحقیقات مین ایک اور راستہ یارقند کا براہ کوہ کوگیار دریافت کیا ہے جسمین چار پانچ دن کے سفر کا بچاؤ ہوتا ہے اس راستہ کو بذات خود دیکھنے کا مجھے موقع نہ ملا لیکن بہت سے تجارونکی زبانی معلوم ہوا کہ کوہ کوگیار کا راستہ بنسبت کوہ سنجو کے اچھا ہے اور آسان ہے اور تجارت کی ترقی ہونے پر حکام کاشغر شاید اس راہ کو جاری کردین -

مگر بالفعل اس معاملہ کو صابرانہ لاپرواہی کے ساتھہ دیکھا جاتا ہی اور یہہ جان لینا کافی ہے کہ چینگ چیمو سے شادولا تک اور وہان سے براہ گذر کلیان یا سنجو کسی سڑک پر قدرتی مشکلات کتنی ہی بڑے قافلے لدے ہوئے حیوانات کے واسطے نہین ہین باستثناے انیر گذر متصل یارقند کے جہان صرف خچرین ہی استعمال مین لائی جاسکتی ہین اور اسکے واسطے اقوام کرغز و کہی بخوشی تمام مال کے لانے لیجانے مین فائدہ اوٹھانے کو موجود ہین بعض موسم مین چند دریاؤن کو عبور کرنے مین بھی مشکل ہوتی ہے جیسا اس رپورٹ مین اوپر بیان ہوا سو یہہ مشکل بھی ایسے لوگونکو ہوتی ہے جیسی حالت مین کہ ہم تھے کہ باوجود تمام خطرات کے اپنا راستہ طے کرتے چلے جاتے تھے - سوداگر بڑی فرحت سے اور آرام لیتے ہوئے سفر کرتے ہین اور پانی بکثرت ملنے کے وقت کا انتظار کرتے ہین

اس سڑک سے اُس ملک کے تجارونکے واسطے وہ صورت نہین جیسے ملک روم واقع اٹلی کی تجارونکے واسطے ہے۔ برخلاف اُسکے ہمنے دیکھا کہ تجار بڑے صبر کے ساتھہ دریا کے کنارے پر منتظر رہتے ہین تاوقتیکہ پہاڑونسے پگھل کر برف بالکل دریا کی راہ نکلجاتی ہے اور دریا درجہ بدرجہ پایاب اور قابل عبور کرنے کے ہوجاتے ہین اور اکثر تو بالکل خشک ہوجاتے ہین ؛

۱۳۸۔ کچھہ تھوڑا سا حال تجارت مشرقی ترکستان یہان بیان کرنا بھی مناسب ہے ؛

۱۳۹۔ سنہ ۱۸۶۳ء مین جبکہ مسٹر ڈیوس صاحب نے اپنی رپورٹ گورنمنٹ مین پیش کی تھی کل رقم تجارت ترکستان کی براہ لداخ ۲۳۶۰۴ پونڈ یا ۲۳۶۰۴۰ روپیہ تھے۔ اُسوقت مین چینی اس ملک مین عمل دخل رکھتے تھے اور سب سے بڑی جنس تجارت کی افیون تھی جو اُس ملک کے قصبات مین بکثرت صرف ہوتی تھی اور باوجود شاہی ممانعت سنہ ۱۸۳۵ء کے روزبروز اُسکی بھرتی ہندوستان سے ترقی پر تھی۔ بکرونکا چمڑہ سرخ رنگا ہوا نورپور سے لیہہ کو جاتا تھا جہان اُسکی بوٹ بنتے تھے اور ماسواے اسکے دوسرے جانوران کے چمڑے اور کپڑا مصالح ادویات وغیرہ بکثرت بھرتی کرکے تجار لیجاتے تھے تیل اور زعفران اعلے درجہ کی تجارتی اشیا تھی چونکہ رقم تجارت کی بہت کم تھی ملک یارقند سے چینیونکے بیدخل ہوجانے سے گھٹ کر ایک لاکھہ روپیہ یا دس ہزار پونڈ ہی رہ گئے اور افیون کی خواہش بھی اسی باعث کم ہوگئی۔ مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر کے اہلکارون کی رشوت ستانی اور ظلم کا یہہ حال تھا کہ مارے خوف کے چند ہی تجار اس راہ مال لیجانے کی دلیری کرتے تھے جب گورنمنٹ برطانیہ کی اسطرف توجہ ہوئی تو تمام ناجایز محصول اور رشوت اور ظلم و ستم اہلکاران کشمیر کے مسدود ہونی کا حکم جاری ہوگیا اور ایک انگریزی افسر ہر موسم

سرا مین بمقام لیہہ تجارت کی نگرانی اور پرورش کے واسطے متعین ہوگیا اوران نیک تجویزونکا نتیجہ مندرجہ ذیل رقومات سے ظاہر ہوتا ہے

تجارت یہہ تھی

	روپیہ	پونڈ
سنہ ۱۸۶۷ء مین —	۵۵۴۹۴۵ =	۵۵۴۹۴
سنہ ۱۸۶۸ء مین —	۱۰۳۸۴۰۱ =	۱۰۳۸۴۰
سنہ ۱۸۶۹ء مین —	۱۲۹۱۵۸۷ =	۱۲۹۱۵۸

۱۴۰ - اس سال یعنے سنہ ۱۸۷۰ء کے شروع مین مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر نے بموجب عہدنامہ کے تمام مال تجارت مابین ترکستان و ہندوستان کا محصول موقوف کردیا اور گورنمنٹ برطانیہ نے بھی تمام سمندری اشیا کا محصول جو براہ کشمیر ہندوستان سے ترکستان کو جاوے معاف کردیا پس ہم اب امید کرتے ہین کہ تجارت روز بروز ترقی پاویگی ؎

۱۴۱ - اس سال اتالیق غازی کی مملکت مین داخل ہونے پر ہم یہہ خبر سنکر نہایت خوش ہوئے کہ تجارونکو ۲۳۰۰ گھوڑے محمولہ مال تجارت ہندوستان مین لیجانیکے واسطے پاس دیئے گئے تھے - مال تجارت کی قیمت وہی خیال کرکے جو سالہائے گذشتہ مین تھی یہہ بیان ثابت کرتا ہے کہ سنہ ۱۸۶۶ء مین ایک لاکھہ روپیہ یا دس ہزار پونڈ کی تجارت تھی اور اب ۱۳ لاکھہ روپئے یا تیرہ ہزار پونڈ تک ترقی پاگئی - ایک اور ترقی تجارت کی علامت یہہ تھی کہ جملہ تجار ہندوستان کے جنکو ہم راستہ مین ملے اپنے تجارتی محنت کا نتیجہ اچھا بتاتے اور خوش تھے - یہہ لوگ سالہائے گذشتہ مین عموماً اپنے نفع کی نسبت شبہ ظاہر کیا کرتے تھے اور اکثر نقصان اٹھایا کرتی تھی

مگر اس سال مین سب نے نفع کثیر حاصل کرنا ظاہر کیا اور بڑی خوشی کی یہہ بات تھی کہ یہہ تجار داد خواہ وزیر یارقند کی مہربانی اور سلوک کے بڑے ممنون و مشکور پائے ؛

۱۴۲- سچ یہہ ہے کہ کاشغر یارقند ختن اور جملہ شہر و قصبات شرقی ترکستان کے بڑے گنجان و آباد ہین مگر اپنا کوئی کارخانہ نہین رکھتے اور سواے خوراک تمام ضروری اشیا کے لئے بالکل ممالک غیر کی آمد پر بھروسہ رکھتے ہین۔ روئی کم پیدا ہوتی ہے مگر عمدہ قسم کی اور چند موٹی قسم کے پارچہ بھی بنے جاتے ہین وہانکے لوگونکو لباس ہر قسم کے بڑی خواہش ہے اسکا سرانجام سراسر از سنعت ہے اسکے لئے وہانکے باشندے کاروانونکا انتظار کیا کرتے ہین جو سالیانہ توقند اور بدخشان اور اسکے بعد ہندوستان سے پہنچکر وہانکے بازارونکو رونق دیتے ہین۔

۱۴۳- سابقہ تجارت چینیونکے ساتھ اب بالکل بند ہے پس چاء جوان ایشیائیونکے وجود کے لئے مثل خوراک کے ضروری ہے براہ راست چین سے اُنکو حاصل نہین ہوسکتی وہی لوگ صرف سبز چاء استعمال مین لاتے ہین اور یہہ ترکستان مین کئی راستونسے پہونچتی ہے کچھہ تو بمبئی اور کلکتہ سے براہ افغانستان بخارا و توقند جاتی ہے کچھہ بڑی چکر کھاکر خطا اور سائبیریا اور وہانسے جنوبی طرف سیمیپالاتنسک اور نیز اریٹ سے یارقند مین پہونچتی ہے اور پھر کوہ ٹیرک کو عبور کرکے کاشغر مین جاتی ہے تہوڑی چاء کوہ ہمالیہ کو عبور کرکے اس راہ سے جو ہمنے اختیار کی بیوپاری لیجاتے ہین۔ یارقندیون نے اپنے تئین چاء کا بڑا پہچاننے والا ظاہر کیا اور کسی سبب سے یہہ دستور ہے کہ چینی سبز عمدہ چاء کے سواے تمام دوسری قسم کی چاء یہہ لوگ ناپسند کرتے ہین اگرچہ مینے دیکھا کہ سبز چاء جو کانگڑہ

کی گھاٹی مین پیدا ہوتی ہے اور اُس ملک مین چینی چاء کے نام سے جاتی ہے
اُسکو تمام بڑے بڑے پینے والے بتاتے ہین کہ یہہ چاء بڑی مزہ دار ہے اور
کوہ ہمالیہ کی پیدائش اسکی برابری نہین کر سکتی ÷

۱۴۴- ٹھیک اُسوقت مین جبکہ ہم یارقند مین تھے چاء بڑی سستی ہوگئی
تھی بسبب اسکے کہ بہت سی چاء بھرتی ہو کر وہان اوسیوقت پہونچی تھی وہ
ذخیرہ چاء کا جو مقام اورمچی کے ذخیرہ خانون مین موجود تھا آگے مغربی
طرف چلا گیا تھا اور ہر طرف سے اُس سمت کو بکثرت چاء بھرتی ہو گئی تھی
برک قسم کی چاء کو اس ملک کے لوگ چھوتے بھی نہین مگر مینے سنا کہ
ایک عجیب قسم کی چاء وہان فروخت ہوتی ہے اور یارقند مین بڑی
خوشگوار شمار کیجاتی ہے یہہ چاء ایک پُرانے شہر کے کھنڈرات مین سے
کھودی جاتی ہے وہ شہر ختن کے شرقی طرف ، دن کی راہ پر ہے
جو بہت سال گذرے کہ دشت عظیم گوبی نام کی خاک نے اوڑ کر اوسکو
دبا لیا اور غارت کر دیا تھا ÷

۱۴۵- شکر چھوٹے چھوٹے سفید سفید ٹکڑون کی صورت مین اور مصری
چوبی بکسون مین بھری ہوئی جنکے اوپر روسی الفاظ لکھے ہوتے ہین اورنبرگ
سے یارقند مین آتی ہے- ہندوستانی شکر جبکہ بہتی ہو کر جاتی ہے دست
بدست فوراً نفع کے ساتھہ بکجاتی ہے روسی بان بان قسم کی شیرینیان معہ روسی زبان کے
نقوش کے اکثر یارقندی دسترخوانون پر دیکھنے مین آتی ہین ÷

۱۴۶- ہر قسم اور رنگ کی چھینٹون اور لٹھہ اور نبات اور پوستین
اور دیگر قسم کے چمڑے کی بڑی خواہش رہتی ہے- نفع اس قسم کی تجارت
سے کثیر اور مختلف سالون مین مختلف ہوتا ہے اس سال روسی کاروان

کاشغر تک نہ آسکے اسلئے ہندوستان سے پہنچے ہوئے مال کی اچھی قیمت اوٹھتی ہے

۱۴۷ - ہر قسم اسلحے کی اور سامان جنگ وجدل کی بڑی آرزو کے ساتھہ جستجو رہتی ہے - انگریزی کارخانہ کے مال کو زیادہ ترجیح ہے - لیکن بندوقون کی خریداری گورنمنٹ یارقند نے اپنے اختیار مین رکھی ہے تمام اشخاص کی بغیر اجازت دادخواہ کے خرید نہین سکتے ہین اس افسر نے مجھے کہا کہ روسی جو ٹوپیان بندوقونکی سرانجام کرتے ہین وہ ادنے قسم کے ہوتے ہین اور ہمیشہ آگ دینے مین چوک جاتے ہین اور انگریزی تمام بڑے اچھے ہوتے ہین - مرزا شادی جو کاریگر اس سامان کے ہندوستان اور کلکتہ سے اپنے ساتھہ لے گیا تھا دادخواہ نے اُنھین ٹوپیان بنانے مین مصروف کردیا اور چند ٹوپیان اُنکی بنائی ہوئین ہمکو بھی دکھلائین مگر اسکو معلوم ہوا کہ اوڑانے والی بارود وہان تیار نہین ہوسکتی تھی ؛

۱۴۸ - یارقند سے ہندوستان کو تین یا چار چیز زیادہ بھرتی ہوتی ہین سب سے زیادہ پرمنفعت چیز اس سال مین چرس تھا جسکو انگریز ہشیش بولتے ہین یہہ نشہ وہ ایک بڑے باریک قسم کے سن سے نکالی جاتی ہے جو یارقند مین ہر ایک کھیت کی مینڈون پر اُگتا ہے اور جبکہ ہندوستان کو بھیجا جاتا ہے تو اُسپر پچاس سے لیکر ۲۰۰ روپیہ فیصدی تک کا نفع ہوتا ہے

۱۴۹ - ریشم مقامات کوما اور ختن مین پیدا ہوتا ہے اور ہندوستان کو بھرتی ہوکر آتا ہے لیکن لگون سے (گہر ریشم کے کیڑے کا) ہی ریشم جدا کرنے کی تدبیر ٹھیک نہین اور تار اُسپر سے بخوبی تمام اور کافی جدا نہین کی جاتے اسی سبب اُسکی صورت ناقص اور موٹی ہوتی ہے جس سے ہندوستان کے بازارون مین اُسکی قیمت بالکل خراب ہوجاتی ہے ؛

۱۵۰۔ پشم بہت عمدہ قسم کی اوش اور ترفان سے لاتے ہین اور اکثر کشمیر مین بھرتی ہو کر آتی ہے لیکن اس سال اُس سرحد پر لڑائی ہونے کے باعث اکسو اور ترفان کے ملک کی تجارت مین خلل ہو گیا اور وہانکی پشم کشمیر مین ذرہ بھی نہین آئی تاہم اس سال مین اُس پشم کے نہ آنے سے سوداگر نقصان عظیم سے بچ گئے کیونکہ یورپ مین لڑائی پیدا ہو جانے سے کشمیری شال کے کارخانہ بہت سے بند پڑے ہین اور اسی سبب کشمیر مین اس پشم کی خواہش نہین ❊

۱۵۱۔ باقی بھرتے یارقند کی کچا سونا اور شطرنجیان جاجم قالین گونٹ وغیرہ ہین مینے اس رپورٹ کے ایک ضمیمہ مین قیمت کی فہرست اور باربرداری کا خرچ بھی لکھدیا ہے ❊

۱۵۲۔ تجارت کے معاملہ مین مین عموماً کہہ سکتا ہون کہ شرقی ترکستان ہمسے یا دیگر شائستہ ممالک سے ہر ایک چیز تجارت کی خواہان ہے اور ماسواے چند چیزونکے جو مین نے ابھی شمار کی ہین کوئی چیز عوض مین نہین دے سکتے۔ اسلئے وہانکے سوداگرون کو ہماری زیادہ غرض ہے اور ہماری سوداگرونکو نہین۔ یہہ امر مد نظر کرکے ہمارا مطلب یہہ رہا ہے کہ ہمارے اُنکے مابین راستہ مین جتنی مشکلات سد راہ ہین وہ سب دور ہو جاوین تاکہ وہ ہمارے پاس آزادانہ اور اکثر آوین۔ اسی غرض سے پالم پور مین ایک میلہ مقرر کیا گیا جو کانگڑہ کی علاقہ پیدائش چاء کے عین وسط مین ہوتا ہے اور اُسسے وہی مطلب بخوبی نکلتا ہے آیندہ جون جون یارقندی سوداگرون کو ہندستان کے بازارونکی چاٹ پڑ جائیگی اور یہانکے انگریزی افسرونکو وہ دوستانہ راہ رسم بڑہانے اور اودہر کی تجارت کی ترقی کرنے پر مستعد دیکھکر جب ہل مل جائینگی تو اونکے میلہ مین

بلانے کی کچھ ایسی ضرورت نہ ہیگی اگرچہ اُس میلہ کا جاری رہنا بہرصورت نہایت ضروری ہے

۱۵۳- مفصل کیفیت ملک مشرقی ترکستان اور چینی تاتار کے واسطے جسے ڈونگیریا بھی کہتے ہین مین ویلیمز صاحب کی تصنیف کی ہوئی کتاب مڈل کنگڈم نام کا حوالہ دیتا ہون اور نیز اون کاغذات کا جو مسٹر ڈلی صاحب اور مسٹر آرمچل صاحب نے تحریر کئے ہین مگر ایک مختصر بیان ملک کا اور نیز تاریخ کا اسجگہ بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہین ہے ؛

۱۵۴- کل قطعہ ملک مابین خطوط ۷۳، و ۹۵ درجہ طول مشرقی اور ۴۵ و ۳۶ درجہ عرض شمالی کے جواب کم وبیش یعقوب بیگ کے زیر فرمان ہو گیا ہے مشرقی ترکستان کہلاتا ہے اور اُسمین تین علیحدہ صوبہ ہین جو چینیون کی عملداری کے زمانہ مین جدا جدا ریاست کے طور پر تھے ؛

۱۵۵- اول صوبہ جسمین اضلاع کہاشل و اورمطزہی شامل ہین اور چینی ضلع تہاچو جسکا مغربی انجام ہے اور بلحاظ اُسکے ملکی و جنگی محکمات کے مغربی طرف قسمت کنسوہ اور شمالی و مغربی صوبہ متعلقہ چین خاص تک پہیلتا ہے ؛

۱۵۶- دوسرا صوبہ جسکا الاشی یا کلچا جسے چینی ہوئیان بولتے ہین دارالسلطنت ہے بڑا وسیع صوبہ ہے مغربی طرف سرحد کنسوہ سے جہیل بالکش تک پہیلتا ہے اور جنوبی طرف ایک سلسلہ پہاڑ سے محدود ہے جسے مونگل لوگ سلسلہ کوہ تنگری بولتے ہین اور چینیون مین وہ ٹیان شان کے نام سے مشہور و معروف ہے اس ملک کو پائی لو بھی کہتے ہین جسکے معنی ہین شمالی راہ یعنی ان پہاڑونکے شمالی طرف- اس ملک پر ایک جنگی حاکم بڑے اعلے درجہ کا حکمران ہوتا تہا جسکی حکومت شمالی طرف بیرونی صوبجات تاربا گاتائی وکوبڈو الیاسوتائی اورکیدو تک اور جنوبی طرف نان لو کے شہرون تک پہیلتے تہے صوبہ

نان تو خود مشرقی ترکستان یا کاشغریا کہلاتا ہے اور تیسرا صوبہ ہے یہہ قطعہ یعقوب بیگ کی بنائی ہوئی سلطنت کا وسط ہے جو اُسنے چینیون کی حکومت غارت ہونے پر بنائی تھی اور جسکا کچھہ تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے ؛

۱۵۷- شرقی ترکستان خاص سلسلۂ کوہ ہاے تیان شان و کیون لیون و شمالی سلسلۂ کوہ کراکاش کے درمیان مین واقع ہے مغربی حد اُسکی نشیبہای پامیر اور سلسلہ کوہ بلور تاغ اور الائی ہین اور مشرق مین دشت گوبی سے محدود ہے ؛

۱۵۸- کل رقبہ اس قطعہ زمین کا ۰۰ ہزار مربع میل شمار کیا گیا ہے ویران اور بنجر زمین زیادہ ہے مزروعہ زمین خاص کر شمالی اور مغربی نشیبون مین اور دریاے تارم کے نالونکے کنارہ کنارہ واقع ہے ؛

۱۵۹ طول شمالاً و جنوباً ۷۵۰ میل و مشرق سے مغرب تک عرض ۴۰۰ میل تخمیناً شمار کیا گیا ہے ؛

شرح- ولیمز صاحب اس کل قطعہ کو قریب ۲۵۰۰ میل شرقاً و جنوباً لکھتے ہین اور ۳۰۰ سے ۵۰۰ میل تک مختلف جگہ چوڑا ہے ؛

۱۶۰ جو بلندیان روسی جغرافیہ دالون نے لکھی ہین اگر وہ اُسی پیمانہ سے جسے ہم استعمال مین لاتے ہین پیمایش کی گئی ہین تو کاشغریا کے شمال اور مغرب کی طرف پہاڑ اور چوٹیان سلسلہ کوہہاے کراکورم و کیون لیون سے نہایت نیچی ہین

۱۶۱ ——— بلندیان مندرجہ ذیل ہین

کوہ تنگری کہان کی چوٹی ——— ۲۱ ہزار فٹ

سلسلہ کوہ تنگری کہان ——— ۱۷ ہزار فٹ

اسکے گرد و نواح کی بلندیان ——— ۱۵ ہزار فٹ

اوسط بلندی سلسلہ کوہ ٹیان شان مین اسک گل کے نزدیک ـ ۱۴ ہزار فٹ

۱۶۲ - کوہ ٹیان شان کی گذرگاہ چاترکیول و سیکل نام جہیلو نکے پاس دس ہزار سے ساڑے گیارہ ہزار فٹ تک بلند ہین صرف مزارت نام گذرگاہ ۱۶ ہزار فٹ ہے ؞

۱۶۳ - لداغ کی سڑک کی گذرگاہ زوجی لا نام گذرگاہ واقع کشمیر کے ۱۱ ہزار فٹ بلندی سے ۱۰ ہزار فٹ تک اندر اور باہر چلنیگ جمو گھائی مین ہین ؞

۱۶۴ - کاشغریا مین بڑے بڑے شہر کاشغر دار السلطنت و ینگی حصار و یارقند و کرغالب و گوما و ایلچی اور چہہ اور شہر ہین جنسے صوبہ ختن بنتا ہے اور اکسو بائی سائرام اوش ترفان کراشہر کچا بھی اُسی صوبہ مین واقع ہین ؞

۱۶۵ - دریا، کاشغر یارقند تسناف سنجو آرپالک اور کراکاش ہین جو بعد ملجانے کے تارم نام سے بولے جاتے ہین ـ

کہتے ہین کہ تارم دریا جھیل لوب یا لوکنور مین ہو کر بہتا ہے لیکن عام راے جن لوگون سے مین نے پوچھا ظاہر ہوئی کہ وہ ایک دشت عظیم مین بہتا چلا جاتا ہے اور اُسمین غائب ہو جاتا ہے ؞

۱۶۶ - کاشغر سے قوقند تک ۴۰۰ میل کا فاصلہ بتاتے ہین روسیون کی چوکی دریا، نارین پر کاشغر سے ۱۳۴ میل یا آٹھہ دن کے سفر سے زیادہ نہین ؞

۱۶۷ - مینے کچھ ایسی بھی تحقیقات کی ہے جس سے مارکو پولو صاحب کے سفرنامہ کے چند فقرات کی تائید ہوتی ہے صاحب موصوف بعد ذکر شہر ختن کے پینی نام صوبہ کا بیان کرتے ہین جو شمال و مشرقی طرف پانچ منزل پر واقع تھا اور اُسمین بہت سے شہر اور سنگین حصار تھے جنمین سب سے بڑا پینی تھا

اُسی سمت مین آگے بڑہکر مارکو پولو صاحب کہتے ہین کہ صوبہ چارچان ہے جو زمانہ قدیم مین سرسبز اور زرخیز تھا لیکن تاتاریون نے اُسے ویران اور برباد کردیا اس صوبہ کا دارالسلطنت بھی چارچان نام شہر تھا دریا اس ملک مین بڑے بڑے روان ہین اور اُنمین مربع اور رنگ برنگ کے پتھر جواہرات کی قسم سے بافراط ہوتے ہین جو فروخت کے لئے ملک کیتھی کو جاتے ہین اور اسقدر کثرت ان پتھرون کی ان دریاؤن مین ہے کہ گویا اعلی درجہ کی چیز تجارت کی ہے ؞

۱۶۸- نہ تو ان صوبونکا ہمارے نقشون مین نشان ہے نہ ابھی تک کسی نے قصد کیا ہے کہ انکے شہرونکے نام مقرر کرکے اور ٹھیک جگہ پر نقشون مین درج کرین - اس معاملہ مین صوبہ پیین کی نسبت ڈی این ول صاحب نے کچھ کوشش کی ہے جو روسی بتاتے ہین کہ ، درجے طول مین ختن سے واقع ہے پیین کا نام پُوام اور پُوان بھی لکھا گیا ہے اور اس تھوڑی سی اطلاع حاصل کرنے سے پیچھے ان مقامات کے ٹھیک جگہ قایم کرنے کی امداد پہونچ گئی جیسا کہ مین آگے لکھونگا ؞

چارچان کا نام خیال کرتے ہین کہ شاچان سے مطابق ہے اور ڈی گاد نیز صاحب ذکر کرتے ہین کہ ایک ضلع چن چن نام حامی کی جنوبی طرف جھیل لوپ کے نزدیک واقع ہے ؞

۱۶۹- مین نے ان صوبجات کی نسبت بہت تحقیقات کی اور عرصہ دراز تک کامیاب نہوا مگر آخر ایک روز میری ایک ہوشیار تاجک کے افسر سے ملاقات ہوئی جو پیشتر سوداگر تھا اور تھوڑے سے ہی عرصہ سے اتالیق کی خدمت مین داخل ہوا - یہہ شخص اکثر شہر ماسکو اور بہت شہرون وسط ایشیا مین پندرہ سال

تک سفر کرتا رہا اور اگر مین اُسکو بڑا جغرافیہ دان وسط ایشیا کا کہون تو بجا ہے مین نے اُس سے کانہای طلا و جواہرات کی نسبت دریافت کیا جنکو کہتے ہین کہ ختن کے نزدیک موجود ہین اُسنے کہا کہ یہہ چیزین اصل مین مقام چارچاند سے آتی ہین جو ایک بڑا شہر اُس سلسلہ کوہ کے دامن مین واقع ہے کہ ختن سے چین تک برابر پھیلا ہوا ہے مقام چارچاند ختن سے ۴۰ دن کے رستہ پر واقع ہے اور سڑک اُسکی دامن کوہ مین کو جاتی ہے اور بارہ بڑی بڑی ندیان عبور کرنی پڑتی ہین جو سب ملکر ایک دریاء ذخار بنجاتی ہین اور یہہ دریا جھیل لوپ مین کو چلا جاتا ہے شہر چارچاند مین تاتاری مسلمان بستے ہین وہان کارخانے بھی جاری ہین اور چین والونسے تجارت بکثرت ہوتی ہے۔ ختن سے چین کی سڑک اس شہر کے درمیان ہوکر گذرتی ہے۔ اُس تاریخ کے لحاظ سے جو شخص مذکور نے مجھے بتائی مین جانتا ہون کہ چارچاند شاید کہین ۹۷ درجہ طول شرقی اور ۳۶ درجے عرض شمالی پر واقع ہوگا اُس شخص کے بیان بارہ دریاؤن اور سبزہ زار شیبونسے جن پر سڑک گذرتی ہے ظاہر ہے کہ بلند سلسلۂ کوہ کیون لیون کا ختن مین ختم ہونے کی بجاے جیسا کہ بعضے ہمارے جغرافیہ دان کہتے ہین اس تمام سڑک کے کنارہ کنارہ پھیلا ہوا ہے یہانتک کہ چینی پہاڑون سے جا ملتا ہے۔ میرا تاجک دوست فارسی زبان بڑے زور کے ساتھہ بولتا تھا جو اندجان کی بولی کا دستور ہے حرف ا سے اُسکی زبان سے اَو کی صدا کی مانند نکلتا تھا۔ اُسنے مجھسے کہا کہ یہہ بارہ دریا نشیب وار یعنے پائین ملک مین ہوکر گذرتے ہین اور اس سے مجھے مارکو پولو صاحب کے صوبہ پائین کے وجہ تسمیہ کا اشارہ ملا۔ کرنیل گارڈنر صاحب جنسے مین سرینگر مین ملا تھا اور جو ممالک وسط ایشیا سے کمال واقف کار ہین اور پچاس برس گذرے

اوس ملک کا قریہ قریہ دیکھ آئے ہین اُنھون نے بولر ملک کی نسبت کہ جسپر جغرافیہ دانونکی بڑی بحث رہی ہے یہہ وجہ تسمیہ بیان کئے کہ لفظ بولر اصل مین بالا ہے جسکے معنی بلند کے ہین چنانچہ میرا وہ تاجک دوست بھی اپنی بولی مین لفظ بالا کو بولر بولتا تھا اور اس سے مین یقین کرتا ہون کہ مارکوپولو صاحب نے جو ملک بولر اور صوبہ پیین لکھا ہے وہ درحقیقت بالا اور پائین ملک کا ترجمہ ہے ۔

۱۷۰۔ تاجک مذکور نے کہا کہ اس پائین صوبہ مین زمانہ قدیم مین بڑی بڑی شہر آباد تھے جو ریت مین دبکر غارت ہوگئی مسٹر جانسن صاحب بھی اپنی رپورٹ سفر ملک ختن مین بھی بیان کرتے ہین اور اور بہت سے شخصون کی زبانی سُنا کہ ایک بڑا شہر تکلامکان نام اُسی نام کے دشت مین واقع تھا جو تھوڑا بہت اب ظاہر ہوگیا ہے غالبًا کھودنے سے بلکہ زیادہ تر اس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس شہر پر سے ریت اوڑگیا اور اُسکے کھنڈرات دکھلائی دینے لگین ۔

۱۷۱۔ دشت عظیم گوبی نام مین جو لوگ جانے کی دلیری کرتے ہین اُنکی نسبت تاجک مذکور نے یہہ ذکر کیا کہ اُنکو طرح طرحکی عجیب وغریب آوازین سنائی دیتی ہین اور اس دشت مین بہت سے بھوت پلیت بستے ہین جو مسافرونکو ستاتے ہین اور ایسا ہی حال وہانکا ۶۰۰ سال گذرکر کہ مارکوپولو صاحب نے لکھا ہے ۔

۱۷۳ الیسٹورین عیسائیونکا یہان نام ونشان بھی نہین ملتا اور اُنھون نے جو عمارتین بنائی تھین وہ سب مدت سے غارت ہوگئین اور نہ لوگونکی چال چلن اور وضع قطع مین کوئی علامت اُس صادق ایمان کی پائی جاتی

ہے وہ سب لوگ محمد کے قایل اور اُنکو ہی مانتے ہین

۱۷۳- شہر یارقند کی زمین کی نسبت طرح طرح کے مختلف راے ہین کرنیل یول صاحب اپنے کیتھی نام کتاب مین قریب چہہ جدے جدی مقام پر اُسکی جگہ قایم کرتے ہین جو یا بین ۷۶ درجہ ۳ دقیقہ طول شرقی کے ہین جینی منشری سرویر یعنے زمین پیمایش کنندہ اُسکو ۷۷ درجہ ۳۳ دقیقہ پر قایم کرتے ہین اور مسٹر شا صاحب جنہون نے بنظر غور ہمارے تمام سفر مین اس امر پر لحاظ رکھا یارقند کی جگہ ۷۶ درجہ پر بتاتے ہین ۞

۱۷۴- اسیطرح آبادی اور وسعت یارقند کی نسبت مختلف روایتین مشہور ہین ایٹکنسن صاحب بیان کرتے ہین کہ اُسمین قریب ۴۰ ہزار کے مکان اور شاید ایک لاکھ باشندے ہین مچل صاحب کہتے ہین کہ یارقند مین ۳۲ ہزار مکان ہین شہر کے گرد ایک فصیل ہے ۸ فادم یعنے ۴۸ فٹ یا ۱۶ گز بلند اور ۱۰ میل اُسکا محیط ہے شہر کے چار دروازے ہین ۞

۱۷۵- ولیمز صاحب کا قول ہے کہ سنگی عمارتے شہر پناہ کا محیط تین میل ہے اور آبادی بیشک وشبہ ۲ لاکھ آدمی سے زیادہ ہے اور مین یقین کرتا ہون کہ اور مورخ ایک لاکھ بیس ہزار باشندے لکھتے ہین مسٹر ڈیوس صاحب ظاہر کرتے ہین کہ یارقند مین غالباً پچاس ہزار آدمی سے زیادہ آبادی ہے اُسکے گرد پانچ دروازے ہین اور شہر پناہ مٹی کی ہے جسکے اُتار پر شاید ایک گاڑی چل سکتی ہے اور اُسکے گرد خندق نہین ۞

۱۷۶- ہری چند ایک بڑے ہوشیار وتجربہ کار نے میرے کہنے پر شہر کا ایک خاکا اوتارا جسکی ایک نقل تتمہ مین مندرج کی گئی ہے اُسنے شہر پناہ کے

باہر قدمون سے ناپنا شروع کیا اور معلوم کیا کہ محیط شہر کا کل ۹۱۰۰ قدم ہے اس سے ایک میل مربع سے کسیقدر زیادہ رقبہ شمار ہوتا ہے شہر کے اندر شہرپناہ کے متصل باغات ہین جو مکانات سے متعلق ہین اور جن قطعات شہر کی ہمنے سیر کی وہان دیکھا کہ مکانات کی دیوارونکے آثار موٹے موٹے ہین اور صحن کے واسطے بہت جگہ لیگئی ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ سواے بڑی بازارون کے اور سب جگہ آبادی گنجان نہین ہندوستان کے ایسے شہرونسے مقابلہ کرنے پر مین جانتا ہون جو کچھ آبادی عموماً شہر یارقند کی مشہور ہے اُس سے بہت کم ہوگی بازارونمین گردنواح کے دیہات کی خلقت کا بڑا ہجوم رہتا ہے جو رات کو اپنے اپنے گھر چلے جاتے ہین شاید ان لوگون سے ہی آبادی زیادہ معلوم ہوئی ہوگی ایک کشمیری اکسکال نام نے یہہ تفریق آبادی شہر کی بیان کی

بدخشان کے باشندے	۲۰۰۰
بلتستان کے لوگ	۲۰۰۰
کشمیری	۱۰۰۰
اندجانی اور قوقندی	۳۰۰۰
تنگانی	۵۰۰
یارقندی	۵۰۰۰۰

ان یارقندیون مین سے قریب پانچہزار کے سوداگر ہین اور اسیقدر فقیر اور محتاج و درویش وغیرہ ہین اور باقی خواہ تو اپنے ورثہ کی زمین کی کاشت کرنیوالے ہین یا اورونسے کرایہ پر لیکر زراعت کرتے ہین

۱۷۷ میری راے مین اس تفریق سے تخمیناً کل آبادی ۶۰ ہزار آدمی کی ہوگی

اور یہہ حساب شاید کل ملک کی آبادی دریافت کرنے مین ہماری مدد دی
— اُسی حکام مختلف تخمینہ آبادی کل ملک ۳۰ لاکہہ سے ۲ کروڑ اور نیز ۳ کروڑ
تک کرتے ہین — ویلیمز صاحب صرف بڑے بڑے شہرونکی آبادی بیان
کرتے ہین اب اکثر ملک مشرقی ترکستان ویران ہے زراعت اور آبادی
صرف دریاؤں کے کنارے کنارے ہے — اب یارقند جو سب سے بڑا شہر ہے
۶۰ ہزار آدمی کی آبادی کا فرض کرکے شاید ہم یہہ معلوم کرسکتے ہین کہ ایم والکہزیف
صاحب نے کل ملک کی آبادی کو ۵۸۰۰۰۰ شمار کرنے مین کچھہ بہت غلطی نہین کہائی

۱۷۸- سنگی عمارتی شہر پناہ اور ۲۰ گز بلند جسکے اوپر گاڑی چل سکے یہہ بیان
یارقند کا راست نہین یارقند مین پتھر بالکل نہین تمام مکانات دہوپ مین خشک
کیے ہوئے اینٹونکے بنے ہوئے ہین یہہ اینٹین نہایت سخت اور مضبوط ہوتی ہین
شہر پناہ مٹی کی ہے قریب ۲۰ فٹ بلند اور کنگرے اور مورچے اُسمین لگائے
ہوئے ہین شہر کے دروازے پانچ ہین ینگی شہر کا قلعہ ۶۰۰ قدم یارقند سے
ہے اور مربع بنا ہوا ہے ہر ایک طرف اُسکے ایک ہزار قدم طویل ہے شہر یارقند
کو اسکا صرف ایک دروازہ جانیکے واسطے ہے ؛

۱۷۹- یارقند مین ۱۲۰ محلے ہین منجملہ جنکے کشمیری محلہ کہتے ہین کہ سب سے
بڑا ہے ہر ایک محلہ مین ایک ایک مدرسہ ہے جہان سوائے قران کے اور کچھہ
بہت کم پڑہایا جاتا ہے ۶۰ کالج شہر مین لوگ بتاتے ہین مگر مین میری دانست مین
اسمین بڑا مبالغہ ہے اُس شخص تاجک نے مجھے کہا کہ وہان صرف تین
چار کالج ہین جہان ذرہ اعلے درجہ کی تعلیم دیجاتی ہے جسوقت ہم بازار مین ہوکر
گذرے دو کالج ہم نے بہی دیکہے گلی کوچے گاڑی چھکڑے کے نکلنے کو کافی
چوڑے ہوتے ہین اور بازار یہانکے کیبرو شہر کے بازارونسے بہت مشابہ ہین

لیکن سواے اسکے کہ بعض بعض دوکانون اور مکانون پر اوپر ایک چہوٹا سا کمرہ بنا ہوا ہے کوئی مکان دو منزلہ بھی نہین ہوتا اس سے شہر خوبصورت نہین دکہائی دیتا ۔

۱۸۰ ۔ مشرقی ترکستان یا کاشغریا کے لوگ مسلمان ہین اور خاص کر بڑے پکے مسلمان سُنّی فرقہ کے بستے ہین چند چینی لوگ جو قتل عام سے بچ رہے تہے وہ بلاچاری اپنی چوٹیان کٹوا کر مسلمان ہو گئے ہین شیعہ مسلمانون سے یہہ لوگ نہایت نفرت کرتے ہین یہان کے مسلمان خصوصاً ازبک ترک ہین اور ترکی زبان کے جگتائی بولی بولتے ہین ہندو سوداگرون کی آنیکی برداشت وہ اسواسطے کرتے ہین کہ وہ بہت دولت اُنکے ملک مین لیجاتے ہین لیکن اُنکو سوار ہوکر اور دستار باندہ کر پہرنے کی اجازت نہین ہوتی چینیونکی عملداری کے زمانہ مین مسلمان خراب عادتونکے عادی ہو گئے اور اتالیق غازی کی سخت محنت اور تدبیرون سے اب اپنے مذہب کی رسمون کو بخبرداری تمام برتنے لگے ہین اُنمین سے بعض ہمارے ہمراہیون کے ساتہہ گفتگو کرتے ہوئے پوشیدہ اپنا افسوس ظاہر کرنے لگے کہ زمانہ سابق مین یہان بڑی عمدہ عملداری تہی جبکہ سؤر کا پکا ہوا گوشت اور شراب کے آزادانہ مزے چکہتے تہے اور جو دل چاہے جشن اوڑاتے تہے قاضی محمد یعقوب نے جبکہ اتالیق غازی کی سخت حکومت کا ذکر کیا اُسوقت یہہ بھی کہا کہ سفر کرنے مین ایک بڑا فایدہ مجکو یہہ حاصل ہوا کہ ہر قوم و ملت کے لوگون مین صحبت پاکر میرے دل سے تعصب بالکل جاتا رہا اور اُسنے خود اقرار کیا کہ میرا چچا اسباب مین بڑے پکے مسلمانون کے سے خیالات اختیار کرتا جاتا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے سلطنت کو بخارا کے نمونہ پر بنایا چاہتا ہے جہان ہر باب مین مذہب اسلام کی تائید

ہوتی ہے اور اپنی عدالت کے بندوبست اور نیز اپنی راسخ الاعتقادی مذہب کے جتانے کے واسطے تمام دستورات اور طریق بخارا کے پکڑتا جاتا ہے چنانچہ اُسی کے بموجب وہ اب لفظ بدولت کے لقب سے یعنے اقبالمند پکارا جاتا ہے۔

۱۸۱- مین اس رپورٹ مین اس ملک کے لوگونکی مفصل کیفیت چال چلن و رواجات کے بیان کرنیکا قصد نہین کرتا کیونکہ اول تو مین اُس ملک مین ایسے تھوڑے روز رہا ہون کہ چھوٹی چھوٹی تحقیقات قابل یقین کرسکا علاوہ اسکے مسٹر شا صاحب جو مدت تک اس ملک مین سیر کرتے رہے اور اس سبب سے اُنکی تحریرات دلچسپ اور مفید ہین اُنہون نے چندروز ہوئے کہ ایک کتاب اپنے سفر یارقند و کاشغر کی چھاپ کر شایع کی ہے جسمین اُنہون نے ایسی ایسی تحقیقات کرکے بھرے ہین کہ میرے بیان کی حاجت نہین رکھی - اور پھر کاشغریا اور کنہاٹ کے باشندونمین ایسی بڑی مشابہت ہے کہ ایسی باتونکا شوقین مونسر ومبری صاحب کے سفرنامہ وسط ایشیا کو دیکھکر بخوبی اپنی مراد کو پہونچ سکتا ہے ؁

۱۸۲- کاشغر کی تاریخ بڑے قدیم زمانہ سے شروع ہوتی ہے یعنی اوسوقت سے جبکہ کبا سلس نام بادشاہ نے افراسیاب کی دختر کو بیاہ کر صوبۂ ختن جہیز مین لیا تھا اور اپنا دارالخلافت کنگ مین مقرر کیا اور شاید یارقند کا نام بگڑکر کنگ مشہور ہوا ہے چودہوین صدی مین یہہ صوبہ خوجونکے ہاتھہ آیا جو محمد کی نسل سے ہین اور جو کوہ الائی کو عبور کرکے بخارا سے آئے ۳ صدی تک یہہ خوجے اُس ملک پر حکومت کرتے رہے لیکن اُنمین آپسمین تنازعہ پیدا ہوکر فریق مغلوب نے کسی ساعت بد مین چین والون سے کمک کی

درخواست کی اور سنہ ۱۷۵۹ء مین کل ملک زیر فرمان شاہنشاہ چین ہوگیا خوجہ خاندان کے بادشاہ پہر توقند کو بھاگ گئے جہانسے وہ ہمیشہ اپنی سلطنت بحال کرنیکا قصد کرتے رہے اور سب سے بڑا فساد جہانگیر کے ماتحت مسلمانون نے سنہ ۱۸۲۶ء مین کیا تہا جبکہ افسر مذکور فریبًا گرفتار ہوکر پیکن مین بہیجا گیا اور وہان اُسکا سر تن سے جدا کیا گیا۔ اس فساد کے فرو کرنے مین جو چینیون کو تکلیف اور خرچ سہنا پڑا اس بہانہ سے ۲۰ برس بعد اُنہون نے اس ملک پر ایک عجائب محصول لگایا۔

۱۸۳۔ سنہ ۱۸۶۴ و ۱۸۶۵ء مین تُنگانیون کے باغی ہوجانے کے باعث چینیون کی سلطنت مین ابتری پہیل گئی اور خوجون کو ایک بار پہر عمدہ موقع اپنا ملک بحال کرنے کا ہاتھ آیا لیکن یہہ مشہور ہے کہ اگرچہ یعقوب بیگ توقند سے بزرگ خان سردار نسل خوجہ ہا کے ماتحت ملک کاشغر وغیرہ کو فتح کرنے گیا تہا اور بعد فتح وہ ظاہرا چند سال تک اپنے آقا کی فرمانبرداری کرتا رہا مگر چونکہ بزرگ خان بڑا نالایق تہا اور اپنی برائیون سے اپنی رعایا کی نظر سے گر گیا تہا پس یعقوب بیگ کو اُسکے تخت سے اوتارنے اور ظاہرا اپنے نام سے سلطنت کرنیکا کوئی خوف نہتہا۔ اور نہ اُسکو کوئی روکنے والا تہا اسلئے اُسنے بزرگ خان کو جان سے مارنے کی بجائے ہندوستان مین بہیجدیا کہ تم مکہ مین جاکر حج کرو اور پہر اُسی جگہ رہو۔ دو سال ہوئے کہ مین اُس سے لیہہ مین ملا تہا لیکن بعد ازان مینے سنا کہ اُسنے ہندوستان مین پہنچکر اپنے ارادہ کو بدل دیا اور کابل اور بخارا کی راہ سے توقند کو چلا گیا۔

۱۸۴۔ یعقوب بیگ نے تمام چینیونکو قتل اور ملک سے نکال کر اور فریبًا اپنی آپکو ختن کا بادشاہ بنا کر فورًا کُل ملک کاشغریا مین اپنی حکومت

قایم کرنے مین مصروف ہو گیا اور چند سال مین اپنی سلطنت کے کاروبار مین بڑا استعد چالاک اور عقلمند ظاہر کیا مسٹر شا صاحب و ہیورڈ صاحب نے جو چھ مہینے تک کاشغر اور یارقند مین رہے اوسکے انتظام کی قوت اور خوبی کا بیان کیا ہے اور جہان کہین ہم ملک مین گئے اُسکی نیک سلطنت کے آثار نمایان تھے تمام اعلے اعلے عہدے سلطنت کے اپنے ہم وطنون کو دیکر اوسے لوگونکے شر و فساد کا بھی خوف نہین رہا بموجب قاعدہ حکمرانی کے اُسکے ماتحت مثل داد خواہ یارقندی و بیک ہای ختن و اکسو وغیرہ اپنے اپنے صوبہ کے انتظام کے خود جوابدہ ہین اپنی جدی فوج رکھتے ہین جنکا تمام خرچ اپنے صوبونکی مالگذاری سے منہا کر کے زاید روپیہ کاشغر مین اتالیق غازی کے پاس بھیجدیتے ہین مارنے اور زندہ رکھنے کا حق صرف بادشاہ ملک کو حاصل ہے اور اب جو وہ اپنی دار السلطنت سے غیر حاضر ہے وہانکا انتظام عالم قلی عرف بیگ بچہ کو سپرد ہے مگر اتالیق کا اول لفٹنٹ داد خواہ محمد یونس ہے ؞

۱۸۵- ملک کی آمدنی کا دریافت کرنا مشکل کیونکہ انتظام مذکورۂ بالا کے بموجب بعد تمام اخراجات وضع کرنے کے صرف بچت کا روپیہ خزانہ شاہی مین داخل ہوتا ہے چینیونکی عملداری مین کہتے ہین کہ یارقند مین محصولات پرمٹ کی آمدنی سالیانہ ۴۵۰۰۰ پونڈ یعنے ساڑھے چار لاکھ سے زیادہ ہوتی تھی اور ماسواے انکے ۳۵۴۰۰ بوری غلہ کی ۵۷۵۶۹ تھان پارچہ ۱۵۰۰۰ پونڈ تامنبا علاوہ نقرہ طلا اور سن وغیرہ کے بطور ٹیکس وصول کیا جاتا تھا ؞

۱۸۶- جب یعقوب بیگ نے عنان سلطنت کی اپنے ہاتھہ مین لی تمام ٹیکس

سوای معجزہ قرآن کے موقوف کر دئے اور چالیسوان حصہ تمام پیداواریونکا کسانون سے لیا جاتا ہے اور خاص حالتون مین مثلاً باغ کے میوجات وترکاری وغیرہ کے لئے تنگو مقرر ہین یعنی ایک روپیہ فی طناب - (پیمانہ زمین) پر مین تمام مسلمانون سے چالیسوان حصہ وصول کیا جاتا ہے اور بیسوان حصہ ہر ایک غیر آدمی سے - تمام سڑکون اور دروازون پر سخت پہرہ متعین رہتا ہے جسسے کوئی چیز بغیر محصول نہین نکل سکتے اور مجرم ہونیکے واسطے سخت سزائین مقرر ہین لیکن ایما ندار بیوپاریون کو مشرقی ترکستان مین کسی طرح کا خطرہ نہین ہے داد خواہ ہندوستان کے سوداگرون پر بڑی مہربانی سے پیش آتا ہے اور آیندہ کے واسطے اُنکی ہمت اور حوصلہ بڑہاتا ہے - اس سال یارقند مین اتالیق کو روپیہ کی بڑی ضرورت پڑی اور داد خواہ نے شہر کے بڑے بڑے سوداگرون سے روپیہ قرض لیا کچھہ عرصہ بعد وہ ضرورت رفع ہوگئی اور مالگذاری کا روپیہ تحصیل ہوکر آیا داد خواہ نے تمام قرضہ فوراً ادا کر دیا جسپر سب رعایا اُنکی نہایت شکر گذار ہوئے یہہ امر اس قابل ہے کہ مغربی اقوام اسکی پیروی کرین ❖

۱۸۷ جبکہ اتالیق غازی کی فوج مین گھوڑونکی ضرورت ہوئی تو شہر والونکو اُنکے مال کی خاطر خواہ قیمت اونکو دی گئی غرض محنت مزدوری ہر ایک کی فوراً ادا کیجاتی ہے اور دیہاتیونکے حق مین وہی انصاف اور فیاضی کیجاتی ہے جیسے مینے بیان کی مگر مجھے پھر بھی خوف ہے کیونکہ جو تذکرے میرے گوش زد ہوئے اُنسے واضح ہوا کہ بالفعل سوائے سوداگرون کے اور کسی کو اس عمدہ تدبیر کا فائدہ نہین پہونچتا ❖

۱۸۸- اب کچھہ ذکر اُس لڑائی کا کیا جاتا ہے جو اتالیق غازی تنگانیون کے ساتھ

کر رہا ہے۔ اسباب مین بڑی بحث ہے کہ یہہ تنگانی کون ہین بعضے کہتے ہین کہ تنجن لفظ ترکی ہے جسکے معنی باقیماندہ ہین اور یہہ لفظ چین کے باغی رعایا کے واسطے بولا جاتا ہے کیونکہ وہ اون ترکیون کی اولاد سے خیال کئے جاتے ہین جو سکندر اعظم کے ساتہہ مشرقی ممالک کی مہمون مین گئے اور جو ملک اُنہون نے فتح کئے وہین آباد ہوگئے بعضے یہہ کہتے ہین کہ لفظ تُنگانی چینی زبان کے لفظ تنجن یا تنین سے نکلا ہے اور اسکے معنی جنگی لوگ بستے بسانے والے ہین اور ان لوگونکو اسلئے اس نام سے پکارا گیا کہ اونکو سلطنت چین کی مغربی حد کے اور تمام ملک جو صوبہ کنسوہ کے پار واقع ہے اُسکے آباد کرنیکو بہیجے گئے تہے غرض اُنکے نام کی وجہ تسمیہ کچھہ ہی ہو یہہ لوگ اصل مین جبکہ اُنکے بادشاہ نے انہین چین مین بہیجا مسلمان تہے اور اگرچہ وہ بجبری مین تمام دستورات اور رسم چینیونکے برتتے ہین مگر آجکے دن تک اپنے پیغامبر محمد کے قایل ہین اور شراب خواری اور افیون اور تنباکو وغیرہ منشی چیزون سے پرہیز کرتے ہین اور چونکہ چینیونکے دربار مین انہین اعلے عہدہ ملنے کی اجازت نہین اسلئے صرف سپاہ مین بہرتی کئے جاتے تہے اور بعضے مصنف لکہتے ہین کہ یہہ لوگ اپنی ذاتی بہادری اور جنگجوئی کے واسطے مشہور و معروف ہین ؛

۱۸۹ سنہ ۱۸۶۲ء مین ان تُنگانیونکی تعداد ۰۳ کروڑ تک پہونچ گئی تہی اور اندرونی ملک چین اور صوبہ کنسوہ کے تمام قطعہ پہ یہی لوگ آباد تہے ؛

۱۹۰ انکی بغاوت کا سبب کچھہ ظاہر نہین ہوا لیکن حقیقت یہہ ہے کہ سنہ ۱۸۶۲ء مین ایک لاکہہ تُنگانی ممالک شنسی کنسوہ سیچون اور یتان مین باغی ہوگئے اور بعد جنگ وجدل عظیم کے یہہ صوبہ کنسوہ سے نکالدئیگئے

اور بہ لاچاری مغربی ضلع اور مطرفی مین آباد کیئے گئے جبپر وہ ابتک قابض ہین

۱۹۱- سنہ ۱۸۶۴ء مین تُنگانی لوگ صوبہ اکسو پر بھی قابض ہوگئے اور چینیونکا عمل دخل ترفان کچا کرا شہر کہامل اور نیز دوسرے شہرونسے اُٹھا دیا اور یہہ لوگ بیشک مشرقی ترکستان پر بھی اپنی حکومت جما دیتے اگر یعقوب بیگ آکر کاشغر پر قبضہ نہ کرتا تہوڑے عرصہ بعد یعقوب بیگ نے اکسو پر بھی اپنا قبضہ کرلیا اور تُنگانیونکو سلسلہ کوہ ٹیان شان کے جنوبی شہرون مین بہگا دیا اور مثل چینیونکے تُنگانیونکو بھی قتل کیا ۔

۱۹۲- ان تُنگانیون نے جو دستور بغاوت نکالا تہا اُنکی دیکہا دیکہی چین کے دور دراز قطعات مین صوبہ کلاجہ کے قلماق اور ترانچی باشندونکو بغاوت کی ہوس پیدا ہوئی اور مندرجہ ذیل حال تراجیونکا مسٹر آرچل صاحب نے عنایت فرماکر مجھے بتایا ۔

۱۹۳- سنہ ۱۸۲۹ء مین خوجون نے ملک کاشغر مین سر شورش اُٹھاکر چینیونکو یہہ تدبیر معمولی سوجہائی کہ آیندہ اُنکی نافرمانبرداری کی حفاظت کیلئے بہت سے کاشغری صوبہ کلاجہ مین جلاوطن کرکے بہیجدیئے کہتے ہین کہ بعد استخراج خوجونکے اسطرح ۸ ہزار سے ۱۲ ہزار تک لوگ نکالدئے یہہ لوگ اُس سرزمین مین جاکر غلامی کے کامون مین مصروف کردیئے گئے اور جو چینی سپاہی وہان آباد تہے اونکی غلامی کرنے لگے غلام ہوکر اور محنت کشی اور سخت مصیبت کے عالم مین رہکر یہہ لوگ ترانچی نام سے مشہور ہوئے یعنے سخت محنت کش لوگ ۔

۱۹۴- ہواہوا ٹسی یا تُنگانیون متوطن کنسوہ کی سرکشی کی خبر سنکر کچھ عرصہ تک صوبہ الائی کے باشندے سرکش ہوئے اور اس فساد نے صوبہ

ڈزنگیریا کے گنجان آبادی کو کہ تجارت اور زراعت مین بتوجہ تمام مصروف تھے بغاوت کی ترغیب نہ دی ہوتی اگر اتفاقیہ وارداتین نہ واقع ہوئی ہوتین جنسے تُنگانیون اور ترانچیون کے دل پھر گئے ۞

۱۹۵- اتفاقیہ وارداتین یہہ پیش ہوئی تھین یعنے بخارائی اور قوقندیونکا روسیون سے مقابلہ کرنا اور کل لین کا کلاچہ سے تاشقند تک یعنے شمالی راہ تجارت چین و وسط ایشیا کا میدان جنگ بنجانا اور اس سبب تجارت کا موقوف ہونا جس سے بہت سے لوگ اپنے کاروبار و معاش سے بیکار ہو بیٹھے اور لاانتہا بخارائی اور قوقندی فراریونکا کاشغر مین جمع ہونا جسنے میدان جنگ روسیون کی مشرقی سمت کے ممالک مین جہادی لوگونکا ہجوم کثیر ہوگیا کاشغر مین ابتری اور پریشانی کا پھیلنا اور یکایک باسانی تمام اُس شہر اور دیگر شہرون کا چینیونکے ہاتھہ سے نکلجانا ان جھگڑونکے سبب طرح طرح کی مصیبتون اور آفتونکا پیش آنا اور جنوبی راہ تجارت کا مسدود ہوجانا اور سب سے اخیر صوبہ کنسوہ مین تنگانیون کی فتح اور کامیابی کے حالات بمبالغہ مشہور ہونا ۞

۱۹۶- ان سب وارداتون سے ترانچیونکو بغاوت پر کمر باندہنے کی ہمت ہوگئی شمالی جماعت تُنگانیون کا بار بار چینیونپر حملہ آور ہونا مسلمان ترانچیونکی بغاوت کی علامت تھی اور اُنکو کسیکی تحریک درکار نتھی کرغزی قوم کے لوگ جو اُسی قرب جوار مین بستے تھے اور ہمیشہ لوٹ کھسوٹ کے واسطے کمربستہ رہتے تھے بہت سا مال لوٹ مین حاصل کرنیکے اقرار پر ترانچیونکے ہمراہ ہوئے ۞

۱۹۷- ان اقوام کے متفق ہوجانیکا نتیجہ یہہ ہوا کہ فوراً چینیون اور منکرونکا قتل عام شروع ہوگیا چگاچک شہر غارت ہوگیا شہر اور مٹزیاوینیسی کو تمام لوٹ کھسوٹ کر اور باشندونکو مار کر اوجاڑ کر دیا اور کراکارا اور اوسو و نیز دیگر دیہات

وقصبات کے نصیب بھی یہی حادثہ ہوا جتنے ذخیرہ خانہ غلہ اور قیمتی اشیاء تجارت چینیونکی مالیت تھی کچھہ غارت کردئے جلادئے کچھہ لوٹ لئے شہر گلدجہ کا محاصرہ کرکے فتح کیا اور اُسکے قلعہ اور سپاہ محصور کو آخرکار یہ وہ زمین سے نیست و نابود کردیا ؞

۱۹۸ شہر گلدجہ کے ۵ ہزار باشندے روسیونکی سلطنت مین جاکر پناہ گزین ہوئے اور ۹۰ ہزار ان متفق قومون نے اپنے غلام بنائے - قلماق قوم کے لوگ جو چینیونکے خیرخواہ رہے آخرکار مصیبت اور آفت مین مبتلا ہوکر کچھہ تبتی ممالک مین بھاگ گئے اور کچھہ روسیونکے قدمون مین جا پڑے ؞

۱۹۹- پھر ان شریکون مین مال غنیمت کے حصہ ہونے شروع ہوئے اور اُسپر وہ آپسمین جھگڑ پڑے تنگانی یہہ شیخی مارتے تھے کہ یہہ زمین ہمنے ہی چینیونکے ماتحت جوتی بوئی ہے ہم ہی اسکے مالک ہوجاوین ترانچیون نے کہا کہ تم دو دنسے اس ملک مین آئے ہو ہم یہان قدیم سے آباد ہین اور چونکہ وہ تعداد مین بمقام ڈزنگیریا زیادہ تھے یکایک تنگانیونپر ہتیار لیکے اوٹھ دوڑے گلدجہ مین ...... اونکا قتل عام کیا اور باقیماندہ کو حدود ملک سے باہر کھاٹی الائی مین براہ کوہ ٹالک بھیجدیا - کرغزون نے اپنے دامن لوٹ کھسوٹ سے خوب پر کرکے ترانچیونسے خوف کھایا کہ شاید مثل تنگانیونکے ہم بھی اُنکے ہاتھہ سے زک اُٹھاوین اسلئے اپنا ڈیرہ ڈنڈا لے ویرانون اور جنگلونمین جا بسے جہانسے قلماقون نے اونکو نکالا اور لاچار ہوکر جنوبی ملک سائبیریا مین جاکر پناہ گزین ہوئے ؞

۲۰۰- صوبہ ڈزنگیریا خاص اب قلماقون اور ترانچیون مین اسطرح منقسم ہے کہ تارباگاتئی یا چگاچک ضلع قلماقونکے پاس ہے اور گلدجہ و دیگر

گرد نواح کے اشہار و قصبات ترانچیونکے قبضہ مین ضلع کرکاآسو ان دونو قومونکے علاقہ کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے کیونکہ یہہ ضلع بالکل ویرانہ ان لوگون نے بنا دیا بود و باش وہان کسی کی نہین اور جنگ مین جو باغیون اور چینیونکے بیشمار آدمی مری وے یہان ابتک پڑے سڑتے ہین جب سبب آب و ہوا وہانکی نہایت ناقص ہوگئی ہے اور درندے جانورون نے وہان اپنا گہر بنالیا ہے ÷

۲۰۱- ترانچیونکی حکمرانی کا طریقہ ہمکو بالکل معلوم نہین ہوا یہہ لوگ چینیونکو اصل مین غلام ہین اب انکے ملک مین روسی سوداگرونکے آنے جانے کی بالکل اجازت نہین اسلئے اگرچہ یہہ ملک سرحد روس سے صرف ۶۰ میل کے فاصلہ پر ہے مگر نہین معلوم کہ وہان کیا ہوتا ہے اور چونکہ اکثر مسلح لوگ سرحد روس پر آکر ڈاکہ مارتے ہین لوٹ کہسوٹ مچاتے ہین اسلئے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انکی ملک مین آبادی ضرور ہے ÷

۲۰۲- تاہم زبانی روسیونکی اسکا اتنا حال تحقیقًا معلوم ہوا کہ قلماق لوگ جو یلڈس پہاڑ کے پرے چلے گئے تہے اب پہر اس ملک مین آبسے اور انپر ایک عورت حکمرانی کرتی ہے ÷

۲۰۳- ایک تاتاری جو ابہی کُلڈجہ سے واپس آیا تہا اُسنے قلعہ ورنوئی پر ہمسے بیان کیا کہ مینے اُس ملکہ کو دیکہا ہے جبکہ وہ ترانچیونکے سردار سے ملاقات کرنے جاتی تہی اوسکے بال لمبے دار جٹ کے جٹ کمر تک آکر لہراتے تہے اور اون بالون مین اُسنے ایسے قیمتی جواہرات اور زیورات اور سکہ مروجہ ملک پہن رکہے تہے کہ جسوقت وہ چلتی تہی دو آدمی پیچہے اون بالونکے جٹ کو اُٹھا کر چلتے تہے ÷

۲۰۴ - بالفعل ترانچی لوگ کُلڈجہ اور اوسکے گرد نواح مین قریب بارہ ہزار آدمی کے آباد ہین ؞

۲۰۵ - تنگانیون سے فساد کرنیکے بعد ترانچیون نے دیکھا کہ ہم انسے کمزور ہین اور نیز خطرناک مقام مین اسلئے یعقوب بیگ کے پاس اپنے ایلچی بہیجے کہ ہمکو تم پناہ دو اور ہماری مدد کرو یہہ کمک دینا یکایک اُسکے حیطہ اختیار مین تہا اگرچہ مسٹر شا صاحب سے جو گفتگو ۱۸۶۹ء مین یعقوب بیگ کے ساتہہ ہوئی اُس سے واضح ہوا کہ وہ ان لوگونکو امداد دینے کا مناسب موقع دیکھہ رہا تہا اس سال شاید ترانچیونکو تنگانیون نے زیادہ ستایا اسلئے اُنہون نے اپنا ایلچی کاشغر مین امداد کے واسطے مکرر بہیجا یہہ بہی مشہور ہے کہ صوبہ اکسو مین بغاوت پہیل گئی اور اسیواسطے مارچ ۱۸۷۰ء کے مہینے مین اتالیق غازی اپنے دار الخلافت سے معہ تمام اپنی فوج کی دشمن کے مقابلہ کو روانہ ہو گیا ٹہیک ٹہیک حال لڑائی کا معلوم کرنا بہت مشکل تہا لیکن یہہ بات تحقیق ہے کہ قلماق لوگ تنگانیونکے مقابلہ مین بہ امداد اتالیق غازی جنگ وجدل کر رہے ہین اور ترانچیون اور قلماقون نے قبول کر لیا ہے کہ اتالیق غازی خوجونکے خاندان شاہی مین سے ایک شاہزادہ کو ہمارا حاکم بناوے اور اُسے کُلڈجہ مین متعین کر دے خبر ہے کہ اتالیق غازی مقام اورمچی تک گیا ہے جہان اُسنے تنگانیونکے تمام لشکر کو شکست فاش دی لیکن چونکہ وہ ایک قلعہ ترفان مین بنا رہا ہے اسلئے غالباً وہ ابھی اپنی دار الخلافت کو واپس نہین آسکتا تنگانیونکے زیر کرنیکو وقت چاہئے اور اُنکو سہولیت کے ساتہہ نکالنا محال ہے ؞

۲۰۶ - مینے اس رپورٹ مین علمی تحقیقات اور جستجو کی نسبت کچھہ نہین

بیان کیا کیونکہ ایسا کرنا میرے اختیار مین نہ تہا مگر مسٹر شا صاحب اور ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب کی رپوٹون سے یہہ امور خاطرخواہ دریافت ہونگے اور یقین ہے کہ عوام کو اُسسے بڑا فائدہ ہوگا ؞

۲۰۷- اس رپوٹ کے اخیر مین مین آپکو مسٹر شا صاحب کی حسن خدمات کی طرف بھی متوجہ کرتا ہون یہہ صرف اسیواسطے ذکر نہین کیا جاتا کہ وہ ایک بینظیر ہمراہی مجکو مل گیا تہا باوجودیکہ ہم گورنمنٹ برطانیہ کے اجنٹ ہوکر اتالیق غازی کے دربار مین بطور مہمان کے جاتے تہے مگر تاہم یارقند کے سفر مین مشکلات اور تکلیفات برداشت کرنی پڑین اور باوجود اس تمام تکلیف اور بے آرامی کے مسٹر شا صاحب اور ہیورڈ صاحب نے جو سال گذشتہ مین بڑی مستعدی اور صبر اور تحمل کے ساتھ اس خوفناک سفر کو اختیار کیا اور جس عقلمندی اور حلیم الطبعی کے ساتھ یارقند مین قید رہنے کے وقت کو کاٹا سو اوسکے مین کسی طرح تعریف نہین کرسکتا اوس زمانہ مین مسٹر شا صاحب نے ایسا دوستانہ خیال قوم برطانیہ کی طرف سے اتالیق غازی کے دلمین جمایا کہ ہماری یہہ مہم اُسی سبب سے بخیر وعافیت وبہ کامیابی ختم ہوئی ؞

۲۰۸- ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب کی خدمات کی قدر اُنکی رپوٹونکے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی اور اون جانورون اور درختونکے مجموعہ کے دیکھنے سے جو اُنہون نے بمحنت تمام جمع کئے- اُنہون نے صرف اپنے میڈیکل افسری کے عہدے کے ہی رو سے ہمکو اپنا شکرگذار نہ بنایا بلکہ مشکل کے وقتون مین جو اُنہون نے نیک مشورہ دیا اُنکا بھی مین نہایت ممنون و مشکور ہون اور نہایت خوشی کے ساتھ اب مین اونکا شکریہ ادا کرتا ہون-

۲۰۹ - ڈاکٹر کیلی صاحب نے اس مہم کے واسطے جو کچھہ انتظام کئے اونکا مین ابھی اشارہ کرچکا ہون اگر اونکی ہدایتونپر لداخ کے اہلکار ذرہ زیادہ خبرداری سے پابند ہوتے تو ہم بہت بے آرامی سے بچ جاتے

۲۱۰ - میر اکبر علیخان بہادر سی ایس آئی کی نیک کاروائی کا یہان ذکر کیا جاتا ہے اونکے سپرد وہ حصہ میرے کمپ کا تھا جو مین مقام لوکزی مین پیچھے چھوڑ آیا تھا وہ تن تنہا اس کمپ کو یارقند مین لائے اور شہر کارغالک مین مجھے مل گئے تارا سنگہ کی نسبت مجھے فرض ہے کہ بڑی شکرگذاری کے ساتھہ اُسکا ذکر کرون یہہ اُسی شخص کی ہوشیاری اور چالاکی تھی کہ ہم مقررہ تاریخ پر یارقند سے ہندوستان کو روانہ ہوگئے وہ ملک یارقند مین سب کا دوست اور سب سے واقف ہے وہانکے لوگونکے دستورات اور رسم و رواج سے بخوبی واقف ہے اور اس امر مین جو صلاح اُسنے دی اُسسے ہماری بڑی کارروائی ہوئی تمام سفر مین وہ اور اُسکے بھائی ہمارے تمام کمپ کو خیر و عافیت اور آرام سے منزل بمنزل پہونچاتے تھے اور تھکاوٹ اور مشکلات کے وقت مین اپنی خوش مزاجی سے ہمارے تمام ہمراہیونکی طبیعت کو مسرور کردیتے تھے غرض اُسکا چال و چلن نہایت قابل تعریف ہے ۞

۲۱۱ - اسکے بعد مین فیض بخش کی کارگذاری کا بیان کرتا ہون وہ افغانستان بدخشان اور گندہ پامر پر سفر کرتا ہوا ٹھیک وقت پر یارقند مین پہونچا اور میر منشی دیوان بخش کی بجاے اُسنے کام دیا کیونکہ دیوان بخش کا چال و چلن مجھکو بڑا مشتبہ معلوم ہوا اور مینے اسیواسطے اوسکو موقوف کردیا اور ہندوستان مین اوسکو اُسی حالت مین لایا ۞

۲۱۲- ابراہیم خان نے میری درخواست پر کشمیر سے گلگٹ اور یاسین مین ہوکر سفر کیا اور براہ پامیر مجھے یارقند مین آملا اور اُس خوفناک رستہ کی تمام مشکلات سے بچنے کے واسطے بڑی عقلمندی ظاہر کی۔ فیض بخش اور ابراہیم خان ان دونوں کے سفر کے حالات ترجمہ ہوتے ہین اور بعدازان گورنمنٹ کی خدمت مین ارسال ہونگے ؞

۲۱۳- ملک قطب الدین وکیل جو کشمیر کے سفر مین ہمارے کمپ کے ساتھہ متعین تھا رسد وغیرہ کے سرانجام کرنے مین بڑا متوجہ رہا ؞

۲۱۴- مسٹر شا صاحب اور ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب کی رپورٹ جب میرے پاس پہونچینگی تو ارسال کیجاوینگی ؞

سڑک لیہ سے یارقند تک

یعنی وہ راہ جو مہم یارقند ۱۸۷۰ء کے وقت اختیار کی گئی

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
۱	ٹکسی	۱۰	دریاے سندہ کے کنارے پر
۲	چمری	۱۱	چمری نام کی وادی اور اسی نام کے فرودگاہ مین پہونچنے سے پیشتر دریاے سندہ کی دو میل پیچھے رہجاتی ہے
۳	سکٹی	۶	یہہ پڑاؤ ایک درہ مین ہے جسمین گنجان درخت اور سبزہ وگھاس بہت ہے اور سکٹی نام کا ایک گانو ؞
۴	ٹسولاک	۱۲	اس منزل مین چینگ لا نام گذر کو عبور کرنا پڑتا ہے چڑھائی ۶ میل کی اور پڑاؤ جہیل کے متصل شمالی سمت ہے سڑک اچھی ہے
۵	ورگہہ	۱۰	اوترائی ندیونکی خشک رستون مین کو آسان ہے مدگوہ

نمبر	نام منزل	فاصلہ	کیفیت
			مین گانو ہے۔ پانی۔ ایندہن۔ اور گھاس باَفراط ٭
۶	گُملب	۱۲	سڑک ندی کے کنارہ کنارہ گھاس اور ایندہن بکثرت نصف منزل طے کرکے ٹینکٹسی نام گانو آتا ہے ٭
۷	لکونگ	۱۴	گُملب سے روانہ ہوتے ہی ایک چھوٹی سی جھیل میٹھے پانی کی آتی ہے اور چند میل آگے بڑہکر ایک دریا ہے جو اس جھیل مین ہوکر گذرتا ہے۔ یہہ جھیل غائب ہوجاتی ہے۔ پھینگ گونگ جھیل پندرہوین میل پر آتی ہے اُسکا پانی سیاہ رنگ کا ہے لکونگ نام گانو ایک مجموعہ چند جھونپڑونکا ہے جو نصف زمین مین کُھدی ہوئے ہین ٭
۸	چاگرا	۷	اخیر نشانات مذہب بودہ کے اس جگہ دیکھنے مین آتے ہین۔ چند احاطہ بغیر سایہ بہوٹ گڈریونکے بودوباش کے لئے موجود ہین گھاس ایندہن بکثرت ملتا ہے۔ مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر نے یہان ایک ذخیرہ خانہ بنایا ہے جسمین غلہ رہتا ہے ٭
۹	رمدی	۱۲	گذر ماسمک نام ۱۸۴۵۷ فٹ بلند (بقول مسٹر ہیورڈ صاحب) جانسٹن صاحب ۱۹۴۰۰ فٹ بلند بتاتے ہین چوٹی پر چڑہائی آسان سوائے اخیر ۲ میل کے۔ اوترائی شمالی سمت مین درجہ بدرجہ نہایت آسان ٭
۱۰	پمسول	۱۴	چار میل تک سڑک پتھریلی اور ناہموار ہے بعد اوترائی بطرف دریائے چینگ چمو آسان ہے تارا سنگ

نمبر	نام منزل	فاصلہ	کیفیت
			کے جھاڑ یونسی ایندھن حاصل ہوتا ہے دریا سے دو میل کے قریب سیجے گھاس ملتی ہے ۔
۱۱	گوگرہ	۱۱	چار پانچ میل تک سڑک دریا کے بائین کنارہ کنارہ۔ گرمیون مین دریا کا عبور کرنا سخت مشکل۔ گگرگا گھاٹی کو جاتے ہوئے ایک عمیق درہ طے کرنا پڑتا ہے ۔
۱۲	پڑاؤ وادی چینگ چمو	۱۴	۶ میل تک سڑک گرم پانی کی چشمونکی متصل ہو کر گذرتی ہے جو کسیقدر آسان ہے گرم پانی کے چشمونسے ایک خراب اوترائی چڑھائی ہے ہی جہان راستہ نہایت تنگ اوترائی چڑھائی کا ہے گھاس ایندھن مقام فرودگاہ مین بہت کم ملتا ہے
۱۳	پڑاؤ نسیچو	۱۲	قیام کے مقام پر سے سڑک وادی کلان سے جدا ہو جاتی ہے اور ایک درہ مین ہو کر گذرتی ہے جو چینگ لینگ لا کی مغربی سمت پر ہے۔ چڑھائی آسان شمالی سمت اُترائی کوئی نہین ایک ندی کی تہ بالکل برف سے جمی ہوئی ملتی ہے اُس جگہ تک جہان کہ وہ دوسری ندی سے ملتی ہے۔ نسیچو مراد دو دریاؤنسے ہے۔ گھاس ایندھن نایاب ہے ۔
۱۴	پڑاؤ واقع میدان لنزی تھنگ	۱۶	۶ یا ۷ میل تک سڑک ندی کی خشک تہ مین ہو کر ہے بعدازان چار میل تک ریت پر ۵۰۰ فٹ کی اوترائی طے کر کے مسافر میدان لنزی تھنگ مین پہونچتا ہے پڑاؤ ریگستانی زمین مین خشک دریا کی تہ پر ہے گڈھی

نمبر	نام منزل	[illegible]	کیفیت
			کھود کر گدلا پانی دستیاب ہوتا ہے گھاس بالکل نہین ہاتھہ آتی اور بوریش تمام پودے کی چھوٹی چھوٹی جڑین کسیقدر ایندھن کے لئے ملجاتی ہین +
١٥	لونگٹ نینگ	٢٥	بڑا لمبا اور دشوار گذار منزل ریگستان کا سفر اور ایک گنبد نما چوٹی کو راستہ جا اُس سلسلہ کوہ مین واقع ہے جو مشرق سے غرب کو پھیلتا ہے اس چوٹی اور دو ٹیلو نسے گذر کر کر ایک وادی مین گذر ہوتا ہے جہان کچھ پانی اور ایندھن دستیاب ہوتا ہے گھاس بھی کسیقدر ملتی ہے یہہ ایک بڑا سخت کوچ ہے +
١٦	تھالدٹ	١٤	اس منزل مین ایک جھیل برف سے ڈہکی ہوئی ملتی ہے سڑک سہل گذار ہے گھاس لکڑی بالکل نہین تھوڑی سی گھاس ایک میل آگے بڑہکر ملتی ہے -
١٧	پاٹ سالانگ	١٨	سڑک اچھی کشادہ میدان پر بارہ تیرہ میل تک ایک عمیق درہ کے دونو کنارے پر تھوڑی گھاس بھی میسر ہوتی ہے پاٹ سالانگ مین پانی کھودنے سے ملتا ہے +
١٨	بڑا میدان بستی کی شمالی سمت	١٤	تین خشک نمکین جھیل کو عبور کرنا پڑتا ہے - میدان کے بائین کنارے وادی مین پڑاؤ ہے - گھاس بکثرت مگر پانی وہی کھودنے سے ملتا ہے +
١٩	پڑاؤ وادی کراکاش [illegible]	٢٤	دریاے کراکاش ١٢ میل کوچ کرکے ملتا ہے مقام

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
			بزنگ پر جہان ویران جہونپڑے دیکھنے مین آتے ہین ١٢ میل تک سڑک دریا کے کنارہ کنارہ ہے اور پھر گھاس اور جھاڑیان پائی جاتی ہین ✢
٢٠	کافر درہ	٢٠	گھاس ایندہن بکثرت ✢
٢١	پڑاو وی مز	١٦	گھاس ایندہن بکثرت ✢
٢٢	کیانگ سیدان یعنی جنگلی گھوڑونکا میدان	١٢	آسان منزل - گھاس لکڑی بافراط ✢
٢٣	گل بشر	١٤	کرغزیونکا ڈیرہ رستہ پر واقع ہے اور اسی منزل مین سنگ روسیہ کی کانین ہین -
٢٤	بلکچی	١١	دریا رکراکاش کا عبور کرنا گرمیون مین رستہ دشوار گذار - خوشنما سبزہ زار یا چراگاہ مقام بلکچی مین ملتے ہین ✢
٢٥	ٹوگہراسو	٢٢	دسوین میل قلعہ شاہ دولا اس منزلمین ملتا ہے اور دریا کراکاش بمشکل تمام دوبار عبور کرنا ہوتا ہے - لکڑی اور گھاس بافراط پڑاو ٹوگہراسو کے جنوبی سمت ہے اور ایک پہاڑی دریا پانی کا نہایت عمیق اور تیز اور بزور شور بہتا ہے سوا ایک تیسرے پہر کے اور کسی وقت عبور نہین کیا جاسکتا ہے ✢
٢٦	بلمر گاش	١٠	ٹوگہراسو کو عبور کر کے قلعہ علی نظر کرغان مین گذر ہوتا ہے اس قلعہ مین یارقند کے سپاہی ہین اور کرغان سے وادی کے اوپر ہو کر ایک سڑک گذر کلیان کو جاتی ہے ✢
٢٧	پڑاو سمت جنوب گذر سنجہ	١١	یہان سے سڑک دریا کراکاش کے کنارہ کنارہ پانچ میل تک جاتی ہے علی نظر ابوبکر کو بھی رستہ جاتا ہے جہان

نمبر	نام منزل	فاصلہ	کیفیت
			گرمیون مین دریا بمشکل تمام عبور کیا جاتا ہے محمولہ جانور ایک ٹیلہ پر ہوکر گذرتے ہین جسمین ۳ میل کا چکر پڑتا ہے اسجگہ سڑک وادی کراکاش سے جدا ہوجاتی ہے اور ایک تنگ پتھریلے درہ مین سے گذرتی ہے جہان ہر سوگز کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پانی کا رو عبور کرنا پڑتا ہے ؛
۲۸	کلچک ٹیلاک	۱۰	اس منزل مین جرم نام گذر کو جو ۱۶۶۱۲ فٹ بلند ہے طے کرنا ہوتا ہے چڑہائی اوترائی بڑی سخت ہے محمولہ ٹٹو اس گذر مین سے نہین جا سکتے خچرین اُنکا بوجھ لیجاتی ہین غیر محمولہ اونٹ گھوڑے گذر سکتے ہین کلچک ٹیلاک نام مقام کرغزیونکا موسم سرما مین قیام گاہ ہے ؛
۲۹	تام	۱۲	سڑک وادی سنجو مین سے گذرتی ہے دریا عبور کرنا پڑتا ہے گھاس لکڑی بافراط ؛
۳۰	گذر چچّو	۱۵	موسم بہار اور خزان مین جبکہ پانی پایاب ہوتا ہے سڑک ندی کے کنارے کنارے سنجو کے نزدیک ۳ میل تک رہتی ہے۔ گرمیون مین گذر چچو پر چکر کہانا ہوتا ہے۔ ؛
۳۱	مزار	۱۲	ایک گذر ۱۱۸۴۷ فٹ بلند طے کرنا آرپالک دریا عبور کرکے مزار مین پہنچا راستہ مین گھاس سبزہ اور لکڑی بافراط درخت بلند بلند اس وادی مین شکار بکثرت ہاتھہ لگتا ہے ؛

نمبر	نام منزل	[illegible]	کیفیت
۳۲	کزل لنگر	۱۰	دریاے آریالک کے متصل
۳۳	سنجو	۱۴	سٹرک وادی آریالک سے جدا ہوتی ہے اور نشیب دار ریگستانی سلسلہ کو طے کر کے سنجو کی طرف جھک جاتی ہے جہان ایک مجموعہ دیہات کا ہے
۳۴	کوشتاک	۲۵	سٹرک دریاے سنجو کو عبور کرتی ہے بعد ازان ایک ریگستانی پہاڑیون کے سلسلہ پر چڑہ جاتی ہے جسکے پار ایک چھوٹے گانو لنگر پر جا کر اُترتی ہے یہہ گانو سنجو سے ۱۵ میل ہے یہانسے سٹرک دشت مین سے گذرتی ہے بعدہٗ گانو کوشتاک آتا ہے جہان کلیان ندی زراعت کے واسطے ہے ؛
۳۵	اوآہنگراک	۲۰	سٹرک دشت مین سے گذر کر ایک گانو واقع وادی پر پہنچتی ہے ٭
۳۶	بورہ	۱۲	اس منزل مین سٹرک ریگستانی پہاڑیونسے اوتر کر اور دشت کے پار دیہہ بورہ پر سٹرک کلیان سے ملجاتی ہے
۳۷	کارغالک	۲۴	بورہ سے ۴ میل پر سٹرک چھوٹی پہاڑیونسے جدا ہوتی ہے اور وہانسے اوتر کر دشت عظیم گوبی کے ایک دامن مین سے گذرتی ہے۔ گانو بتارک تک ۱۲ میل کا فاصلہ ہے اور وہانسے کارغالک قریب ۴ میل کے ہے۔ یہان سیدہی سٹرک ختن کی براہ گوما اور گذر کوگیار کے سٹرک ملکر یارقند کو جاتی ہین ٭

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
۳۸	پشگام	۲۱	کارغالک سے گیارہ میل کے فاصلہ پر دریاے تسناف عبور کرنا ہوتا ہے گرمیون مین قابل عبور نہین پانچ میل آگے یکشنبہ بازار ہے +
۳۹	ینگی بازار	۱۴	سیدہی سڑک یارقند پر دریاے یارقند حایل ہے جو پشگام کے متصل ہے گرمیون مین اس دریا کا پاٹ بڑا بڑہجاتا ہے اسلئے چکر دس میل کا ہوتا ہے اور براہ ینگی بازار یارقند کو جانا پڑتا ہے جہان بیڑی پر عبور کرتے ہین +
۴۰	یارقند	۸	دریا کو کشتیون سے عبور کر کے پہر سبزہ زار اور باغستان مین گذر ہوتا ہے اور گرد نواح کے دیہات طے کر کے یارقند مین پہنچتے ہین +

سڑک یارقند سے ختن کو

۱- پشگام - ۲- کارغالک - ۳- لوک چلاک - ۴- گوما
۵- موجی - ۶- چودا - ۷- پیالما - ۸- زووا - ۹- ختن
کل فاصلہ ۷۴ تاش یعنے ۱۸۵ میل

سڑک یارقندسی کاشغر کو مسٹر ہیور صاحب کی بتائی ہوئی
سڑک اعظم یارقند سے کاشغر تک

اس سڑک پر دو پہیہ گاڑیان اور چہکڑے وغیرہ بآسانی جاسکتے ہین +

نمبر	نام منزل	میل	کیفیت
۱	یارقند کوک ربات	۲۲½	سڑک شمالی دیوار قلعہ کے برابر برابر جاتی ہے اور چار میل بیشتر سے نہر ارپی نام کا پل چوبی بنا ہوا ہے دیہات کراکورا اور ریگل سے گذر کر راستہ دلدل دار زمین کے دامن مین کوہ ہے - کوک ربات ۲۰۰ گہرونکا ایک گانو ہے کاروان سرائے اُسمین بنی ہوئی ہے ÷
۲	کزل	۲۷½	سڑک کا گذر دامن دشت حمید مین کوہ ہے جو ایک بڑا قطعہ غیر آباد زمین کا ہے اور کزل تاگہہ سلسلہ تک مغربی طرف پہیلتا جاتا ہے ÷ کوک ربات سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ٹہیرنے کی ہے جہان ایک مسجد اور دو کوٹے پانی کے بنے ہوئے ہین - کزل ایک گانو ۵۰۰ گہر کی آبادی کا ہے ایک کاروان سرائے اور ایک بڑا تالاب بہی اسجگہ ہے ÷
۳	ینگی سر	۳۲	اس منزل مین سڑک بر دیہات چمالنگ - کہودک - کونشم باش - دتوبلک مقام کلہن تک کہ قدیم چوکی پولس چینیو کے وقت کی ہے اور اب ویران ہے ملتی ہین ینگی سر سے ڈہائی میل پر ایک دریا لسرگ نام بوسیلہ ایک چوبی پل کے عبور کرنا پڑتا ہے ÷ ینگی سر ایک قصبہ تجارتی گیارہ ہزار گہر کی آبادی کا ہی اور یارقند سے ۸۲ میل پر شمالی و مغربی سمت واقع ہی

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
			کاشغر سے ۴۳½ میل جنوبی طرف ہے قصبہ کے شمالی طرف ۶۰۰ گز کے فاصلہ پر قلعہ ہے ؞
۴	سیچپان	۲۲½	اس کوچ میں سڑک پر دیہات کملوک و توگ لوچ ملتے ہیں حسن ندی کا پل بندھا ہوا ہے بعد ازاں سڑک ندی کے کنارے کنارے سیچان تک جاتی ہے جو ۷۰۰ گھر کا ایک گانو ہے ؞
۵	کاشغر قدیم شہر	۲۱	سیچان سے ڈھائی میل پر کہانارک نام دریا کا پل ہے بعد ازاں تاش گام نام ایک گانو آتا ہے پھر کہانارک ندی کی ایک شاخ اور نہر کو عبور کر کے قلعہ کاشغر پر پہونچتے ہیں جو شہر سے ۳ میل جنوبی سمت ہے قلعہ اور شہر کے مابین دریاے کاشغر یا کزل دریا عبور کیا جاتا ہے ۔ کاشغر میں ۲۸ ہزار گھر اور ساٹھ ستر ہزار باشندے ہیں ؞
	کل فاصلہ ۱۲۵½ میل		

سڑک یارقند سے اکسو کو

نام منزل	کیفیت
۱ - بیٹ کوہ - ۲ - للاک - ۳ - منال ۴ - اکس یارال - ۵ - مرال باشی - ۶ - چوہری کول ۷ - شامال - ۸ - یاکوکدوک - ۹ - ایکول - ۱۰ - اکسو	چینیوں کے وقت میں ۱۸ منزل تھیں اب صرف ۱۰ رہ گئیں

سڑک شادولا سے گوگرا کو جو مہم یارقند میں بوقت واپسی

اختیار کی گئی -

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
١	شادولا سے سوگت	٨	۴ میل تک سڑک کرا کاش کے کنارہ کنارہ ہی بعدازان جنوبی طرف پھر جاتی ہے جہان ایک درہ مین گذر ہوتا ہے گھاس ایندھن بافراط
٢	پیجرا	١٩	چوٹی پہاڑ سے ایک میل اس طرف تک سڑک پر چڑھائی سلامی اور درجہ بدرجہ ہے گذر کی بلندی ٨٢٣٧ افٹ پڑاؤ مقام جیرا مین جو چھوٹے پہاڑ سے چار میل آگے بڑھکر ہے گھاس ایندھن ہاتہہ نہین آتا ٭
٣	مالاکشا	٨	آسان کوچ - پڑاؤ پر گھاس ایندھن بالکل نہین لیکن کسیقدر مغربی وادی مین ملجاتا ہے جو بہت دور نہین ہین ٭
٤	جہیل کراتانغ	٢٤ یا ٢٥ میل	راستہ جنوب و مشرقی طرف میدان کے پار جنوب مشرقی گوشہ سلسلہ کوہ کراتانغ مین - سڑک اکثر ہموار - لکڑی اور جنگل میدان مین بکثرت - اور پڑاؤ سے چھوٹی چھوٹی ٦ یا ٧ میل پر ایک جگہ پانی ہے جہیل پر درخت (برٹھی) کا ایندھن بافراط اور پانی و گھاس ایک میل کے فاصلہ پہ پہاڑ پر جنوب مشرقی سمت ٭
٥	شور جلگا	١٧	وادی کو طے کرکے ایک پتھریلو درہ مین جنوب مشرقی سمت ٣ میل تک راستہ ہو دہانے سے جنوبی طرف پھر و ایک آسان پہاڑ کی چڑھائی پر ٤٠٠ سے ٥٠٠ فٹ تک ہی اس پہاڑ کی چوٹی سے براہ ایک لمبی پیچدار درہ کی راہ سے ٩ یا ١٠ میل تک اوترائی وہانسے ایک وسیع

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
			پتھریلی وادی مین پھونچو گے اسکو چار میل طے کر کے شورجلگا مین پڑاو ہے جہان پانی اور قدرے گھاس میسر آتی ہے مگر ایندہن بالکل نہین ملتا اگرچہ چار میل نیچے جاکر بافراط موجود ہے اور جہانکہ شورجلگا سے چار میل اوپر ایک ندی وسیع وادی مین داخل ہوتی ہے وہان بھی ایندہن بکثرت ہے ؞
۶	خوش میدان	۱۴	۷ یا ۸ میل درہ شورجلگا سے دریاے کراکاش تک کوچ آسان ہے پھر اُس دریا سے ۲ میل اوپر خوش میدان ہے جو جنوب و مشرقی طرف بائین سمت وادی کے واقع ہے۔ نیچے کی حصہ وادی شورجلگا مین اور پھر اُسکے کراکاش سے ملنے کے مقام پر ایندہن بافراط ہوتا ہے ان دونو کے اتصال سے ایک میل اوپر چنگ تاش نام ایک بڑا بلند پہاڑ دائین کنارہ پر ہے جسکے پیچھے گھاس میسر آتی ہے چنگ تاش سے ڈیڑہ میل اوپر بائین کنارے ایک پتھریلے ٹیلے پر بہت عمدہ گھاس اور ایندہن ملتا ہے۔ خوش میدان مین بھی بائین کنارے ایک ٹیلہ کے پیچھے بکثرت ایندہن ہے مرکیریا نام درخت ہے اور کنارہ کنارہ گھاس ہے ؞
۷	کزل جلگا	۱۷ ۱/۲ میل	اس منزل مین کوچ وسیع وادی کراکاش پر

نمبر	نام منزل	فاصلہ	کیفیت
			عموماً بائین کنارہ ہے ۱۳ میل چلکر ایک مخروطی شکل سیاہ پہاڑ مین گذر ہوتا ہے جہان ایندہن بافراط ہے۔ کزل جلگا مین پڑاؤ مشرقی طرف ایک پہاڑی ٹیلہ کیا ہے جسکے گرد دریا گھومتا ہے ایندہن بکثرت اور کسیقدر گھاس بھی میسر ہوجاتی ہے مشرقی طرف ایک میل کے فاصلہ پراوپر پھر تمام درہ جنوب و شرقی سمت مین گھاس بکثرت ہے **شرح** اس منزل کا فاصلہ مقام سمدو تک شمار کیا گیا ہے ٭
۸	شتنگ لنگ	۱۳ یا ۱۴ میل	جنوبی طرف کوچ اور بڑی دہار دریا تک آسان چہوٹی دہار جو اب خشک تھی مشرقی طرف مقام کزل دیوان سے آتی ہے ایندہن ہر ایک جگہ موجود گھاس تمام کنارہ کی وادیون مین بافراط اور نیز بڑی وادی مین اکثر جگہ ہے۔ کسی کسی جگہ برف ہموار اور مضبوط پر چلنا ہوتا ہی۔ پڑاؤ پر گھاس ایندہن بکثرت موجود ٭
۹	سمدو	۱۱ میل	دائین کنارے گھاٹی کے اوپر آسان ہموار رستہ ہے اول ۳ میل مین گھاس ایندہن بکثرت بعد ازان جنوب و شرقی سمت لوٹ کر ایک سخت چونہ کے پتھر کا ٹیلہ آتا ہے جہان گھاس و ایندہن وغیرہ نہین موجود ہوتا۔ مقام سمدو مین ایک بڑا وسیع میدان ہے جسمین دریا یا بڑی وادی مغربی سمت سے آکر شمول ہوتی ہے اور اسکے ساتھ ہی بڑی بڑی وادیان جنکا رستہ پتھریلا

نمبر	نام منزل	[illegible]	کیفیت
			ہے شروع ہوتی ہین۔ مقام سمد مین وادی کے مغربی سمت گہاس اور ایندہن بکثرت ہے ؛
۱۰	پڑاؤ وادی مین شمالی نشیب چینک چمو پہاڑ کے سلسلہ کا	۲۰	ڈیڑہ میل تک کراکاش کے مغربی طرف کوچ کرو پہر جنوبی طرف لوٹ کر درہ مین جاؤ جہان ۴ میل تک ایک آسان پہاڑ کے دامن مین جو ٹہیک جنوب مین ہے بہت سی دہارین پانی کی جاری ہین اور مغربی طرف بڑے بڑے گنبدنما پہاڑ ہین اس درہ کے مشرقی سمت ایک اور گذر ہے جو کم سیدہا ہے اور بلند زیادہ اس گذر پر چڑہتے ہوئے پندرہ منٹ صرف ہوتے ہین ؛ **شرح** یہہ بہتر ہوگا کہ سمد سے آگے جا کر گذر کے دامن کے نزدیک پڑاؤ بنایا جاوے جہان پانی موجود مگر گہاس ایندہن بالکل نہین مگر یہہ دونو چیز کسیقدر رستہ مین جمع کرلے اور کسی قدر سمد سے ساتہہ لیجاوے ؛ چوٹی گذر دویم سے وادی مین اوترتے ہوئے ۴ میل تک جنوب سے شرق کو رخ رکہے پہر ایک وسیع وادی سے گذر کر کے ایک میدان ۶ میل کا آتا ہے جو مغربی گوشہ کوہ لنگ زہی ہنگ کا ہے اس میدان مین ایک طرف کو ۳ سیاہ چٹان بڑی بڑی

نمبر	نام منزل	فاصلہ	کیفیت
			پہاڑکی واقع ہین اونکو عبور کرکے میدان کے مقابل وادی مین داخل ہو جہان جنوبی چڑہائی شروع ہوتی ہے اُسجگہ پانی ہے مگر گھاس ایندہن بالکل نہین اگرچی چاہے اس جگہ ٹہیر جاوے مگر اگر ۴ یا ۵ میل آگے جنوبی نشیب مین جاکر شمالی طرف کو جو تردادیاں جاتے ہین اُنہین سے کسی مین قیام کرے تو پچھلی مقام قیام سے بہتر ہوگا۔ ایندہن کہین نام کو بھی **شرح**۔ اس منزل کا فاصلہ سمدو سے شمار کیا گیا ہے ؛
۱۱	وادی جنوب مین سلسلہ کوہ چلینک چھمو کو جو گرم چشمہ کی طرف جاتی ہے	۱۶ میل	درجہ بدرجہ اور آسان چڑہائی ناہموار نشیبون اور تردادیان پر۔ سمت جنوب سے مشرق کو پہاڑ کی چوٹی تک جو بلند ہے مگر اُسکی چڑہائی آسان ہے۔ بڑے سلسلہ کوہستان سے ۳ میل شمالی طرف ایک اور کم بلند اور گول سلسلہ طے کرنا پڑتا ہے جسکے پار جنوبی طرف ایک بڑا نشیب دار اور وسیع میدان ہے جہانسے باہین طرف بڑی رہگذر کو کوہ آستہ جاتا ہے اور اس میدان کے وسط مین شرق سے غرب تک ایک عمیق درہ ہے جسمین دریا روان ہے۔ گذر کی چوٹی سے اوترائی مغربی طرف چار یا پانچ میل تک اول کچھہ سخت معلوم ہوتی ہے بعدازان درجہ بدرجہ وادی مین کمپ یعنے پڑاو کے نزدیک اوتر آتے ہین ؛

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
۱۲	گوگرا	۲۰ سے ۲۱ تک	جہان دریا جنوب و مشرقی طرف لوٹ جاتا ہے پڑاؤ مین گھاس اور ایندھن بکثرت اور ۲ میل نیچے کی طرف ایندھن بافراط ملتا ہے - سڑک کا راستہ آسان ہے۔ سڑک بہت اچھی اور آسان وادی مین ۱۲ میل پر چینگ لینگ لا مقام سے سڑک ملجاتی ہے ۱۴ میل پر گرم پانی کا چشمہ ہے اور ۲۰ میل پر گوگرا - تمام راستہ مین گھاس ایندھن بکثرت مگر وہان تک کہ پرانی سڑک ملتی ہے آگے اس سے صرف ایندھن ملتا ہے گھاس نہین ملتی۔

ضمیمہ اول

فہرست اون اشیاء کی جو یارقند مین خریدی گئین اور ہندوستان مین فروخت کی گئین

نمبر	نام اشیاء تجارت	اوسط مقدار	اوسط قیمت	کرایہ	محصول	کل خرچ	اوسط بہاؤ فروخت ہندوستان مین	اوسط نفع	کیفیت
۱	ریشم ہر قسم	فی سیر	سعہ/	۱۰/	۲/	للعہ ۱۴/	سے/ ۱۱/	عسعاک	پیدایش ختن
۲	طلا	فی تولہ	عہ	۰	۰	سعہ	عہ ۸/	۱۱/	ایضاً
۳	نقرہ (کُرسی)	فیصد تولہ	۱۱/	۲/	۰	۱۱/ ۱/	۱۱ سے/ ۲/	سے/	ایضاً
۴	چرس (اول قسم)	فی من	عہ	سہ	صہ/	عہ	۱۱ عسعہ	للعہ	یارقند مین پیدا ہوتا ہے اور بھنگ سے بنتا ہے
	چرس (ادنی قسم)	ایضاً	عہ	سہ	عسعاک	للعہ	صہ	سے/	ایضاً
۵	قالین	فی گز	عسعاک	۱۲/	۴/	سے/	للعہ ۸/	عسعہ ۸/	یارقند اور ختن سے لایا جاتا ہے
۶	نمدہ	فی تھان	۱۲/	۸/	۴/	عسعہ ۶/	عسعاک	۱۰/	ایضاً
۷	ریشمی و ریابی و بناتی (ایک قسم کا پھولدار ریشم)	ایضاً	صہ/	۸/	۸/	سے/	عسعہ ۸/	عسعہ ۸/	از ختن
۸	مشروع (ریشمی کپڑا)	ایضاً	سے/	۸/	۴/	سے/ ۱۲/	صہ/	عسعہ ۴/	ایضاً
۹	پشم	فی من	وعہ	سہ	سعاک	موصہ	لہ	سعہ	از یارقند و ختن و ترفان
۱۰	ٹٹو	فی راس	۱۱/	۰	۰	۱۱/	۱۱ وعہ	وعہ	یہہ یارقند اور ختن سے لائے جاتے ہین۔ یہہ سودا زیادہ نفع کا نہین۔ لیکن چونکہ ان ٹٹوؤنکو لادنیکے کام مین لاتے ہین بار برداریکا کرایہ قیمت مین محسوب ہوتا ہے اور قیمت سے ذرہ زیادہ نفع پر فروخت ہوتے ہین جسمین راہ کی خوراک کا بھی خرچ شامل ہوتا ہے ۴

ضمیمہ نمبر ۲

فہرست اون اشیاء کی جو ہندوستان سے بھرتی ہوکر یارقند مین جاکر فروخت ہوتی ہین

ان ٹٹوونکو لادنیکے کام مین لاتے ہین باربرداریکا کرایہ قیمت مین محسوب ہوتا ہی اور قیمت سے
ذرہ زیادہ نفع پر فروخت ہوتے ہین جسمین راہ کی خوراک کا بھی خرچ شامل ہوتا ہے ؞

ضمیمہ نمبر ٢

فہرست اون اشیار کی جو ہندوستان سے بہرتی ہوکر یارقند مین جاکر فروخت ہوتی ہین

نمبر	نام اشیار تجارت	اوسط مقدار	 قیمت	کرایہ	محصول	کل خرچ	اوسط بہاؤ یارقند مین	اوسط نفع	کیفیت
١	تہانہای لٹھہ وغیرہ	فی من	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اسکی بڑی خواہش ہے
٢	مصالح ہر قسم	ایضاً	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کچھہ بحث نہین
٣	کمخواب	فی تہان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اسکی بڑی خواہش ہے
٤	بنات	فی گز	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
٥	سبز چادر	فی من	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	بڑا نفع ہوتا ہے
٦	شکر و مصری	ایضاً	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
٧	پوستین یعنی پوشاک پنجاب کی چمڑہ کی بنی ہوئی	فی پوستین	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	بہت جلد بک جاتا ہے
٨	بکری کا چمڑہ	فی کوڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
٩	افیون	فی من	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
١٠	ولیتی بندوقین	فی بندوق	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	خوب فروخت ہوتی ہین
١١	تلوار و شمشیر	ایضاً	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
١٢	پستول	ایضاً	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
١٣	بارود	فی من	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً

ضمیمۂ سویم

مفصل تخمینۂ فروخت چھینٹ فی تہان ۲۱ گز (جو ۲۸ آرشنیز کے برابر ہوتا ہے) وزن ۵ پونڈ

قیمت بمبئی میں بہ نرخ ۳ر گز	[illegible]
باربرداری و دیگر اخراجات بمبئی سے یارقند تک (بحساب ۵ پونڈ بارہ شلنگ فی کوٹل (عام وزن انگریزی) یا ۸ر فی پونڈ	[illegible]
محصول لداخ میں (۴ فیصدی اصلی لاگت پر	۳ روپئے
محصول یارقند میں (۴۰ پر ایک	۳ روپئے
میزان	[illegible]
نفع	[illegible]

قیمت فروخت یارقند میں (۸۰ تنگا فی تہان) ۶ تنگی کا ایک روپیہ ہوتا ہے — [illegible]

شرح — تفصیل مندرجہ بالا ادنی اوسط لیگئی ہے کیونکہ بہت سی نمونہ بقیمت ۵۰ تنگا واسطے پچاس آرشنیز کے اور ۱۲۵ تنگا واسطے ۴۰ آرشنیز اور ۵۷ تنگا واسطے پچاس آرشنیز کے اور کاشغر سے ۴ تلہ ۴۰ آرشنیز کے واسطے بکتے ہین یعنی [illegible] ہر ۲۸ آرشنیز کے واسطے — اول ضمیمہ مین جو نفع تحریر کیا گیا ہی اسیطرح شمار ہوا ہے ؀

تمام مندرجۂ بالا قیمتین اُسی اسباب کے واسطے بیان کی گئی ہین اور انگریزی کارخانونکا اسباب وہان بہت کم پہونچتا ہے اسلئے مشرقی ترکستان مین لوگ اُسکو جانتے بھی نہین ہین لیکن مسٹر شا صاحب رپورٹ کرتے ہین کہ کاشغر مین کچھہ انگریزی چھینٹ میری پہونچنے سے پیشتر پہونچگئی تھین اور بڑے شوق سے ۵ یا ۶ تلہ فی تہان لوگون نے خرید لین اور اُسی چھینٹ کے صرف ۴ تلہ فی تہان دام تھے ؀

قیمت فروخت مختلف اشیاے یارقند مین

۱	چھینٹ بڑے عرض کی گلنار فی تھان ۲۸ گز	[illegible]
۲	ایضاً موٹے کپڑے پر چھینٹ فی تھان	[illegible]
۳	وریس ۱۲ گز	[illegible]
۴	تھان وریس ۴۰ گز	[illegible]
۵	سپید لٹھا ۴۰ گز کا تھان	[illegible]
۶	ایضاً موٹا لٹھا ۴۰ گز	[illegible]
۷	ایضاً ذرہ زیادہ موٹا ۴۰ گز	[illegible]
۸	گمٹی سرخ ۲۸ گز	[illegible]
۹	دستارین ۲۰ گز	[illegible]
۱۰	علوان ۴۰ گز	[illegible]
۱۱	سفید گمٹی	[illegible]
۱۲	نقاب عورات سرخ	[illegible]
۱۳	اتوار یعنی ریشمی چادر فی گز	[illegible]
۱۴	کمخواب فی تھان ۱۵۰ روپے سے [illegible] تک	
۱۵	سیاہ چار پکوئی یا زراچہ فی پونڈ	[illegible]
۱۶	سبز چاء معمولی فی پونڈ	[illegible]
۱۷	ایضاً نہایت عمدہ کراکولا کی چاء فی پونڈ	[illegible]
۱۸	عام شکرتری فی پونڈ	[illegible]
۱۹	ابریشم یعنی ریشم خام ختن سے ۱۰۰ تنگا فی چرک یعنی ۵ پونڈ فی پونڈ	[illegible]

یہ ۲۸ آرشنیز کے برابر ہوتا ہے) وزن ۵ پونڈ

[illegible]

اب ۵ پونڈ بارہ شلنگ فی گوٹ)

[illegible]

میزان [illegible]

نگی کا ایک روپیہ ہوتا ہے — [illegible]

یت سی نمونہ بقیمت ۱۵۰ تنگا واسطے

ہ ۷۵ تنگا واسطے پچاس آرشنیز کے

ین یعنی [illegible] و [illegible] و [illegible]

ن جو نفع تحریر کیا گیا ہے اسیطرح

یان کی گئی ہین اور انگریزی

سلئے مشرقی ترکستان مین لوگ

ب رپورٹ کرتے ہین کہ کاشغر

ین تھین اور بڑے شوق سے

ی چھینٹ کے صرف ۴ تلہ

ضمیمہ نمبر ۴

مقابلہ وار قیمت مختلف اشیاء کی بازارہاے بمبئی و یارقند مین

نمبر	نام	بمبئی فی گز	یارقند فی گز
۱	چھینٹ	۴ر۴ آنے	۱۲ر۶ پائی
۲و۳و۴	ایضاً	۱ر۳ پائی سے ۳ر تک	۶ر۱ پائی سے ۱۰ر تک
۵و۶و۷	سفید پارچہ	۲ر۵ پائی سے ۴ر۱۰ پائی تک	۵ر۶ پائی سے ۸ر تک
۸	ململ فی تھان ۲۰ گز	عیسعہ ر سے عسعہ تک	ملے ۸ر روپیہ
۹	رنگین سوتی پارچہ فی گز	۲ر سے ۲ر۴ پائی تک	فی گز ۸ر
۱۰	ڈوریا یا گمٹی	عسہ ۳ پائی سے عسہ ۵ پائی تک	۸ر فی گز

ضمیمہ نمبر ۵

بازاری قیمت یارقند بابت ۱۸۶۸ء و بازاری قیمت جالندھر بابت ۱۸۶۸ء

نمبر	نام اسباب تجارت	وزن	قیمت یارقند مین	قیمت جالندھر مین	کیفیت
۱	چانول	۲ سیر انگریزی	۱/۲ ٹنگہ	۲ر۶ پائی	ایک ٹنگہ ۲ر۶ پائی سے ۲ر۹ پائی تک ہوتا ہی ایک ٹنگہ ۲۵ پیسہ کے برابر ہوتا ہے اور ایک پیسا دو پول کے برابر
۲	مکئی	ایضاً	۳۰ پیسہ	۱ر۸ پائی	
۳	مونگ	ایضاً	۱۵ پیسہ	۴ر	
۴	چھوٹی نان	۳ چھٹانک	۱ پیسہ	۹ پائی	عموماً آٹا نہین بکتا بلکہ پکی ہوئی تیار خوراک بکتی ہی اور روٹی کا دوسری اشیاء کے ساتھ بھی تبادلہ ہو جاتا ہے
۵	بڑی نان	۵ چھٹانک	۲ پیسہ		
۶	مکئی کی روٹی	۳ چھٹانک	۱ پیسہ		
۷	بھیڑ کا گوشت	۲ سیر	۱/۲ ۲ ٹنگا	۵ر۶ پائی	امیر لوگ بھیڑ کا گوشت استعمال مین لاتے ہین عوام الناس گھوڑے و دیگر بڑے جانورونکا گوشت زیادہ کھاتے مین جو سستا ہوتا ہے

نمبر	نام اشیاء تجارت	وزن	قیمت یارقند میں	قیمت جالندھر میں	کیفیت
۸	ہلدی	۲ سیر	۱۲ ٹنگا	۸ ؍	
۹	مصری	ایضاً	۱۵ ٹنگا	۱۵ ؍	
۱۰	سبز چای	ایضاً	۱۲ سے ۱۴ ٹنگا تک	للعہ یا صہ	اگر رنگ و مزہ اچھا ہو اور پتی باسانی عرق بخش کیجا سکتی ہو تو خوب بکتی ہے
۱۱	چای بمبئی یا گولہ چای	ایضاً	۸ سے ۱۲ ٹنگا تک	۰	
۱۲	سونٹھ	ایضاً	۳ ٹنگا ۵ پیسہ	۱۱ ؍	
۱۳	مرچ یا فلفل	ایضاً	۱۸ ٹنگا	عسہ ۱۴ ؍	
۱۴	سفید الایچی خورد	۱ تولہ	۱۰ ٹنگا	۰	
۱۵	دار چینی	ایضاً	۲ ٹنگا	۳ پائی	
۱۶	لونگ	ایضاً	ایک ٹنگا	۴ پائی	
۱۷	جای پہل	فی جائفل	۲ ٹنگا	۳ پائی	
۱۸	مشرو ریشمی	فی تھان ۱۲ گز	۱۴ سے ۳۰ ٹنگا تک	۰	یہہ پارچہ پنجاب مین مروج نہین ہے سمرو ملکو نہین یا وہ استعمال کیا جاتا ہے
۱۹	ڈوریا	بقدر یک چغہ	۵ سے ۸ ٹنگا تک		یہہ پارچہ بھی پنجاب مین مروج نہین اور مشرو کی مانند نصف سوتی اور نصف ریشمی ہوتا ہے
۲۰	شاہی	فی تھان ۱۲ گز	۲۵ سے ۴۰ ٹنگا تک	۰	یہہ ایک بیل بوٹہ دار ریشمی کپڑا ہوتا ہے یہان نہین آتا مگر امیر لوگ اسکے شایق ہوتے ہین
۲۱	اطلس	فی تھان ۱۲ گز	۳۰ سے ۵۰ ٹنگا تک	۰	ایضاً ایضاً
۲۲	سوتی سفید پارچہ		۰	۰	سفید پارچہ مین سے ململ پگڑیون و عمامون کے کام مین زیادہ صرف ہوتی ہے لیکن یارقند مین لوگ رنگین پارچہ استعمال مین لاتے ہین کمخواب ذی مقدور اشخاص استعمال مین لاتے ہین

علاوہ کیفیت متعلقہ ضمیمہ نمبر ۵

ایک کرس نقرہ جو وزن مین ۲ سیر انگریزی یعنے ۱۶۰ روپے کے برابر ہوتا ہے یارقند مین اسکی قیمت ۱۶۸ روپیہ سے ۱۷۰ روپیہ تک ہے پنجاب مین فروخت کرنیوالے شخص کو فی روپیہ ایک آنہ نفع ملتا ہے دہلی مین زیادہ منافع ملتا ہے یارقند

مین اوسکی قیمت ۳۰ سے ۳۴ تلہ تک ہے اور ہر ایک گرس کی قیمت یارقند مین ۱۰۰۰ سے ۱۱۰۰ ٹنگا تک ہوتی ہے - تلہ جدید سکہ ۴ سے سوا چار ماشہ تک وزن مین ہوتا ہے اور یارقند مین مل سکتا ہے اور پنجاب مین ۵۰ پیسہ یا ۱۲ [illegible] کو بکتا ہے

ضمیمہ نمبر ۶

مقابلہ وار خرچ بھرتی ایک کوٹ مال کا انگلستان اور روس سے یارقند تک

ماسکو سے تاشقند تک بشرح ۴ ریل فی پونڈ وزن فی ۳۶ پونڈ	شلنگ پنس ۳۹ ۸	انگلستان سے بمبئی یا کلکتہ تک بشرح ۲ پونڈ فی من	۲ شلنگ
تاشقند سے یارقند تک بشرح ۸ تنگہ فی بوجھ اسپ یعنی فی ۲ کوٹ	۸ ۴ شلنگ	کلکتہ سے لاہور ۱۲۰۰ میل کے فاصلہ تک سوتی پارچہ کے لئے	۹ شلنگ ۵ پنس
میزان	پونڈ شلنگ پنس ۴ ۷	ٹرمینل چارج وغیرہ یعنی خرچ بالائی مزدوری وغیرہ	۱ شلنگ
کراچی کو بندرگاہ آمد اسباب فرض کر کے لاہور تک ۸۰۰ میل کے فاصلہ کو ریل جاری ہونے پر یہ شرح ہوگی		لاہور سے یارقند تک بشرح ۶۵ روپیہ فی بوجھ اسپ وزن فی ۲ کوٹ	۶۵ شلنگ
سوتی اسباب یا پارچہ	۹ شلنگ	میزان	پونڈ شلنگ پنس ۳ ۱۷ ۵
اونی	۱۱ شلنگ	اونی پارچہ کے واسطے کرایہ کلکتہ سے لاہور تک	شلنگ پنس ۱۲—۶
چاقو قینچی وغیرہ لوہار کا اسباب	۱۳ شلنگ	اور لوہار کے اسباب کی واسطے	۱۵-۶

تمام شد

HYDERABAD STATE LIBRARY